مؤسس

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، جگر گوشۂ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری



مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

فائل 1985ء

مارچ، اپریل، مئی، جولائی، اگست

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش: تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتیٔ اعظم ہند جگر گوشہ مفسرِ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری**

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

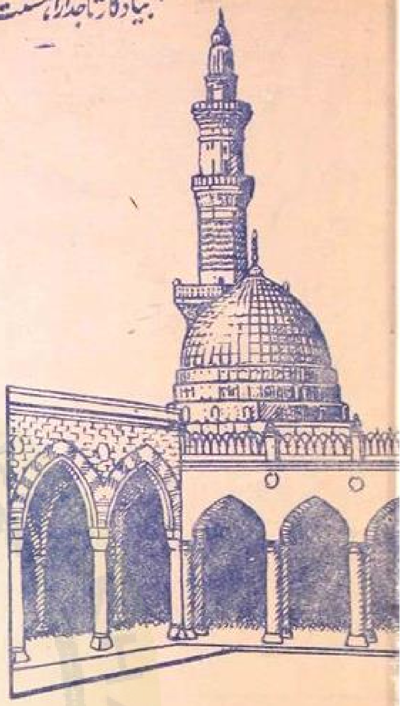
the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

بیادگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفے رضا خان صاحب علیہ الرحمہ



ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف



ناشر و نگراں

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند بریلی شریف

مرکز اہل سنت بریلی شریف سے شائع ہونے والا

مذہبی، روحانی، علمی اور اصلاحی ترجمان

بطل جلیل اعلیٰحضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

ٹیلیفون نمبر 72166

B.R. 157

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

پرنٹر: نبیرۂ اعلیٰحضرت مولانا منان رضا خاں منانی

سرپرست و نگراں: جانشین قائم مقام مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں ازہری

مدیر: عبد النعیم عزیزی (علیگ)

جلد ۳ | جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ مطابق مارچ ۱۹۸۵ء | شمارہ ۵ (۲۸)

اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو یہ سمجھ لیجئے آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے براہ کرم سال آئندہ کیلئے دوبارہ زر تعاون ارسال فرمائیں

سالانہ زر تعاون -/25 پچیس روپیہ — غیر ممالک سے -/85 بھارتی سکوں میں

خط و کتابت کا پتہ:- مدیر / منیجر ماہنامہ "سنی دنیا" ۸۲- سوداگران رضا نگر بریلی شریف

جھلکیاں

باب سخن

عبدالنعیم عزیزی

ابتک تو فرضی مزارات، ڈھونگی پیروں اور جاہل تعویذیوں کے ہی چرچے سننے میں آتے تھے، اب طاق باباؤں کا چرچا بھی ان میں شامل ہوگیا ہے گھر میں طاق، گلیوں میں طاق، اس پر اگربتی کی دھونی، اس کے سامنے عورتوں کا جھومنا اور گھومنا اور چڑھاوے چڑھانا اب ان طاقوں پر بیسوں کے ساتھ ساتھ چادریں اور ہار پھول بھی چڑھنے لگے ہیں۔ اور اوباشوں کی بن آئی ہے سنا ہے ان طاقوں پر جنات بابا رہتے ہیں۔

ایک طرف اوباشوں کے رچے ہوئے جنات باباؤں کی دھوم دوسری طرف مختلف جھنکاری چلم باز گنجیڑی، بھنگیڑی باباؤں کی دھوم اور انہیں کے سنگ سنگ مختلف مشائخ اور مستند بزرگوں کے سلاسل کی نسبت سے بنے ہوئے باباؤں اور ان کے فرضی خلفاء کی دھوم علماء فضلا اور صحیح مشائخ و پیران طریقت کو نظر انداز کر کے قوم باباؤں اور خلیفہ صاحبان کی دیوانی ہو رہی ہے۔ پیری، مریدی دعا تعویذ اور جھنکار کا بازار گرم ہے۔ اور افسوس یہ سب مسلک کے نام پر کیا جا رہا ہے۔ غیر شرعی حرکات اور جاہلانہ رسموں کو بڑھاوا دیا جا رہا ہے۔ اور مسلک کو بدنام کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ خدا جانے کہاں سے نئے نئے خلفاء پیدا ہوگئے ہیں۔

للہ مسلمان ان واہی تباہی خرافات سے بچیں اور اعلیٰحضرت و مفتیٔ اعظم اور دیگر بزرگان دین کے کتب و رسائل کو پڑھکر صحیح مسلک کو اختیار کریں۔ ہمارے مقررین، مبلغین، جلسہ جلوس کرنے والی کمیٹیاں اور ان کے ارکان و دوسرے ذمہ دار سنی حضرات. عامۃ المسلمین کو صحیح مسلک اعلیٰحضرت سے آگاہ کرائیں اور للہ مسلک و اعلیٰحضرت کو بدنام کرنے والوں سے دور رہیں اور سنی مسلمانوں کو بھی دور رکھیں۔

صفحہ ۳ سے آگے۔ تم پر تمہارے رحمت والے رب کا سلام ہے ف۵ جس وقت مومن جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے اس وقت کفار سے کہا جائیگا الگ ہٹ جاؤ مومنین سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور ایک قول یہ بھی ہے یہ حکم کفار کو ہوگا کہ الگ الگ جہنم میں اپنے اپنے مقام ہو جائیں ف اپنے انبیاء کی معرفت سے اس کی فرمانبرداری نہ کرنا۔

کلامِ امام

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

بڑھا یہ سلسلہ رحمت کا دورِ زلف والا میں
تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا

صفِ ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہگارو چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

سکھایا ہے یہ کس گستاخ نے آئینہ کو یارب
نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کرکے حیرت کا

ادھر امت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردشِ چشمِ شفاعت کا

خمِ زلفِ نبی ساجد محرابِ دو ابرو میں
کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کارانِ امت کا

مدد اے جوششِ گریہ بہا دے کوہ اور صحرا
نظر آجائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا

ہوئے کمخوابیِ ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی
تصور باندھا آنکھوں نے استارِ تربت کا

یقیں ہے وقتِ جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے
ملے جوشِ صفائے جسم سے پابوس حضرت کا

یہاں چھڑکا نمک واں مرہم کافور ہاتھ آیا
دلِ زخمی نمک پروردہ ہے کس کی ملاحت کا

رضائے خستہ جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا

ضیائے قرآن

(ادارہ)

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ
لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ (۵۳) فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ
شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۵۴)
اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ (۵۵)
هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ (۵۶)
لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ (۵۷) سَلٰمٌ
قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (۵۸) وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا
الْمُجْرِمُوْنَ (۵۹) اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ
اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (۶۰)

وہ تو نہ ہوگی مگر ایک چنگھاڑ ف۱ جبھی وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے ف۲ تو آج کسی جان پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ اور تمھیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنے کئے کا بیشک جنت والے آج دل کے بہلاووں میں چین کرتے ہیں۔ ف۳ وہ اور ان کی بیبیاں سایوں میں ہیں۔ تختوں پر تکیہ لگائے ان کے لئے اس میں میوہ ہے اور ان کے لئے ہے اس میں جو مانگیں ان کے لئے سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہوا۔

ف۵ اور آج پھٹ جاؤ اے مجرمو

ف۶ اے اولادِ آدم کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا

ف۷ کہ شیطان کو نہ پوجنا

ف۸ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ف۱ ایک ہولناک آواز ہوگی ف۲ حساب کے لئے پھر ان سے کہا جائیگا ف۳ طرح طرح کی نعمتیں اور قسم قسم کے سرور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت جنتی نہروں کے کنارے بہشتی اشجار کی دلنواز فضائیں طرب انگیز نغمات حسینانِ جنت کا قرب اور قسم قسم کی نعمتوں سے التذاذ یہ ان کے شغل ہوں گے۔ ف۴ یعنی اللہ عزوجل ان پر سلام فرمائیگا خواہ بواسطہ یا بے واسطہ اور یہ سب سے بڑی امید بھاری مراد ہے ملائکہ اہل جنت کے پاس ہر دروازے سے آکر کہیں گے

(آگے صفحہ ۲ پر)

بہار حدیث

مولانا ایوب عالم صاحب نائب شیخ الحدیث الجامعۃ النوریہ رضویہ بریلی شریف

ثبوت وسیلہ

حدیث شریف عن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون (بخاری شریف جلد اول ص ۱۳۷ مطبع رشیدیہ)

ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے تھے تو حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگا کرتے تھے اور اس طرح کہتے تھے کہ اے اللہ ہم تیری جناب میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا کرتے تھے اس وقت تو ہم کو بارش سے سیراب فرماتا تھا اور اب ہم اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے چچا کو تیری بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں لہٰذا تو ہم کو سیراب فرما دے راوی کہتے ہیں کہ لوگ سیراب کردئیے جاتے تھے۔

فائدہ:۔ بخاری شریف کی یہ حدیث پاک اس بات کی بین اور واضح دلیل ہے کہ اللہ عزوجل سے دعا مانگتے وقت حضرات انبیاء کرام علیہم السلام و اولیائے کرام اور دوسرے صلحاء امت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا وسیلہ پکڑنا اور ان کے وسیلوں سے اپنی مرادوں اور تمناؤں کو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے طلب کرنا تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا متفقہ مسئلہ ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ نماز استسقاء میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہزاروں صحابۂ کرام دعا میں شریک رہے ہوں گے۔ اگر خدانخواستہ وسیلوں کے ساتھ دعا مانگنا شرک ہوتا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح دعا مانگتے اور نہ صحابۂ کرام اس دعا کو پسند کرتے۔ اگر بال برابر بھی یہ دعا خلاف شریعت ہوتی تو ہزاروں صحابہ ہرگز ہرگز اس کو برداشت

ذکر تے۔ بلکہ ضرور بالضرور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ٹوک دیتے مگر جب فاروق اعظم نے اس طرح دعا مانگی اور تمام صحابہ کرام نے اس دعا پر "آمین" کہا تو یہ اجماع ہوگیا کہ بلاشبہ اس طرح دعا مانگنا جائز ہے۔

حضرت علامہ عینی شارح بخاری فرماتے ہیں وفی حدیث ابی صالح فلما صعد عمر ومعہ العباس المنبر قال عمر رضی اللہ عنہ اللھم انا توجھنا الیک بعم نبیک فاسقنا الغیث ولا تجعلنا من القانطین ثم قال قل یا ابا الفضل فقال العباس اللھم لم ینزل بلاء الا بذنب ولم یکشف الا بتوبۃ وقد توجہ بی القوم الیک لمکانی من نبیک وھذہ ایدینا الیک بالذنوب ونواصینا بالتوبۃ فاسقنا الغیث فارخت السماء شآبیب مثل الجبال حتی اخصبت الارض (حاشیہ بخاری بحوالہ عینی ص ۱۳۷) یعنی اور حضرت ابو صالح کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیکر منبر پر چڑھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (یعنی پہلے خود اس طرح دعا کی) کہ اے اللہ ہم تیرے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے چچا کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوئے ہیں لہٰذا تو ہم لوگوں کو بارش سے سیراب فرمادے اور ہم کو ناامید نہ فرما پھر اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے ابو الفضل تم بھی دعا مانگو تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (یعنی اس طرح دعا مانگی) اے اللہ ہر بلا گناہوں کے باعث ہی اتاری جاتی ہے اور بغیر توبہ کے کوئی بلا دفع نہیں کی جاتی۔ تمام قوم میرے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوئی ہے کیونکہ مجھ کو تیرے نبی سے ایک خاص تعلق ہے یہ ہمارے گناہگار ہاتھ اور ہماری توبہ کرنیوالی پیشانیاں تیرے حضور حاضر ہیں لہٰذا تو ہم لوگوں کو بارش سے سیراب فرمادے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کے بعد پہاڑوں کی طرح بدلیاں ہر چہار طرف سے آگئیں اور خوب بارش ہوئی۔ یہاں تک کہ زمین سیراب ہوکر سرسبز و شاداب ہوگئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اس دعائے مبارکہ میں یہ تصریح فرمادی کہ ہم تیرے نبی کو وسیلہ بناکر دعا مانگا کرتے تھے اور اب ہم تیرے نبی کے چچا کو وسیلہ بناکر دعا مانگتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبی اور غیر نبی زندوں اور وفات پاجانے والوں سب کو دعا میں وسیلہ بنانا جائز ہے۔

من ادعی خلافہ فعلیہ البیان

واللہ تعالیٰ وعلمہ واتم واحکم

اطلاع حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری کی دسمبر ۸۵ء تک کی تقریباً تمام تاریخیں بھر چکی ہیں۔ پروگرام لینے والے حضرات ایکسال قبل تاریخیں بک کرالیں (ادارہ)

کلامِ حسن

استاد زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں حسنؔ علیہ الرحمہ

دل مرا دنیا پہ شیدا ہو گیا — اے مرے اللہ یہ کیا ہو گیا

کچھ مرے بچنے کی صورت کیجیے — اب تو جو ہونا تھا مولیٰ ہو گیا

عیب پوش خلق دامن سے ترے — سب گنہگاروں کا پردا ہو گیا

رکھ دیا جب اس نے پتھر پر قدم — صاف اک آئینہ پیدا ہو گیا

دور ہو مجھ سے جو اُن سے دور ہے — اس پہ میں صدقے جو اُن کا ہو گیا

گرمیِ بازار مولیٰ بڑھ چلی — نرخِ رحمت خوب سستا ہو گیا

دیکھ کر ان کا فروغِ حسن پا — مہر ذرہ چاند تارا ہو گیا

ربِّ سلم وہ ادھر کہنے لگے! — اس طرف پار اپنا بیڑا ہو گیا

ان کے جلووں میں یہ دلچسپیاں — جو وہاں پہونچا وہیں کا ہو گیا

تیرے ٹکڑوں سے پلے دونوں جہاں — سب کا اس در سے گذارا ہو گیا

السلام اے ساکنانِ کوئے دوست — ہم بھی آتے ہیں جو ایما ہو گیا

جا پڑا جو دشتِ طیبہ میں حسنؔ — گلشنِ جنت گھر اس کا ہو گیا

باب الاستفتاء

نوٹ ۔ علامہ مدنی میاں صاحب کے جواب پر علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب کا جواب اور مزید سوالات

۴۸۶/۹۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں کہ دینی یا دنیوی ضرورت کے لئے تصویریں کھنچانا حج و زیارت کے لئے یا تبلیغی غیر ملکی سفر کے لئے یا پاسپورٹ میں ویزے کے لئے یا کسی کاروبار کی پرمٹ کے لئے کسی لائسنس وغیرہ کے لئے فوٹو کی ضرورت پڑتی ہے ایسے موقعوں میں تصویر کھنچوانا صحیح ہے کہ نہیں جبکہ اس کے بغیر کچھ کام نہیں ہو سکتا ۔ یہ سب صورتیں الضرورت تبیح المحظورات میں داخل ہیں کہ نہیں بینوا توجروا والسلام ۔ المستفتی محمد اصحاب نبی بخش اشرفی نائب صدر جمعیۃ فیض الاسلام ڈین ہاگ (ہالینڈ)

۴۸۶/۹۲ **الجواب** :۔ اللھم ھدایۃ الحق والصواب جاندار کی تصویر کشی کے تعلق سے مندرجہ ذیل اقوال سامنے آچکے ہیں (۱) جاندار کے چہرے والی تصویر چھوٹی ہو یا بڑی عکسی ہو یا قلمی ۔ آدھی ہو یا پوری ۔ مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ قابل عبادت ہو (یعنی اس کے پوجا جانے کا امکان ہو) یا نا قابل عبادت

اس کو پوجا گیا ہو یا نہ پوجا گیا ہو ہر حال میں اس بنانا یا بنوانا حرام و ناجائز ہے ۔ یہ وہ حقیقت جس کو امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان نے باب میں اپنی بے نظیر تصنیف "العطایا القدیر فی علم التص میں مبرہن و مدلل فرما دیا ہے ایسا کہ کسی تشکیک و ز کی گنجائش نہیں رہ گئی ہے ۔ (۲) اگر کسی جاندار تصویر کے کسی ایسے عضو کو کاٹ دیا جائے جس عضو کے بغیر زندگی ناممکن ہو تو باقی حصہ غیر جاندار در کے حکم میں ہے ۔ اس کا بنانا اور رکھنا سب کچھ ج ہے ۔ یہ قول صاحب درمختار کا ہے اس قول کی بر جاندار کی اوپر والے آدھے دھڑ کی تصویر بھی جائز قرا پاتی ہے ۔ اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان درمختار کی اس تعمیم کو روایۃً اور درایۃً ہر طر غیر صحیح ثابت فرمایا ہے ۔ آپ نے ارشاد کا خلاص ہے کہ تصویر سے مقصود شناخت و معرفت ہے شناخت و معرفت کے لئے چہرے کو بنیادی حیث حاصل ہے ۔ چہرہ ہی زندگی کا احساس پیدا کرتا لہذا اگر دھڑ کے ساتھ چہرہ لگا ہوا ہے تو وہ جا کے ہی حکم میں ہے ۔ لہذا اس کا بھی بنانا ناجائز ہی ہوگا ۔ ۲ امام احمد رضا نے اپنے اس دعوے پر دلائل مہیا فرمائے ہیں کہ ان میں گنجائش کلام نہ اور ان کو دیکھنے والا ان کے حق و صحیح ہونے

شک نہیں کر سکتا۔ جو تفصیل چاہتا ہو وہ امام موصوف علیہ الرحمہ والرضوان کی تصنیف العطایا القدیر فی حکم التصاویر ملاحظہ فرمائے۔ چونکہ صاحب درمختار کا اپنے قول سے رجوع ثابت نہیں اس لئے میرے نزدیک بزرگوں کی بارگاہ میں سعادتمندی کا تقاضہ یہ ہے کہ اس قول کو درست نہ سمجھنے اور اس پر عمل نہ کرنے کے باوجود اس پر طعن وتشنیع نہ کی جائے اور اس کے قائل کی تجہیل وتحمیق یا تفسیق وتضلیل نہ کی جائے (۳) پہلی صورت میں جس طرح تصویروں کی حرمت ظاہر کی گئی ہے اگر حج فرض ادا کرنے کے لئے پاسپورٹ وغیرہ میں لگانے کے لئے ہی بنائی جائیں جب بھی حرام ہیں۔ لہذا اگر پاسپورٹ پر تصویر لگائے بغیر فریضہ حج ادا نہ کیا جا سکے تو حج ترک کر دیا جائے گا مگر تصویر نہیں کھنچائی جائے گی۔ حج اگرچہ فرض ہے مگر ادائیگی کی راہ میں تصویر کشی خود ایک مانع شرعی ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے شاہزادۂ امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند۔ حافظ ملت مولانا عبد العزیز محدث مبارک پوری اور رئیس الاتقیاء حضرت مولانا افضل الدین حیدر (علیہم الرحمہ والرضوان) اسی خیال پر تھے (۴) ویسے تو تصویر کشی کی حرمت کا وہی خیال ہے جو پہلی صورت سے ظاہر ہے۔ مگر فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے اگر تصویر کھنچانا ناگزیر ہو تو پھر وہ جائز ہے اور الضرورات تبیح المحظورات میں داخل ہے اس لئے کہ حج کی فرضیت قطعی ہے۔ اور تصویر کشی کی حرمت ظنی ہے اور جب کبھی فرض قطعی کے مقابلے میں حرمت ظنی آئے تو فرض کو ترجیح دی جائے گی۔ اس خیال والے علماء کی قیادت افضل المحققین رئیس الفقہاء حضرت مولانا شاہ محمد اجمل صاحب سنبھلی علیہ الرحمہ والرضوان نے فرمائی اور حج فرض کی ادائیگی کی غرض سے عازمین حجاز کے لئے فوٹو کا جواز مبرہن ومدلل کرکے کتاب کی صورت میں پیش فرما دیا۔ اس وقت میرے علم میں ہندو پاک بلکہ عرب وعجم میں علماء کی اکثریت اسی خیال کی تائید وتوثیق کر رہی ہے۔ (۵) شریعت کے حدود میں رہ کر معاشی اور اقتصادی خوشگواری اور علمی وفنی برتری کے حصول کے لئے پرمٹ ولائسنس نیز حج وزیارت کے لئے خواہ حج نفلی ہی کیوں نہ ہو اور تبلیغی غیر ملکی سفر کے لئے پاسپورٹ اور ویزے کے لئے تصویریں کھنچانا ناگزیر ہوں تو یہ بھی الضرورات تبیح المحظورات میں داخل ہیں۔ بشرطیکہ فوٹو کھنچانے والا برضا ورغبت یہ کام نہ کرے بلکہ دلی ناخوشگواری کے ساتھ مجبوری حالات کی بنا پر ایسا کرے اور وہ بھی اس حد تک کھنچوائے جس حد تک ضرورت پوری ہو جاتی ہو اس خیال کو صاف صریح لفظوں میں اپنی کتاب نوادر الحدیث میں پیش کرنے والے ہیں استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ صاحب اعظمی مدظلہ العالی۔ اور اس عہد کے ہندو پاک بلکہ عرب وعجم کے سارے مقتدر علمائے کرام ومشائخ عظام اس خیال کی عملاً تائید کر

فرماتے ہیں حج و زیارت اور مقامات مقدسہ کی حاضری بار بار کر رہے ہیں اور جو غیر ملک میں جا کر علم و فن کی ممتاز ڈگریاں لیکر وانس آئے ہیں نیز جو رشد و ہدایت اور تبلیغ و ارشاد کے لئے غیر ملکی دورہ کرتے رہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بغیر پاسپورٹ اور پاسپورٹ پر بغیر تصویر کے اس زمانے میں ملک کے باہر ہونا ناممکن ہے تو اگر ان کاموں کے لئے تصویر کھنچانا ان حضرات کے نزدیک الضرورات تبیح المحظورات میں داخل نہ ہوتا تو یہ لوگ ہرگز یہ انداز اختیار نہ فرماتے۔ ان علماء و مشائخ میں ایسی مقتدر ہستیاں بھی ہیں جنھیں بقیۃ السلف اور حجۃ الخلف کہنا بھی نامناسب نہیں ان ہستیوں کو بیک جنبش قلم فاسق و فاجر حرامکار و زبوں کردار قرار دینے کے لئے ہوش و حواس کی سلامتی کے ساتھ دل و دماغ کیسے راضی ہو گئے ہیں۔ اس مقام پر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہر دور میں دوسری قوموں پر کسی قوم کی برتری اور اس کے عروج و ارتقاء کے اسباب الگ الگ رہے ہیں اس سائنٹفک دور اور ٹیکنیکل عہد میں اگر قوم مسلم دوسری قوموں پر غالب اور سر بلند رہنا چاہتی ہے تو اسے معاشی و اقتصادی حالات کی خوشگواری اور ہر میدان میں علمی اور فنی برتری حاصل کرنی ہوگی ورنہ وہ دنیا کی مغلوب و مقہور اور بیکس و مجبور قوم کی حیثیت سے جانی پہچانی جائے گی اور ان حالات میں اس کے کندھے اعلاء کلمۃ الحق کے بوجھ اٹھانے کے قابل نہ رہیں گے۔ اب اگر اعلاء کلمۃ الحق دین اسلام کے اہم ترین مقاصد سے ہے

تو پھر اس کے لئے جس علمی و فنی معاشی و اقتصادی اور سیاسی و تہذیبی برتری کی ضرورت ہے ان سب کو ضرورت شرعیہ کے دائرے سے نکال دینا یقیناً غیر معقول اور حالات زمانہ سے بیجا چشم پوشی ہے کسی زمانہ میں معاشی ضرورت قوت لایموت سے پوری سمجھ لی جاتی تھی۔ مگر اس دور کے لئے اسے نسخہ کیمیا نہیں قرار دیا جا سکتا۔ آج اگر ساری قوم مسلم قوت لایموت پر قانع ہو کر رہ جائے اور آگے کے لئے جد و جہد نہ کرے تو زندہ رہتے ہوئے بھی مردہ نظر آئے جہاں تک سانس لینے کا تعلق ہے قوت لایموت سے کام چل سکتا ہے۔ مگر ایک قوم کی پُر وقار و باعزت زندگی کے لئے یہ کافی نہیں۔ وہ زندگی کس کام کی جو دوسری قوموں سے اپنی برتری نہ منوا سکے اور اپنے بازوؤں میں اعلیٰ پیمانے پر اعلاء کلمۃ الحق کا دم خم نہ رکھے ویسے بھی قوت لایموت کا تعلق صرف معاشی ضرورت سے ہے جس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ کہ ہر مکلف کے لئے بقاء زندگی کے لئے قوت لایموت حاصل کرنے کی جد و جہد فرض ہے اور قوت لایموت کی موجودگی کی صورت میں اسے مضطرین کے خانہ میں نہیں رکھا جا سکتا اور حالت اضطرار والوں کے لئے جو ایک شرعی رخصت ہے اس سے وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا لہذا قوتِ لایموت کی قید ان تمام ضرورات سے متعلق نہیں کی جا سکتی جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اس مقام پر قرون ثلثہ کے فقر و فاقہ والے ارباب عزیمت کی

(جنھوں نے قیصر و کسریٰ جیسی جابر و قاہر حکومت
کی شوکت و سطوت کو پامال کر کے اللہ کے کلمے
کو بلند و بالا کر دیا۔) مثال نہیں دی جاسکتی
اس لئے کہ عہد رسالت میں یا اس عہد کے
قریب تر ہونے کے سبب رسالت کے انوار و
برکات اور نبوت کے فیضان و عرفان سے انھیں
جو حصہ ملا تھا اس نے ان کی روحانیت کو وہ
مقام عطا فرما دیا تھا جس نے انھیں مادی بے
سروسامانی کے باوجود عظمت و جلال کا کوہ
گراں بنا دیا تھا اس لئے اس دور کے لوگوں
پر آج کے دور کے لوگوں کا قیاس کرنا کسی حال
میں درست نہیں۔ اس پانچویں قول کے مؤیدین
کے نزدیک تصویر کشی گو حرام ہے مگر اس کی حرمت
میں ایسی شدت و قوت نہیں ہے جو حرمت قطعی
میں ہوتی ہے۔ لہٰذا سوال میں ذکر کردہ ضرورت
کے لئے اس ممنوع اور محظور کی اباحت میں کوئی
شک نہیں امام احمد رضا کے عہد میں چونکہ سوال
میں ذکر کردہ امور کے لئے تصویر کشی لازم نہیں
تھی اس لئے اس سلسلے میں آپ کا کوئی
واضح ارشاد جو خاص کر کے اسی سے متعلق ہو
نہیں ملتا۔

ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم
وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط
انا الفقیر الی حضرۃ الرب الغنی السید
محمد مدنی الاشرفی الجیلانی خلف و
جانشین مخدوم الملت حضور محدث اعظم
ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

فتویٰ ملاحظہ ہوا۔ سوال مذکور کا جواب ہمارے
مفصل فتویٰ سے روشن ہوگا اس کی نقل ہمراہ روانہ
ہے۔ رہا پیش نظر جواب وہ محل نظر ہے اور اس
میں جو نظر ہے وہ ہمارے سوالات سے واضح ہے
اس فتویٰ پر سوالات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ فاضل مجیب نے فرمایا کہ اگر کسی جاندار کی تصویر
کے ایسے عضو کو کاٹ دیا جائے یا مٹا دیا جائے
جس کے بغیر زندگی ناممکن ہو تو باقی حصہ غیر جاندار
اور جماد محض کے حکم میں ہے۔ اس کا بنانا اور
رکھنا سب کچھ جائز ہے۔ یہ قول صاحب درمختار کا ہی
مجیب پر اس قول کی تصحیح نقل لازم تھی۔

۲۔ خیر جب نہ کی اب سہی۔ مجیب لبیب بتائیں کہ
عبارت درمختار کا وہ کونسا لفظ ہے جس کا مفاد
یہ ہے کہ اس کا بنانا جائز ہے

۳۔ اگر اس عبارت کا یہی مفاد ہے جو مجیب نے
سمجھا تو محشی درمختار علامہ شامی و فاضل
طحطاوی کیونکر اس سے غافل رہے کہ شامی نے فرمایا
وظاہر کلام النووی فی شرح مسلم الاجماع
علی تحریم تصویر الحیوان وقال وسواء
صنعہ لما یمتھن او لغیرہ فصنعتہ حرام
بکل حال لان فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ تعالیٰ
وسواء کان فی ثوب او بساط او درھم واناء
وحائط وغیرھا الخ طحطاوی علی الدر میں
فرمایا وظاہر کلام النووی فی شرح مسلم الا
جماع علی حرمۃ تصویر صورۃ الحیوان و

وهو من الكبائر متوعد عليه بوعيد شديد وهو ما فى الصحيحين عنه صلى الله عليه وسلم اشد الناس عذابا يوم القيامة المصورون يقال لهم احيوا ما خلقتم ثم قال وسواء صنعته لما يمتهن او لغيره فصنعته حرام لكل حال لان فيه مضاهاة لخلق الله تعالى وسواء كان فى ثوب او بساط او درهم او دينار او فلس او اناء او حائط وغيرها اھ

اور شامی نے مزید فرمایا هذا كله فى اقتناء الصورة واما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقا لانه مضاهاة لخلق الله تعالى كمامر

۴ اور مجیب نے یہ جو تحریر فرمایا کہ چونکہ صاحب درمختار کا اپنے قول سے رجوع ثابت نہیں اس لئے میرے نزدیک بزرگوں کی بارگاہ میں سعادتمندی کا تقاضہ یہ ہے کہ اس قول کو درست نہ سمجھنے اور اس پر عمل نہ کرنے کے باوجود اس پر طعن و تشنیع نہ کی جائے اور اس کے قائل کی تجہیل و تحمیق یا تفسیق و تضلیل نہ کی جائے اس میں کیا حکمت ہے۔

۵ اس کا قائل کون ہوا یا ہونے والا ہے۔ جس کی تجہیل و تحمیق سے منع کیا جا رہا ہے۔

۶ یہی صاحب درمختار اپنی اسی درمختار میں فرما گئے الفتيا بالقول المرجوع جهل وخرق للاجماع اور صاحب درمختار کا وہ قول مذکور مرجوح ہے۔ چنانچہ خود مجیب کو مسلم ہے تو مرجوح کا قائل ہونا خود بحکم صاحب درمختار جہل و خلاف اجماع ہے تو بعد تبین مرجوحیت کوئی اس کا قول کرے تو اس کی تجہیل صاحب درمختار کے حکم کی تعمیل ہے یہ کیوں ممنوع ہوگی۔ میرے نزدیک بزرگوں کی بارگاہ میں سعادتمندی کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے قول پر عمل کیا جائے۔

۷ صاحب درمختار کے قول مذکور کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ جاندار کی تصویر کا اگر کوئی ایسا عضو مٹا دیا جائے جس کے بغیر وہ جاندار زندہ نہ رہے تو اس صورت میں نماز میں کراہت نہ ہوگی۔ فاضل مجیب سلمہ القریب المجیب بتائیں کہ عدم کراہت نماز و جواز تصویر میں کونسا علاقہ ہے کہ جب کسی تصویر ذی روح سے کسی خاص صورت میں نماز مکروہ نہ ہو تو اس کا بنانا بھی جائز ٹھہرے اور اگر کوئی علاقہ نہیں تو اگر کوئی شخص ان صورتوں کو جن میں صاحب درمختار وغیرہ نے کراہت نماز کا حکم نہ دیا مثلاً اتنی چھوٹی تصویر جسے زمین پر رکھیں تو اس کے تفاصیل اعضاء معلوم نہ ہوں حجت بنا کر یہ کہے کہ ان صاحبوں کا قول ہے کہ ایسی تصویریں بنانا جائز ہے اس کا یہ قول خلافِ واقع و جہل نامقبول ہوگا کہ نہیں۔

۸ مجیب لبیب حفظہ اللہ فرماتے ہیں۔

پہلی صورت میں جس طرح کی تصویروں کی حرمت ظاہر کی گئی ہے اگر حج فرض ادا کرنے کے لئے پاسپورٹ وغیرہ کے لگانے کے لئے بھی بنائی جائیں جب بھی حرام ہیں۔ لہذا اگر پاسپورٹ پر تصویر لگائے بغیر فریضۂ حج ادا نہ کیا جا سکے تو حج تو ترک کر دیا جائے گا مگر تصویر نہیں کھنچائی جائیگی۔ حج اگرچہ فرض ہے۔ مگر ادائیگی کی راہ میں تصویر خود ایک مانع شرعی ہے الخ

پھر فرماتے ہیں ویسے تو تصویر کشی کی حرمت کا وہی حال ہے جو پہلی صورت سے ظاہر ہے مگر فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے اگر تصویر کھنچانا ناگزیر ہو تو پھر وہ جائز ہے اور الضرورات تبیح المحظورات میں داخل ہے۔ اس لئے کہ حج کی فرضیت قطعی ہے اور تصویر کشی کی حرمت ظنی ہے الخ اس سے ظاہر ہے کہ مجیب فاضل مدظلہ کے نزدیک یہ قول اخیر راجح ہے۔ مجیب فاضل پر لازم ہے کہ ترجیح ایسی بیان فرمائیں کہ پہلا قول مندفع ہو جائے اور اس کا مرجوح ہونا ظاہر ہو جائے فقط یہ کہہ دینا کہ الضرورات تبیح المحظورات میں داخل ہے کافی نہیں کہ ضرورت شرعیہ کا تحقق محل منع میں ہے تو جب تک ضرورت شرعیہ متحقق نہ ہو جائے حکم حرمت باقی اور وہ مذہب کہ پہلے نقل کیا واجب العمل اور اس سے عدول ناجائز۔

۹ء ضرورت شرعیہ کی تعریف فرمائی جائے

۱۰ء کیا ضرورت شرعیہ سے ہمیشہ محظور مباح ہو جاتا ہے یا یہ حکم مقید ہے۔ بر تقدیر اول اس دعوی کی دلیل دیجئے اور بر تقدیر ثانی وہ وہ قید کیا ہے بیان فرمائیے۔

۱۱ء ایک شخص کی جان جاتی ہے اور حرام و حلال کوئی غذا نہیں جس سے وہ دفع ہلاکت کرے کوئی کہتا ہے میرے جسم سے گوشت کی بوٹی لیکر کھالے کیا یہ جائز ہوگا اور الضرورات تبیح المحظورات میں داخل ہوگا یا ناجائز یا اسی قرب المرگ کو اجازت ہوگی کہ اپنے جسم سے بوٹی کاٹ کر کھالے بر تقدیر اول دلیل جواز کتب معتمدہ سے لکھئے اور بر تقدیر ثانی عدم جواز کی وجہ سوائے ضرر بدنی کے کیا ہے۔ یہ بھی بتائیے کہ ضرر بدنی تو شرعاً مدفوع ہے اور ضرر دینی کو شریعت دفع نہ فرمائے بلکہ ارتکاب حرام کو لازم ٹھہرائے کیا یہ معقول و مقبول ہے۔

۱۲ء تصویر کشی کی حرمت ظنی ہے یہ کس عالم کا قول ہے۔ اور کس کس نے اسے قبول کیا ہے بیان کیجئے۔

۱۳ء سیدی ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں فرماتے ہیں قال اصحابنا وغیرھم من العلماء تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید التحریم و ھو من الکبائر لانہ متوعد علیہ بھذا الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث سواء صنعہ فی ثوب او بساط او درھم او دینار او غیر ذلک الی قولہ ھذا حکم نفس التصویر اھ و مثلہ فی فتح الباری والزواجر نقلا عن شرح مسلم للنووی مجیب فاضل بتائیں قال اصحابنا وغیرھم من العلماء سے ذی روح کی تصویر بنانے پر اجماع ائمہ ظاہر ہوتا ہے یا نہیں۔ نیز بتائیں شدید التحریم ظنی ہی کے لئے کہا جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کتب مستندہ سے ثبوت دیں ورنہ ظنی کہنا کیا معنی

۱۴ء ایک شخص کسی کو دھمکی بے وجہ شرعی دیتا ہے

کہ تجھے قتل کر دونگا اگر اپنی جان بخشی چاہتا ہے تو فلاں کو جماعت شرعیہ سے نماز پڑھنے سے روک دے کیا ایسی صورت میں اس شخص پر اس فلاں شخص کو جماعت سے روکنا فرض ہوگا اور اگر وہ نہ روکے اور قتل ہو جائے تو کیا گناہگار مریگا کہ جان بچانا فرض قطعی ہے اور ترک جماعت کی حرمت ظنی۔ اور جب کبھی فرض قطعی کے مقابلہ میں حرمت ظنی آئے تو فرض کو ترجیح دی جائیگی

۱۵ کیا حج نفل بھی فرض ہے کہ اس کے لئے پاسپورٹ پر تصویر لگانا ناگزیر ہو تو بوجہ ضرورت اس کی اجازت ہو نہیں تو یہ دلیل کہ حج کی فرضیت قطعی ہے اگر حج نفل میں کب جاری ہے اس کے لئے کوئی اور دلیل چاہیے۔

۱۶ کیا ضرورت شرعیہ کا مفہوم اختلاف زمانہ سے بدل گیا ہے ان سوالات سے اس جواب میں جو نظر ہے وہ ظاہر ہوئی اور نمبر ۵ کی جو حالت ہے وہ بھی ہمارے تفصیلی فتوی سے ظاہر ہوگی جو ہمراہ روانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
شب ۹ ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم۔ جن علمائے کرام نے حج فرض کے لئے فوٹو کھنچوانے کو ناجائز وحرام بتایا ہے وہ حج کو فرض بتاتے ہیں اس محظور کے سبب وجوب ادا کے قائل نہیں ہیں اور فرماتے ہیں کہ بے تصویر حج کو جانے کی تحصیل کی کوشش کرے جب یہ ممکن نہ ہو تو وصیت کر جائے اس سے ظاہر ہوا کہ مقابلہ فرض قطعی اور حرمت ظنی کے مابین نہیں بلکہ وجوب، اور حرمت کے مابین ہے اور اس صورت میں اصول کی بنا پر حرمت کو مابین ہے لہذا اس صورت میں اصول کی بنا پر حرمت کو ترجیح دیجائیگی تو اگرچہ حرمت ظنی تسلیم کر لی جائے جب بھی اسی کو ترجیح ہے۔ لہذا جو قاعدہ کا فاضل مجیب نے ذکر کیا ہے وہ محل نظر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ
مرکزی دار الافتاء ۸۲ سوداگران بریلی
۹ ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ

ضمیمہ سوالات

فقیر سراپا تقصیر غفرلہ ربہ بجاہ البشیر النذیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے یہ سوالات بہت عجلت میں تحریر کئے اور وہ بھی اس وقت جبکہ سفر در پیش تھا پھر تسلسل سفر اور گوناگوں مصروفیات نے اب تک مہلت نہ دی کہ مزید سوالات تحریر کرتا ادھر بعض احباب مخلص وکرم فرما نے مشورہ دیا کہ یہ سوالات بہت کافی ہیں پہلے انہیں جانے دو یوں بھی تادم تحریر تشنگی رہی مگر فقیر برابر محسوس کرتا رہا کہ ہنوز کچھ سوالات باقی ہیں جو کر لینا چاہیے اگرچہ سوالات گزشتہ بفضلہ تعالیٰ اظہار حق وصواب کے لئے کافی اور فاضل مجیب سلمہ القریب المجیب جن سے گفتگو جاری ہے ان کے فتوی کا جواب شافی ہیں۔ بہر کیف مزید سوالات، جو خاطر فاتر میں آتے جائیں رقم ہوتے جائیں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

۱۷ یہ سوال ۳ سے متعلق ہے۔ میں نے سوال ۸

میں گزارش کیا تھا اس سے ظاہر کہ مجیب فاضل مدظلہ کے نزدیک یہ قول اخیر راجح ہے" مگر میں بھولا مجیب سلمہ القریب المجیب اس سے پہلے قول مندرجہ بالا کی تائید میں یوں فرما چکے ہیں کہ "حج اگرچہ فرض ہے مگر ادائیگی کی راہ میں تصویر خود ایک مانع شرعی ہے" اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ مجیب کے نزدیک یہ قول جس کا صاف صریح مفاد خود مجیب صاحب نے لکھا کہ پہلی صورت میں جس طرح کی تصویروں کی حرمت ظاہر کی گئی ہے اگر حج فرض ادا کرنے کے لئے پاسپورٹ وغیرہ میں لگانے کے لئے بھی بنائی جائیں جب بھی حرام ہیں۔ لہذا اگر پاسپورٹ پر تصویر لگائے بغیر فریضہ حج ادا نہ کیا جا سکے تو حج کو ترک کر دیا جائے مگر تصویر نہ کھنچائی جائیگی راجح ہے اس لئے کہ اس قول کی مجیب نے بایں الفاظ تعلیل وتائید فرمائی کہ "حج اگرچہ فرض ہے مگر ادائیگی کی راہ میں تصویر خود ایک مانع شرعی ٹھہری ہے" اس لئے کہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ التعلیل دلیل التحویل پھر تعجب یہ ہے کہ قول اخیر کو جب اختیار فرمانے کو چلے تو بھی پہلے قول مندرجہ بالا مانع جواز تصویر کی تائید یوں فرما دی کہ "ویسے تو تصویر کشی کی حرمت کا وہی حال ہے جو پہلی صورت سے ظاہر ہے" یہاں سے ظاہر کہ مجیب صاحب کے نزدیک وہ قول بھی راجح ہے جس میں تصویر کی کی اجازت فریضہ حج کے لئے نہیں اور وہ بھی راجح ہے جس میں تصویر کی اجازت ہے کہ دونوں کی مجیب نے تعلیل وتائید فرمائی اور پہلے قول کی تائید وتحلیل تو بہت زور دار فرمائی اور دوسرے قول کی دلیل ایسی نہ دی جس سے پہلے قول کا ضعف ظاہر ہو جاتا جبکہ ہم نے پہلے بھی گزارش کیا اب گزارش ہے کہ مجیب صاحب کا کھلا تضاد ہوا کہ نہیں ۱۸ مجیب نے یہ فرمایا کہ "ویسے تو تصویر کشی کی حرمت کا وہی حال ہے جو پہلی صورت سے ظاہر ہے" اس کے متصل فرمایا کہ "مگر فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے اگر تصویر کھنچانا ناگزیر ہو تو پھر وہ جائز ہے" اس پر مجیب صاحب بتائیں کہ جب تصویر کشی کی حرمت کا وہی حال ہے جو مجیب صاحب خود بتا چکے کہ اگر حج فرض ادا کرنے کے لئے پاسپورٹ وغیرہ میں لگانے کے لئے بھی بنائی جائیں جب بھی حرام ہیں تو یہ کہنا کہ اگر فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے الخ کیسے صحیح ہے۔ اور یہ بھی مجیب کا تضاد ہوا کہ نہیں ۱۹ اور متصلا ہی یہ فرمانا کہ الضرورات تبیح المحظورات میں داخل ہے کیسے درست ہے کیا جناب مجیب صاحب اپنا کہا بھول گئے ابھی تو کہا تھا کہ "حج اگرچہ فرض ہے مگر ادائیگی راہ میں تصویر ایک خود مانع شرعی ہے" وہ کون سی ضرورت ہے جو مانع شرعی کے ہوتے ہوئے بھی موجود ہوتی ہے بیان فرمایئے ۲۰ مجیب صاحب نے قول اخیر کو اختیار فرما کر فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے تصویر کی اجازت دی۔ پھر اس کی دلیل یوں دی کہ "الضرورات تبیح المحظورات میں داخل ہے۔ پھر اسی کے متصل فرمایا" اس لئے کہ حج کی فرضیت قطعی ہے اور تصویر کشی کی حرمت ظنی ہے" یہ دلیل کی دلیل ہوئی مجیب صاحب فرمائیں کہ ان کے اس جملہ کو تحقق ضرورت میں کیا دخل ہے۔ اور اگر کچھ دخل نہیں تو اس کے لکھنے سے کیا حاصل

۲۱ خیران کا یہ جملہ صاف پکار رہا ہے کہ ان کی ضرورت بغیر اس قاعدہ مذکور کے پوری نہیں ہوتی اب اس قاعدہ کا اثبات مجیب کے ذمہ ادھار تھے جس کا مطالبہ مکرر ہوا اور انہیں کے بولوں سے صاف آشکار کہ ضرورت کا ثبوت بھی ادھار کہ ابھی تو وہ قاعدہ جو مجیب نے یوں ذکر کیا کہ جب کبھی فرض قطعی کے مقابلے میں حرمت ظنی آ جائے تو فرض کو ترجیح دی جائیگی ہی ثابت نہیں ۲۲ مجیب سلمہ القریب المجیب کو خود اقرار ہے کہ حج اگرچہ فرض ہے مگر اس کی ادائیگی کی راہ میں تصویر خود ایک مانع شرعی ہے اس اقرار کی روشنی میں مجیب صاحب بتائیں کہ اس مانع شرعی کے ہوتے ہوئے ادائیگی حج کی فرضیت کب رہ گئی اور جب ادائیگی حج کی فرضیت ہی نہ رہی تو تصویر کھنچانا ناگزیر کیسے ہوا اور جب مانع شرعی قائم ہے تو تصویر کی اجازت کہاں سے آئی۔ اور اگر مانع شرعی قائم نہ رہا تو کیوں پھر معروض ہے کہ ضرورت کی آڑ نہ لیجیے گا کہ یہی تو تسلیم نہیں۔ ۲۳ پھر مجیب صاحب بتائیں کہ جب مانع شرعی قائم ہے تو فوٹو کھنچوانے میں حرج ہے یا ادائے حج کو موقوف کرنے میں ضرر ہے۔ برتقدیر ثانی وہ کونسا ضرر دینی یا دنیوی ہے اسے کتب مستندہ معتبرہ ادلہ کافیہ سے مبرہن فرمائیے اور اگر اس کا ثبوت بہم نہ پہنچے اور ان شاء اللہ کبھی ثابت نہ ہوگا تو قطعاً فوٹو کھنچانے میں حرج ہے اور حرج شرعاً مدفوع ہے تو ضرورت تو ہے مگر کس کی ادائے حج کو موقوف کرنے کی تاوقتیکہ یہ شرط ناجائز معدوم ہو کہ اس کے سبب مسلمانوں کو

دینی ضرر ہے نہ کہ ادائے حج کی ضرورت کہ اس شرط ناجائز کے ہوتے ہوئے ادائیگی حج سے باز رہنے میں اصلاً کوئی ضرر ہی نہیں۔ لہذا اس مسئلہ میں مجیب صاحب کا ضرورت سے استدلال کیونکر درست ہے ۲۴ کیا مجیب صاحب کوئی جزئیہ ایسا دکھا سکتے ہیں کہ فرائض کی تکمیل اگر محرمات کے ارتکاب پر موقوف کر دی جائے تو محرمات رہیں گے بلکہ ضرورات کے تحت مندرج ہو کر وہ بھی فرائض ٹھہریں گے ۲۵ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے یوں جائز فرمایا ہوگا کہ فریضۂ حج کی ادا ضرور ہے مگر نفلی حج تو اصلاً ضرور نہیں اس کے لئے فوٹو کھنچانا کیونکر جائز ہوا اور الضرورات تبیح المحظورات میں کیسے داخل ہوگیا ۲۶ پرمٹ لائسنس کے حصول پر ہمارے سارے معاشی و اقتصادی ذرائع موقوف نہیں ہیں ظاہر ہے نہ اس کا جواب نفی میں ہوگا۔ اور جب تمام ذرائع اسی پر موقوف نہیں تو دوسرے ذرائع جائز جن پر یہ ناجائز شرط نہ ہونے کے ہوتے ہوئے ضرورت ہے کب متحقق ہوگی اور جب ضرورت متحقق نہ ہوگی تو فوٹو کھنچانا کب ناگزیر ہوا یونہی غیر ملک میں تبلیغ کے لئے فلاں فلاں صاحب کب متعین اور جب وہ متعین نہیں تو تبلیغ اس جگہ ان پر موقوف نہیں تو ضرورت متحقق نہیں پھر مجیب صاحب کا یہ کہنا کہ اگر تصویریں نکالنا ناگزیر ہوں الخ غیر ضروری کو ضروری بنانا ہے کہ نہیں ۲۷ معاشی و اقتصادی خوشگواری جس کا ذکر مجیب نے کیا ہے منفعت ہے یا ضرورت برتقدیر ثانی تھے اسے مبرہن فرمائیں برتقدیر اول منفعت اور ضرورت و حاجت کا مجیب کے نزدیک کیا ایک ہی حکم ہے ۲۸ مجیب صاحب نے آگے

حیل کر خود اقرار فرمایا ہے کہ قوت لایموت کی موجودگی
کی صورت میں اسے مضطرین کے خانے میں نہیں
دکھا جا سکتا اور حالت اضطرار والوں کے لئے جو
ایک شرعی رخصت ہے اس سے وہ فائدہ نہیں اٹھا
سکتا اور یہاں محض خوشگواری کو ضرورت ٹھہرا
دیا اور اس کے لئے تصویر نکالنا ناگزیر مان کر
جواز کا حکم دیا یا یہ تناقض نہیں ہے تو اور کیا ہی
۲۹ کیا اعلاء کلمۃ الحق فوٹو وغیرہ محرمات پر موقوف
ہے اور دوسرے تمام ذرائع جن میں فوٹو کھینچا نہ
پڑے مسدود ہو گئے ہیں ۳۰ کیا علماء و مشائخ کا
ہر فعل حجت ہے اگرچہ ظاہر اخلاف شرع ہو۔ مصر وغیرہ
میں عام طور پر علماء و مشائخ داڑھی نہیں رکھتے کیا
ان کا فعل داڑھی منڈانے کترانے کے لئے سند جواز
ہو جائیگا۔ (بقیہ صـ۲۵ پر ملاحظہ فرمائیں)
غفرلہ
فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری
شب ۲ جمادی الآخرہ ۱۴۰۵ھ

۶۸۶
۹۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین
مسئلہ ذیل میں کہ حج فرض یا تبلیغی اسلام یا حقوق
العباد کی ادائیگی یا دوسرے دینی مقاصد کے لئے
سفر کے پاسپورٹ پر لائسنسوں پر یا طلباء کے امتحان
کے فارموں پر تصویر لگانا بوجہ ضرورت اور مجبوری
جائز ہے کہ نہیں۔
درانحالیکہ تصویر لگانے والا اس سے راضی نہ ہو اور
با دل ناخواستہ مجبوری کی بناء پر تصویر کھنچواتا ہو اور
لگاتا ہو۔
ایک مولانا صاحب تو ارشاد فرماتے ہیں جو لوگ
ان صورتوں میں تصویر لگانے کو حرام ٹھہراتے ہیں
یہاں تک کہ حج فرض بھی یہ لوگ اسی لئے لوگوں
کو نہ کرنے دیتے ہیں اور نہ خود کرتے ہیں کہ پاسپورٹ
میں تصویر لگانا حرام ہے۔ ایسے مولوی صاحبان
اگرچہ جزئیات فقہ کے کتنے ہی بڑے حافظ جی کیوں
نہ ہوں مگر ان لوگوں میں فقیہانہ تقوہ کی بہت کمی
ہے۔ کیونکہ "الضرورات تبیح المحظورات" یعنی ضروریں
ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں یہ فقہ کا ایسا محوری
کلیہ ہے کہ اس کے گرد ہزاروں جزئیات فقہ گردش
کرتی ہیں۔ کاش یہ لوگ اس کلیہ اور اس سے
متفرع ہونے والے سینکڑوں جزئیات پر نظر
رکھتے ہوئے امت رسول پر رحم فرمائیں اور کروڑوں
دیندار مسلمانوں کو فاسق و فاجر اور بدکار حرامکار
کہنے اور لکھنے سے اپنی زبانوں اور اپنے قلموں کو روکیں
کیا مولانا صاحب کا یہ ارشاد فرمانا یا لکھنا صحیح ہے

اگر صحیح نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں کیا مندرجہ بالا چیزوں کو شریعت کی اصطلاح میں ضرورت نہیں سمجھی جاتی صراحت فرمائیں جب فقہ کا یہ قاعدہ کلیہ ہے تو فی زمانہ اس پر عمل کرتے ہوئے مندرجہ بالا ضرورت کی استعمال کی اجازت دی جائیگی یا نہیں حضور سے گزارش ہے کہ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں گے۔ فقط والسلام

محمد منصور رضوی دار العلوم امجدیہ
گانجہ کھیت ناگپور ۱۸

۷۸۶

۹۲

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ فوٹو کسی ذی روح کا کھینچنا کھنچوانا بلا ضرورت ملجئہ شرعیہ حرام۔ حرام اشد حرام۔ بدکام بدانجام ہے قال تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ واعد لھم عذابا مھینا الایۃ یعنی اللہ ورسول کی ایذا دینے والوں پر اللہ کی لعنت اور اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے رسوائی کا عذاب قال عکرمۃ ھم الذین یصنعون الصور یعنی حضرت عکرمہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ لوگ تصویر بنانے والے ہیں جو اس وعید کے مستحق ہیں کذا فی الزواجر عن اقتراف الکبائر للعلامۃ ابن حجر الھیتمی المکی قدس سرہ حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون اللہ کے حکم میں سب سے زیادہ سخت عذاب کے مستحق مصور ہیں رواہ البخاری اور یہ ضرورت شرعیہ محرمات کا جواز امر مسلم ہے۔ مگر ضرورت شرعیہ کبھی ہو تو ہر نام کی ضرورت ضرورت شرعیہ نہیں۔ ضرورت شرعیہ یہ ہے کہ اس شئے یا اس فعل سے حرام کے بغیر چارہ نہ ہو اور اس سے حصول مقصود کا تیقن بھی ہو اور یہ کہ یہ فعل حرام اگر مقصود نہ ہو بلکہ کسی اور فعل کے لئے آلہ و ذریعہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ فعل جس کے لئے اس حرام کو آلہ و ذریعہ بنایا ہو وہ فعل شرعاً ضرور لازم ہو اور اس آلہ و ذریعہ محرمہ کے بغیر اس کے لئے اور کوئی ذریعہ حلال نہ ہو اب ہم کہتے ہیں۔

وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ والیہ الاستکانۃ حج کے وجوب ادا کے لئے امن طریق شرط ہے اور امن طریق یہ ہے کہ راہ میں کوئی نقصان جانی یا مالی یا دینی نہ ہو اور نقصان دینی بلاشبہ سب نقصانوں سے اشد و اعظم ہے اور یہاں بلاشبہ نقصان دینی اس فعل محرم کے ارتکاب کی صورت میں متحقق ہے اور بنابریں امن طریق مفقود اور جب یہ شرط معدوم تو شرط ادا ہی ناموجود اور جب شرط ادا ہی نہ رہی تو فوٹو کے لئے ضرورت شرعیہ کیسی؟ - مدعی پر لازم ہے کہ پہلے وہ اس صورت میں ادائے حج کی فرضیت ثابت کر دے پھر ضرورت کا دعویٰ کرے اور یہ بھی بیان کرے کہ فقہاء بالاتفاق فرماتے ہیں کہ اذا اجتمع

الحلال والحرام مرجح الحرام - جب حلال اور حرام جمع ہو تو حرام راجح ہو گا مدعی کو اگر یہ قاعدۂ کلیہ مسلم ہے تو ظاہر کہ راجح جانب حرمت ہے تو ارشاد ہو کہ اب ضرورت شرعی کی کیا صورت ہے اور یہ بھی بیان ہو کہ فوٹو بالفرض بضرورت حج جائز ہو تو دیگر محرمات نے کیا قصور کیا ہے کیا بضرورت حج وہ سب بھی جائز ہو جائینگے اور یہ بھی افادہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی عبادت فرض یا نفل کے لئے کسی حرام کو ذریعہ بنایا ہے اور اگر مدعی کو قاعدہ مذکور مسلم نہ ہو تو وجہ بیان کرے اور اس کے برخلاف جو دعویٰ رکھتا ہو اسے دلائل نقلیہ سے ثابت کرے ہاں ہاں فقیہانہ شان اور تفقہ کے جوہر دکھانے کا یہی موقع ہے یہ تو حج کے لئے جواز تصویر وادعائے ضرورت کا حال تھا - تبلیغ اسلام کے لئے جو جواز کا ادعا کیا گیا وہ بھی مطلقاً بلا تفصیل صحیح نہیں اس مقصد کے لئے فوٹو کا جواز اسی وقت ثابت ہو گا جبکہ ایک فرد یا چند افراد پر تبلیغ اسلام فرض عین ہو جو بغیر سفر کے ممکن نہ ہو اور یہ اسی وقت ممکن جبکہ اس جگہ کوئی مبلغ موجود نہ ہو اور یہ صورت بہت بعید ہے اور جواز اسی پر محصور اور ضرورت شرعیہ اسی صورت میں منحصر یہاں سے ظاہر کہ اس مقصد کو مطلقاً ضرورت شرعیہ مجوزہ مبیحہ بنانا غلط وللہ الحمد یہی حال حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے سفر کا ہے کہ یہ مقصد سرے سے سفر پر موقوف ہی نہیں اور اگر بالفرض کسی صورت خاص میں ہو بھی تو حکم ایسی صورت خاصہ میں ہو گا - مطلقاً حکم جواز دینا قصور ہے واللہ تعالیٰ اعلم

لائسنسوں کی ضرورت بھی نری نام کی ہے کہ جن چیزوں پر لائسنس ہے وہ خود کب ایسی ضروری ہیں کہ جن کے بغیر چارہ نہ ہو - اس طرح امتحان کے فارموں کی ضرورت بھی ہرگز شرعیہ نہیں کہ امتحان ہی کب ضروری ہے بلکہ اس دور کی تعلیم جو بدمذہبی پر عموماً مشتمل ہوتی ہے وہی بلا ضرورت شرعیہ کب جائز ہے کہ اس تعلیم کا امتحان ضرورت شرعیہ قرار دیا جائے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اور بعض خاص مضامین جو بدمذہبی پر مشتمل نہیں ہوتے ان کے امتحانات کب ایسی ضرورت شرعیہ ہیں جن کے بغیر چارہ نہ ہو اور ان سے حصول مقصود کا (کہ عموماً تحصیل معاش ہوتا ہے) تیقن کتنا ہوتا ہے - کتنے ایسے ہیں کہ امتحانات دیکے ڈگریاں لے کے روزگار کو ترس رہے ہیں - جبکہ دوسرے کتنے برسر روزگار ہیں - پھر حصول معاش اسی پر کب موقوف ہے -

یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ ضرورت کا معنی کون سمجھا اور کون نہیں سمجھا اور کس میں تفقہ کی کمی ہے - پھر یہ عالم کی شان سے بعید ہے کہ وہ علماء سے تعصب رکھے بے وجہ شرعی ان پر طنز و طعن کرے اور ان کی اہانت کا مرتکب ہو - بے وجہ شرعی کسی مسلمان سے تعصب رکھنا اور اس پر طعن کرنا ناروا ہے اور علماء پر اور زیادہ سخت موجب وبال اور کسی عالم سے اس کا صدور بہت شنیع اور

شانِ عالم سے بعید ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

فقیر مصطفیٰ رضا خاں

(دستخط مفتیٔ اعظم ہند دام ظلہ القدوس)

سوداگران بریلی شریف یو۔پی صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم ۲۵ر جولائی ۷۶ء

محمد عارف رضوی مدرس صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

ریحان رضا خاں " "

غلام مجتبیٰ اشرفی " " صدر جامعہ نعیمیہ

بلال احمد نوری " " مدرس منظر اسلام

تحسین رضا " " مدرس دار العلوم

منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف صح الجواب

ریاض احمد دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف۔

صح الجواب۔ قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام سوداگران

بریلی شریف

مرکزی دار الافتاء بریلی شریف

زیر نگرانی

جانشین مفتیٔ اعظم حضرت مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری

مفتی دار الافتاء

حضرت مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب بستوی

حق گوئی اور فتویٰ نویسی بریلی کی شان ہے اعلیٰحضرت۔ حجۃ الاسلام مفتی اعظم ہند اور مفسر اعظم کے فتووں کی زمانہ میں دھوم ہے بریلی کی یہ شان الحمد للہ آج بھی برقرار ہے اور جانشین مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب صحیح معنوں میں بریلی کی روایت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ دار الافتاء کے علاوہ مختلف تبلیغی اور اشاعتی شعبے ادارہ سنی دنیا کے تحت چل رہے ہیں جس کی ساری ذمہ داری علامہ ازہری صاحب پر ہی ہے۔ مخیر حضرات کسی طرح کا تعاون چاہیں تو کرسکتے ہیں مستفتی حضرات جواب کے لئے ڈاک ٹکٹ یا لفافہ ضرور ساتھ میں بھیجیں۔ پتہ صدر مفتی مرکزی دار الافتاء

کلام تاجدار

خود بھیک لئے تم کو منگتا کو ندا کرنا

حضرت مفتی اعظم | نوری قدس سرہ العزیز

مقبول دعا کرنا منظور ثنا کرنا
مدحت کا صلہ دینا مقبول ثنا کرنا

دل ذکر شریف اُن کا ہر صبح و مسا کرنا
دن رات جیا کرنا ہر آن رٹا کرنا

سینہ پہ قدم رکھنا دل شاد مرا کرنا
درد دلِ مضطر کی سرکار دوا کرنا

سرشار بھکاری ہیں جگ داتا دیا کرنا
ہے کام تمہارا ہی سرکار عطا کرنا

کب آپ کے کوچہ میں منگتا کو صدا کرنا
خود بھیک لئے تم کو منگتا کو ندا کرنا

دن رات ہے طیبہ میں دولت کا لٹا کرنا
منگتا کی دوا کرنا منگتا کا بھلا کرنا

ہم عینِ جفا ہی ہیں ہم کو تو جفا کرنا
اور تم تو کرم ہم پر اے جانِ وفا کرنا

ہم اپنی خطاؤں پر نادم بھی نہیں ہوتے
اور ان کو عطاؤں پر ہر بار عطا کرنا

ہم آپ ہی اپنے پر کرتے ہیں ستم حد بھر
اور اُن کو کرم ہم پہ ہے حد سے سوا کرنا

ہے آٹھ پہر جاری لنگر مرے داتا کا
ہر آن ہے سرکاری باڑے کا لٹا کرنا

کیوں نقشِ کفِ پا کو دل سے نہ لگائے وہ
ہے آئینۂ دل کی نوری کو جلا کرنا



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

اور پانچواں ورق تیار ہو جاتا — یہی وجہ ہے کہ احمد رضا نے اپنی تصانیف اور حواشی و شروح کا ایک عظیم ذخیرہ چھوڑا ہے — اس خصوص میں اس کے معاصرین میں اس کا ہم پلہ کوئی نظر نہیں آتا — بعض حضرات اس کے مقابل ایک عالم کو لاتے ہیں اس کی صرف تصانیف کی تعداد بتاتے ہیں — تصانیف کا نام و نشان بتاتے ہچکچاتے ہیں — افسوس ہمارے اہل علم بھی جھوٹ بولتے ہیں اور دروغ گوئی کو فروغ دیتے ہیں — ہاں تو ذکر تھا احمد رضا کا — احمد رضا نے اپنے عمل سے بتایا کہ وقت کتنا گراں بہا ہے — اگر اس کو ڈھنگ سے خرچ کیا جائے تو ایک انسان ایک جماعت کا کام کر سکتا ہے — خود تو بنتا ہی ہے ہزاروں کو بنا جاتا ہے —

(الف) — قومی معیشت میں احمد رضا نے قرض لینے کی عادت کو نہایت ہی مذموم قرار دیا — یہ عادت افراد میں ہو یا جماعت اور حکومت میں — فرد و جماعت سے خود اعتمادی اور حمیت و غیرت کی دولت چھین لیتی ہے — پوشیدہ صلاحیتیں مردہ ہو کر رہ جاتی ہیں — قوت عملی ضائع ہونے لگتی ہے — زندہ قومیں قرض لیکر سود در سود کے بندھنوں میں نہیں بندھا کرتیں — وہ قرض دیا کرتی ہیں۔ لیا نہیں کرتیں — احمد رضا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد تھا "اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے — جن قوموں نے اس حدیث پر عمل کیا انھوں نے معاشی استحکام حاصل کیا — دور کیوں جائیے چین نے عہد کیا کہ وہ کسی سے قرض نہ لے گا — پھر دیکھیے وہ کہاں سے کہاں جا پہونچا — قرض لینے والے اس کی بلندیوں کو دیکھ دیکھ کر حیران ہیں — مگر حیرت کی کوئی بات نہیں — بات اصول کی اور اصول پر چلنے کی ہے — ہندوستان کے مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ہندوؤں کی مقروض تھی — سود در سود کے بوجھ تلے

دبی جا رہی تھی — جائیدادیں اور زمینیں نیلام ہو رہی تھیں — خوشحال گھرانے رفتہ رفتہ بدحال ہوتے جا رہے تھے — احمد رضا نے اس قرض کے خلاف آواز اُٹھائی اور اس کے اسباب کو دور کرنے کے لئے نہایت مفید پروگرام قوم کے سامنے پیش کیا — انھوں نے مسلمانوں کو خود اعتمادی اور خود نگری کا درس دیا۔

(ب) — احمد رضا اس بات کے بھی خلاف تھے کہ کوئی قوم اپنے ملک کا خام مال دوسرے ملکوں کو کوڑیوں کے مول دے اور پھر خود ہی تیار شدہ مال چاندی کے مول خریدے — ایک ملک خام لوہا برآمد کرتا ہے — دو تین تولے لوہے کی کیا قیمت لیکن وہی لوہا جب گھڑی کی صورت میں درآمد کیا جاتا ہے تو سونے اور چاندی کے مول خریدا جاتا ہے — اس لئے احمد رضا کا کہنا کہ خام مال کی تیاری کے لئے ملک میں فیکٹریاں لگائی جائیں — اور افراد کی توانائیوں سے اس خام مال میں زندگی پیدا کی جائے اور پھر یہ سونے چاندی کے مول برآمد کیا جائے — اس کے نزدیک جو ملک اپنی خام اشیاء برآمد کرتا ہے وہ ناعاقبت اندیش ہے۔

(ج): — احمد رضا آمد و خرچ میں توازن رکھنے۔ بلکہ آمد بڑھانے اور خرچ گھٹانے کا قائل تھا تاکہ فرد اور جماعت دونوں معاشی طور پر مستحکم ہوں۔ سیاسی استحکام کا دارومدار معاشی استحکام پر ہے۔ اس لئے دورِ جدید کی سیاست، معاشیات کے اردگرد گھومتی ہے — اہم مسئلہ آمد کا ہے اور اس سے اہم خرچ کا — کمانے میں بہت دیر لگتی ہے، خرچ کرنے میں کچھ دیر نہیں لگتی — اس لئے خرچ کرنے کے لئے زیادہ دانائی اور احتیاط کی ضرورت ہے —

آج ہمارے مزاج میں فضول خرچی نے جگہ کرلی ہے۔ بلکہ بلا ضرورت خرچ کرنے کی عادت ہوگئی ہے جو فضول خرچی سے زیادہ خطرناک ہے — نام و نمود کی خواہش — شان و شوکت کا اظہار — ہماری خام خیالی یہ ہے کہ شاندار ہمارے شاندار مکانات و محلات — قیمتی ملبوسات — رنگ برنگ ماکولات و مشروبات — لمبی چوڑی موٹریں اور کاریں دیکھ کر دوسرے لوگ متاثر ہو سکیں — نہیں نہیں حقیقی عظمت اور سچی شوکت تو انسان کی اپنی سیرت و شخصیت سے وابستہ ہے — سیرت پاک صاف اور تابناک و روشن ہو تو ٹاٹ پر بیٹھ کر بھی اہل عالم کے دلوں پر حکومت کی جا سکتی ہے — بلکہ خاک نشینی سے تو وہ ہیبت طاری ہوتی ہے جو تخت پر بیٹھنے والوں کو نصیب نہیں —

سچ کہا ہے خوب کہا ہے ؎

ظاہر میں غریب الغربا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوت سلطان مدینہ

(د) ———— شریعت نے اسراف و تبذیر کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے یعنی ضرورت کے وقت ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اور بلا ضرورت خرچ کرنا ————

اسلام نے بلا ضرورت خرچ کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے، اسی لئے اس بد عادت کی ہلاکت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ————

جس فرد اور قوم نے اسراف و تبذیر کے اس گُر کو پالیا وہ کبھی محتاج نہیں ہو سکتا ————

احمد رضا نے مسلمانان پاک و ہند کو خصوصیت کے ساتھ ان بری عادتوں کی تباہ کاریوں سے آگاہ کیا ———— اس نے اپنا ایک نمونۂ عمل پیش کیا ———— اس کی کفایت و احتیاط کا یہ عالم تھا کہ بچا ہوا جھوٹا پانی پھینکنے کا بھی روادار نہ تھا ———— اور سخاوت کی یہ کیفیت جو کچھ ہوتا غریبوں کی مدد کے لئے خرچ کر دیا جاتا یا دین کے کاموں میں لگا دیا جاتا ———— زندگی بھر کبھی اتنا روپیہ نہ بچا کہ زکوٰۃ فرض ہو جاتی ۔

(ھ) ———— روپے پیسے کے معاملے میں احمد رضا نہایت ہی محتاط تھا ————

خواہ وہ پیسہ بصورت نذر آتا ————

چندے کی صورت میں آتا

احمد رضا نے کبھی نذر نہ مانگی، کہ نذر خود پیش کی جاتی ہے، مانگی نہیں جاتی ————

جو مانگی جائے، جس کی آرزو رکھی جائے وہ نذر نہیں، بھیک ہے یا مزدوری و جرمانہ ————

کوئی از خود نذر دیتا تو قبول کر لیتے ———— دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر قبول کرنے کا حکم فرمایا ہے ————

مگر جب نذر معاوضے کے طور پر دی جاتی فوراً لوٹا دیتے کہ حضرات انبیا اور اہل اللہ نے دین کی خدمت کے لئے کبھی مزدوری نہیں لی ————

اور ہاں نذر کا یہ پیسہ کبھی اپنی ذات یا اہل خانہ پر صرف نہ کیا ———— یہ پیسہ دوسرے دینی کاموں میں لگا دیا جاتا ————

اللہ رے احتیاط، یہی حال چندے کا تھا ————

———— دار العلوم منظر اسلام کا جس زمانے میں وہ خود مہتمم تھا، چندہ اس کے نام سے آتا ———— ایک ایک پائی کا حساب رکھا جاتا ————

جب کثرتِ کار کی وجہ سے دار العلوم کا اہتمام مشکل ہو گیا تو اپنے بیٹے مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب کو مہتمم بنا دیا جو ایک جلیل القدر عالم اور عارف کامل تھے ————

احمد رضا نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ مہتمم بنا رہے چندہ اس کے نام آتا رہے اور اہتمام کوئی اور کرے ———— جب تک وہ خود پیسے کی دیکھ بھال کرتا رہا چندہ کی ذمہ داری اٹھائی جب مجبور و مصروف ہو گیا یہ ذمہ داری اپنے صاحبزادے کو تفویض کر دی ————

(باقی آئندہ)

بقیہ باب الاستفتاء

صفحہ ۱۰ سے آگے

۳۱؎ ان داڑھی منڈے علماء کی آڑ لیکر اپنی اس خلاف شرع حرکت پر کوئی یوں پردہ ڈالے جیسے مجیب نے کہا میرے علم میں ہندوپاک بلاد عرب و عجم میں علماء کی اکثریت اس خیال کی تائید و توثیق کر رہی ہے اس کی یہ حجت شرعاً صحیح و معتبر ہوگی یا نری حجت بر تقدیر اول اس کا صاف صریح مطلب یہ ہوگا کہ جس خلاف شرع پر اکثریت ہو جائے وہ خلافِ شرع نہ رہے بلکہ جائز ہو جائے تو مجیب صاحب کی اس دلیل سے داڑھی منڈانا حدِ شرع سے کم کرانا ترک جماعت وغیرہ محرمات جن میں اکثریت مبتلا ہے سب کا جائز ہونا لازم آتا ہے اور بر تقدیر ثانی اکثریت سے استدلال غیر صحیح اور قطعاً ظاہر ہے کہ خلاف شرع پر اکثریت کتنی ہی ہو جائے ہرگز جائز نہ ہوگا بلکہ خلافِ شرع ہی رہیگا۔ تو جب تک شرع سے جواز ثابت نہ ہو اکثریت سے استدلال کیا معنی

۳۲؎ کوئی داڑھی منڈا ان بے عمل علماء کی آڑ لیکر اپنے فسق و فجور پر پردہ ڈالنے کو یوں کہے کہ دلیل کو بیک جنبش قلم فاسق و فاجر حرام کار و زبوں کردار قرار دینے کے لئے ہوش و حواس کی سلامتی کے ساتھ دل و دماغ کیسے راضی ہو سکتے ہیں تو کیا مجیب صاحب اسے اس کی اجازت دیں گے یا اس کا منہ تکا کریں گے اور منہ بند کریں گے تو کیسے وہ نہ کہے گا کہ میں نے آپ ہی کی روش اختیار کی ہے۔

۳۳؎ معاشی و اقتصادی خوشگواری وغیرہ جو اسباب مجیب نے ذکر کئے کیا مجیب کے نزدیک ان اسباب کے لیے داڑھی منڈانا جائز ہوگا۔

۳۴؎ آج کل داڑھی منڈانا۔ مخلوط تعلیم، سنیما، وغیرہ ترقی پسندی اور تہذیب شمار کیا جاتا ہے۔ تو کوئی ترقی پسند اگر یوں کہنا چاہے کہ ہر دور میں دوسری قوموں پر کسی قوم کی برتری اور اس کے عروج و ارتقاء کے اسباب الگ الگ الخ تو کیا مجیب صاحب کہنے دیں گے۔

۳۵؎ وہ کون سے معاشی و اقتصادی، علمی و فنی تہذیبی و سیاسی مقاصد ہیں جو بغیر فوٹو حاصل نہیں ہو سکتے اور یہ بھی بتایا جائے کہ وہ مقاصد خود ضرورت شرعیہ ہیں یا نہیں، ہیں تو کس دلیل سے نہیں تو ان کے لئے فوٹو کھنچوانا کب ضرورت شرعیہ ہو سکتا ہے

۳۶؎ اور جب ضرورت شرعیہ یہاں متحقق نہیں تو مجیب صاحب کا یہ کہنا کہ ان سب کو ضرورت شرعیہ کے دائرے سے نکالدینا یقیناً غیر معقول اور حالات زمانہ سے بے جا چشم پوشی ہے حضور مفتی اعظم ہند و حافظ ملت و رئیس الاتقیاء مولانا افضل الدین حیدر صاحب (علیہم الرحمۃ والرضوان) کو خصوصاً اور تمام علماء کو عموماً الزام دینا ہے کہ نہیں

۳۷؎ یہ کون سی صورت اعلاء کلمۃ الحق کی ہے کہ جو شرط خلاف شرع عائد ہو اس کے لیے زبردستی گنجائش نکالیے اور اسکی مخالفت نہ کیجیے۔ بفضلہ تعالیٰ ان سوالات سے واضح کہ حق وہی ہے جو امام مؤقر و ہمام معظم مفتی اعظم ہند وغیرہ علماء محتاطین نے جو فرمایا کہ بے ضرورت شرعیہ محض فوٹو کھنچوانا حرام اور عذر رکیک کے فتوے میں شمار ہوئے تو بے دور از کار ہیں اور ان کی پوری تحریر یا اکثر کا رد بلیغ ہمارے ان سوالات سے ظاہر اور منسلکہ فتویٰ سے روشن واللہ تعالیٰ اعلم

اختلاف — کیا؟ کیوں؟ کیسے؟

محمد منشاء تابش قصوری

یہاں ہر پڑھے لکھے مسلمان کے ضمیر اور دیانت سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ بالکل خالی الذہن ہو کر ایک عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیثیت سے ان عبارات کو پڑھے اور ہر مولوی پیر اور استاذ کے فرمودات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے دل سے فیصلہ حاصل کرے کہ کیا محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس میں ایسے الفاظ وہ خود استعمال کرنے کی جرأت کر سکیگا وہ بارگاہ بےکس پناہ جس کے بارے میں شروع ہی سے عشاق کا نظریہ یہ رہا ہے ؎

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

میں دل پر پتھر رکھکر صرف دو عبارتیں یہاں نقل کرتا ہوں۔ آپ کو قسم ہے پروردگارِ عالم کی فیصلے میں جانبداری نہ برتیں۔

۱ "زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے۔ اور شیخ یا انہی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ جنابِ رسالت مآب ہی ہوں، اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔"[1]

ایک اور صاحب رقمطراز ہیں:

۲ "پھر یہ کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم تو زید و عمر بلکہ صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔"[2]

اب یہ فیصلہ قارئین کے انصاف پر چھوڑتے ہیں کہ وہ ان علماء کی عبارات اور ان فتووں

---

[1] صراطِ مستقیم ملفوظات سید احمد بریلوی مرتبہ اسمٰعیل دہلوی ص ۵۰ مطبوعہ ملک سراج الدین لاہور
[2] حفظ الایمان: مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی ص ۸ مطبوعہ دیوبند

کے اس کھلے تضاد کی کیا توجیہ کرتے ہیں۔ تقریباً تمام قابل گرفت عبارات کے ساتھ علمائے دیوبند نے یہی حشر کیا ہے۔ بات عبارت اور شخصی طور پر اس کے قائل پر آتی ہے، تو یہ حضرات قریب نہیں پھٹکنے دیتے، تاویلات کا وہ دفتر کھل جاتا ہے جو شاید ان عبارت کے قائلین کے ذہن میں بھی نہیں آتا اور جب پوچھا جاتا ہے کہ جو شخص ایسا کہے اس کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے، تو جھٹ فرماتے ہیں کہ وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے۔ اب

اب اگر کوئی جسارت کر کے صرف اتنا کہہ دے کہ فیلہ پھر جس شخص نے ان عبارات کے قائلین کی گرفت کی، اس نے کیا قصور کیا تھا کہ آج تک اس کا جرم معاف نہیں ہو سکا۔ تو فرماتے ہیں، نہیں اس نے ہمارے بزرگوں پر بہتان طرازی کی ہے۔ اب خدا تعالے کے واسطے آپ ہی بتایئے کہ اس دو عملی اور تضاد بیانی کا کیا جائے اس کا مطلب ماسوائے اس کے اور کیا ہے کہ جہاں گھر کو لگتی ہے، وہاں فتوے اور ادب و محبت کے وغیرہ سب داؤں پر لگا دئے جاتے ہیں۔

دل چاہتا ہے اس تضاد بیانی کے ایک دو اور نمونے بھی قارئین کے سامنے رکھ دیئے جائیں تاکہ بات واضح ہو۔

"تحذیر الناس" میں مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں۔

"اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا[1]"

مگر المہند علی المفند میں علمائے حرمین کے سامنے یہ لہجہ اختیار کیا جاتا ہے۔

ہمارا اور ہمارے مشائخ کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں لا نبی بعدہٗ، جو آپ کی ختم نبوت کا انکار کرے تو وہ ہمارے نزدیک کافر ہے، کیونکہ وہ نص قطعی اور نص صریح کا منکر ہے۔[2]

سوال ہوا، مولوی رشید احمد گنگوہی سے "محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور از لاف و گزاف اور روایات موضوعہ کا ذبہ نہوں شریک ہونا کیسا ہے"؟

آپ نے فرمایا: "ناجائز ہے بہ سبب اور وجوہ کے"[3]

علمائے حرمین نے دریافت فرمایا: کیا آپ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر شرعاً برا ہے بدعت سیئہ ہے جو حرام ہے۔ یا اور کچھ کہتے ہیں؟"

جواب میں کہتے ہیں: "یہ بات کوئی بھی مسلمان ہرگز نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ ہم یہ کہیں کہ یہ بدعت اور حرام ہے۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ تمام احوال کہ جن کا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے ادنیٰ سا بھی تعلق ہو، اعلیٰ درجہ کا مستحب و مندوب ہے، خواہ آپ کی ولادت

---

[1] تحذیر الناس: ص ۱۴، ۹، مصنف مولوی محمد قاسم نانوتوی، مکتبہ امدادیہ، دیوبند

[2] تلخیص المہند: ص ۱۰

[3] فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۱۳۰

شد لقیہ کا ذکر ہو یا آپ کے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے کا"۔ [1]

قارئین کرام حیرت ہوگی کہ تضاد بیانی اور دوعملی کا یہی وہ شیوہ ہے جس کا منظر دنیا نے اس طرح دیکھا ہے کہ مفتی دیوبند نے مولوی محمد قاسم نانوتوی کی ایک عبارت پر فتویٰ کفر لگا دیا۔ جب انہیں یاد دلایا گیا کہ قبلہ یہ عبارت تو حضرت مولانا کی ہے۔ تو انہیں فتویٰ سے رجوع کرتے ہوئے دیر بھی نہ لگی، اور اسی طرح کا ایک اور واقعہ خود مہتمم دارالعلوم دیوبند جناب مولوی محمد طیب کے ساتھ بھی ہوا ہے کہ مفتیٔ دیوبند نے ان کی ایک عبارت پر کفر کا فتویٰ دے دیا۔ جب انہیں آگاہ کیا گیا تو انھوں نے فتویٰ واپس لے لیا۔

اے کاش! اے کاش علمائے دیوبند سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی محمد طیب جتنی بھی محبت اور عقیدت کا ثبوت دیتے تو یہ چند عبارات کب کی واپس ہو چکی ہوتیں اور دیوبند و بریلی نام کا آج کوئی مسئلہ ہی نہ ہوتا

دیوبند کے ایک معروف علمی پرچے "تجلّی" (اپریل ۱۹۵۶ء) میں اس واقعہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

اس سے ہمارا مقصود صرف یہ دکھانا تھا کہ ایک سیدھی سادھی عبارت لکھکر بھجوائی گئی تو اس پر فتویٰ دیدیا گیا، مگر جب یہ پتہ چلا کہ یہ عبارات تو ہمارے بزرگوں کی ہیں تو لگے فتویٰ پوچھنے والوں کو گالیاں دینے اور بُرا بھلا کہنے کہ ان نے دجل وفریب سے کام لیا ہے ہمیں صاف صاف انھوں نے نہ لکھ دیا کہ یہ عبارت مولوی محمد قاسم نانوتوی کی ہے اور یہ اُن کے پوتے قاری محمد طیب صاحب کی، تاکہ ہم اپنے پرائے میں تمیز کر سکتے۔

قارئین یہی وہ ستم ظریفی ہے جس کا رونا رو رہے ہیں اور یہی ہمارے موقف کی بنیاد ہے کہ علمائے دیوبند عام حالات میں ان گستاخانہ عبارات کو کفریہ قرار دیتے ہیں۔ علمائے حرمین کے سامنے نام بنام انہی عبارتوں پر فتویٰ کفر دے چکے ہیں مگر بات جب اپنے بزرگوں کی آتی ہے "تو برنالہ وہیں کا وہیں"، اب عقائد اور شرعی معاملات میں اس دوہری عینک کا ہمارے پاس کیا علاج ہے؟

یہاں تک ہی کیا محدود ہے، وہ تمام طریقے اور افکار واعمال جن کی بدولت ایک عرصے سے علمائے اہل سنت کو بدعتی اور مشرک کہا جاتا ہے۔ اندرونِ خانہ بڑی بشاشت اور فراخ دلی سے ان حضرات نے اپنا رکھے ہیں دم درود، تعویذ، چلے۔ مکاشفے اور خانقاہی نظام کی ہر ضعیف الاعتقادی میں یہ حضرات بریلویوں کو سوں پیچھے چھوڑ گئے ہیں مگر آج بھی دوسروں کے لئے ان کی لغت میں بدعتی اور اپنے لئے موحد ہی کے الفاظ ہیں

(باقی آئندہ)

[1] تلخیص المہند ص ۱۰

منقبت

در شان مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ و تاجدار اہلسنت الحاج شاہ مولٰنا مصطفٰے رضا خان مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(رقم: مصطفوی شمس آبادی)

خدا کا اور نبی کا یوں کرم اللہ اکبر ہے
کہ اب احمد رضا کا نام لوح ارتقا پر ہے
وہ ہوتے زیر کیسے دشمن دیں کے مقابل میں
کہ جب نام رضا کے حرف کی حرکت زبر پر ہے
کلام ایسا کہ جس کو سن کے دشمن کانپ جاتے ہیں
وہابی کیلئے ہر لفظ ان کا تیر و نشتر ہے
قلم لیکر چلے آؤ ضرورت ہے زمانے کو
کچل دو نجدیوں کا سر کہ ان کا پھر اٹھا سر ہے
غریب و بینوا ہوں، اہل زر ہوں یا تونگر ہوں
مرے مفتئ اعظم کا کرم یکساں ہر اک پر ہے
ولی ابن ولی ہو وقت کے اپنے قطب تم ہو
تمہاری شان کا دنیا میں ثانی نہ ہمسر ہے
کرامت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کرامت میں
کہ بعد مرگ بھی ہاتھوں سے پکڑی تم نے چادر ہے
زمانے کے حوادث دور ہی سے بات کرتے ہیں
مرے مرشد کا سایہ اسطرح اب میرے سر پر ہے
حکومت کرنیوالے بھی جہاں سر کو جھکاتے ہیں
مرے مرشد کا وہ در ہے مرے مرشد کا وہ در ہے
اب اس سے بڑھ کے میری سربلندی اور کیا ہوگی
مرے مرشد کے قدموں پر مقدر سے مرا سر ہے
چلو ایمان والو اپنی جھولیاں بھر لو
بریلی میں سنا ہے ان کے در پر آج لنگر ہے
زمیں پر مفتئ اعظم کے گھر کا ایک اختر ہے
کہ جس کے تابش رخ کا اجالا آج گھر گھر ہے
انھیں کو زیب دیتا ہے مقام مفتئ اعظم
کہ مرشد نے خود اپنا بوجھ ڈالا ان کے سر پر ہے
قمر کم ہی کریں ہم ناز جتنا اپنی قسمت پر
بڑی سرکار میں پہنچے مقدر یاوری پر ہے

حق ادا تھے حق نما تھے شاہ جیلانی میاں

(حضرت مفتی رجب علی صاحب نانپاروی)

صاحب علم و ادب تھے شاہ جیلانی میاں
تھا جبیں پہ انکے روشن صدق گفتاری کا نور
تھی تبسم میں نمود حسن اخلاق کرام
راہ حق میں مرنے والا دوستو مرتا نہیں
انکے مرنے سے بڑی رونق تھی محفل کفر میں
ان کے وعظ و پند میں آتے تھے نکتے کیا غریب
حضرت حامد میاں کے جانشیں با وقار
انکے جاتے ہی محفل آہ سونی ہو گئی

پیکر رشد و ہدیٰ تھے شاہ جیلانی میاں
کیوں نہ ہو تنویر رضا تھے شاہ جیلانی میاں
کیا بہار رونق افزا تھے شاہ جیلانی میاں
رہبر راہ وفا تھے شاہ جیلانی میاں
حق ادا تھے حق نما تھے شاہ جیلانی میاں
گنج عرفان خدا تھے شاہ جیلانی میاں
بیکساں کے بے ریا تھے شاہ جیلانی میاں
رونق بزم رضا تھے شاہ جیلانی میاں

کہہ رہے ہیں اہل رشد و خیر سب مل کر رجب
گمرہوں کے رہنما تھے شاہ جیلانی میاں

فضائل سورہ کافرون

مولانا افتخار احمد
قادری رضوی رکن
المجمع الاسلامی مبارکپور

اس کے مزید نام یہ ہیں مقشقشہ اور سورۂ عبادت (اتقان صفحہ ۵۵ ج ۱)

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو قل یا ایھا الکافرون پڑھے گا اس کے لئے یہ سورت چوتھائی قرآن کے برابر ہوگی [۱]

(۲) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملیگا کہ اس کے ساتھ دو سورتیں ہوں گی تو اس کا کوئی حساب نہ ہوگا وہ دونوں سورتیں یہ ہیں قل یا ایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد [۲]

(۳) ایک شیخ سے روایت ہے کہ انھیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلا حضور کا گزر ایک ایسے شخص کے یہاں سے ہوا جو قل یا ایھا الکافرون پڑھ رہا تھا حضور نے فرمایا یہ تو شرک سے بری و علیحدہ ہو چکا اور دوسرا شخص قل ھو اللہ احد پڑھ رہا تھا تو فرمایا اس شخص کے لئے اس وجہ سے جنت ناگزیر ہو گئی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی مغفرت ہو گئی [۳]

(۴) حضرت عبد اللہ بن جراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا منافق چاشت کی نماز اور قل یا ایھا الکفرون نہیں پڑھتا [۴]

(۵) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو قل یا ایھا الکافرون پڑھتا ہے وہ گویا چوتھائی قرآن پڑھتا ہے اور جو قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے وہ گویا تہائی قرآن پڑھتا ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ دو سورتیں کیا ہی خوب ہیں

۱ہ درمنثور ص ۴۰۵ ج ۶ ابن مردویہ
۲ہ کنز العمال ص ۱۴۸ ج ۱ ابو نعیم و درمنثور ص ۴۰۶ ج ۶ ابن مردویہ
۳ہ درمنثور ص ۴۰۵ ج ۶ و امام احمد، ابن ضریس، بغوی، ترغیب حمید بن زنجویہ
۴ہ ایضاً دیلمی
۵ہ کنز العمال ص ۱۴۸ ج ۱

قل ھو اللہ احد جو تہائی قرآن کے برابر ہے اور قل یا ایھا الکافرون جو چوتھائی قرآن کے برابر ہے [۵]

(۶) حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جسے میں بستر پر جانے کے وقت پڑھا کروں حضور نے فرمایا قل یا ایھا الکافرون پوری پڑھا کرو اس لئے کہ یہ سورت شرک سے علیحدگی کا ذریعہ ہے [۶] اس سورت میں بیزاری کا اعلان ہے اس لئے جب آدمی نیند کی دنیا میں جائے تو شرک اور اس کی آلائش سے صاف ستھرا ہو کر جائے اور اگر اسی عالم میں موت آجائے تو توحید و ایمان پر اس کا خاتمہ ہو۔ سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ان کے والد حضرت نوفل نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک سے ابھی جلد ہی الگ ہوا ہوں مجھے کسی ایسی آیت کی تعلیم دیدیں جو مجھے شرک سے پاک رکھ سکے حضور نے فرمایا قل یا ایھا الکفرون پڑھا کرو حضرت عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میرے والد سے زندگی بھر کسی رات اور کسی دن یہ سورت چھوٹی نہیں وہ ہر شب روزانہ اسے پڑھتے رہے ابن مردویہ کی ایک اور روایت ہے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوفل بن معاویہ اشجعی نے فرمایا جب تم سونے کے لئے خواب گاہ آؤ تو قل یا ایھا الکافرون پڑھو۔ کیونکہ جب تم اسے پڑھو گے تو شرک سے بری اور علیحدہ ہو گے۔ امام احمد نے حضرت حارث بن جبلہ اور طبرانی نے اوسط میں جبلہ بن حارث سے روایت کی ہے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جسے میں سوتے وقت پڑھا کروں۔ حضور نے فرمایا جب تم رات کو سونے لگو تو پوری سورۂ قل یا ایھا الکافرون پڑھا کرو۔ کیوں کہ یہ سورت شرک سے برارت کا سامان ہے۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم سوتے وقت قل یا ایھا الکافرون پڑھا کرو کیونکہ یہ سورت شرک سے بیزاری کا ذریعہ ہے۔ طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تم سونے لگو تو قل یا ایھا الکافرون پڑھا کرو اور یقیناً نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بھی بستر پر آتے پوری سورۂ قل یا ایھا الکافرون

---

[۶] مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۰ ابو داؤد ص ۳۳۳ ج ۲ ترمذی ص ۱۷۶ ج ۲ دارمی مرقاۃ ص ۲۰۱ ج ۲ نسائی، ابن حبان، حاکم و ابن ابو شیبہ

پڑھتے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو تم کو شرک باللہ سے نجات دیدے؟ تم سوتے وقت قل یا ایھا الکفرون پڑھا کرو ؎۱

(۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا جو کسی رات قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون پڑھتا ہے وہ گویا بہت پڑھتا ہے اور خوب کرتا ہے ؎۲

(۸) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالتِ نماز میں ایک بچھونے ڈنک مار دیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ بچھو پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہ نمازی اور غیر نمازی کسی کو نہیں چھوڑتا ہے۔ پھر حضور نے پانی اور نمک منگایا اور ایک برتن میں رکھا پھر اسے اپنی انگلی پر ڈالنے لگے جہاں پر بچھونے ڈنک مارا تھا اور ڈنک مارے ہوئے حصہ پر ہاتھ پھیرنے لگے اور قل یا ایھا الکافرون قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھنے لگے ؎۳

؎۱ درمنثور ص ۴۰۵ ج ۶

؎۲ ایضاً ص ۴۰۷

فضائل ابو عبید وابن ضریس

؎۳ ایضاً صغیر از طبرانی

قرآن اور ہدایت

پروفیسر [illegible]

قرآن اور ہدایت کا باہم متصل ہونا

۱- قرآن حکیم سب سے پہلے جس مقام پر اپنا تعارف کراتا ہے وہ سورۂ بقر کی ابتدائی آیات ہیں۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ (بقرہ، ۲-۳)

یہ وہ کتاب ہے جسمیں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں (اور) جو متقین کے لئے ہدایت ہے۔

یہاں تعارفِ قرآن کے سلسلہ میں ایک ہی خوبی کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ ہے اس کا ہدایت ہونا۔

۲- دوسرے مقام پر ارشاد ہے:-

هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ (آل عمران، ۱۳۸)

یہ قرآن بنی نوع انسان کے لئے واضح بیان اور ہدایت ہے اور متقین کے لئے سراسر موعظت و نصیحت ہے۔

اس آیت میں قرآن نے خود کو واضح بیان اور ہدایت کے نام سے تعبیر کیا ہے اور خود کو موعظت و نصیحت کے عنوان سے بھی پیش کیا ہے۔

۳- تیسرے مقام پر قرآن اپنا تعارف یوں کراتا ہے

فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (اعراف، ۵۲)

ہم نے اس قرآن کو علم (بصیرت اور معرفت) کے ساتھ مفصل کر دیا اور یہ قرآن ایمان والوں کے لئے سراسر ہدایت و رحمت ہے۔

اس جگہ قرآن نے اپنے آپ کو مفصل علم کہا ہے اور اہل ایمان کے لئے خود کو سراسر ہدایت و رحمت کے نام سے موسوم کیا ہے۔

۴- ایک اور مقام پر قرآن اپنا تعارف یوں کراتا ہے۔

قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (یونس، ۵۷)

اے نسلِ انسانی تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس موعظت و نصیحت آگئی اور جن لوگوں کے سینوں میں بیماریاں ہیں ان کے لئے یہ شفا ہے اور یہ قرآن اہل ایمان کے لئے ہدایت بھی ہے اور رحمت بھی۔

یہاں قرآنِ مجید نے خود کو موعظت، شفاء، ہدایت اور رحمت کے نام سے تعبیر کیا ہے۔

۵- ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔

وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (یوسف: ۱۱۱)

قرآن، جو انبیا اپنے ساتھ لیکر آئے تھے اسکی تصدیق کرنے والا اور ہر شے کی تفصیل کر اور اہل ایمان کیلئے ہدایت و رحمت ہے۔

یہاں تفصیل، تصدیق اور اہل ایمان کے لئے ہدایت ورحمت کے اوصاف گنوائے گئے ہیں۔

۶۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِيْنَ (النحل: ۸۹) یہ قرآن جو ہم نے آپ پر نازل کیا ہے کائنات کے ہر ہر ذرے کا تفصیلی علم مہیا کرنے والا ہے اور یہ ہدایت ورحمت ہے اور اہل ایمان کے لئے بشارت بھی ہے۔

۷۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہے

هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (الجاثیہ: ۲۰) یہ نسل انسانی کے لیے بصیرت و تنبیہ ہے اور ہدایت ورحمت ہے یقین والوں کے لیے۔

مذکورہ بالا سب آیات کا جائزہ لیں تو قرآن مجید نے سب سے پہلے اپنے آپ کو ہدایت کہا ہے۔ اس کے بعد واضح بیان، موعظت، رحمت علم تصدیق، وتفصیل، شفا اور بشارت کہا ہے الغرض تمام خصوصیات اور حیثیات کا ذکر بدلتا رہا۔ لیکن ایک حیثیت شروع سے آخر تک بلا استثناء مذکور ہوتی چلی گئی ہے۔ اور وہ "ہدایت" ہے۔ قرآن کی مختلف حیثیتوں کا یہ عالم ہے کہ یہ گمراہوں کے لئے ہدایت ہے، نہ جاننے والوں کے لئے علم ہے۔ غافلوں کے لیے موعظت ونصیحت ہے۔ کم فہموں کے لیے واضح بیان ہے۔ بیماروں کے لیے شفا ہے۔ مایوسوں کے لیے بشارت ہے، پریشان حال لوگوں کے لیے رحمت ہے۔ سابقہ انبیاء کی تعلیمات اور ان کی نبوتوں کے لیے تصدیق ہے۔ ابہام و اجمال کے لیے تفصیل ہے اور مجرموں اور ظالموں کے لیے تنبیہ وبصیرت۔ الغرض قرآن کی مختلف حیثیتیں نسل انسانی کے مختلف طبقات کی ضرورتوں اور تقاضوں کے اعتبار سے ہیں۔ لیکن قرآن شفا ہو یا نصیحت، رحمت ہو یا موعظت، تصدیق ہو یا تفصیل، علم ہو یا تنبیہ۔

الغرض ہر وصف کے اعتبار سے قرآن کی جو حیثیت ہو اس کا ہدایت ہونا ہر حیثیت میں یکساں طور پر موجود ہے اسی لیے اس مقدس کتاب کے بارے میں کہا گیا ہے:

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یہ متقین کے لیے سراسر ہدایت ہے۔

یعنی ہم نے اس کتاب کے ساتھ اپنی ہدایت اور رہنمائی کو متحد کر دیا ہے۔ چنانچہ قرآن کا ہدایت کے ساتھ متصل اور متحد ہونا۔ یہاں تک کہ ہدایت کا سراسر قرآن اور قرآن کا سراسر ہدایت ہونا ہی لفظ "القرآن" کی وجہ تسمیہ ہے۔ اس لیے قرآن سب سے پہلا دعویٰ بھی یہی کرتا ہے کہ یہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس مقدس کتاب سے ہدایت صرف وہی لوگ حاصل کر سکیں گے جو تقویٰ اور پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ ہوں یا عاصی اور خطاکار بھی قرآنی ہدایت سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

۸۔ اس کا جواب یوں ملتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جس میں ہم نے قرآن

کو نازل فرمایا۔

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (البقرہ: ۱۸۵)
ہم نے اس قرآن کو اس مقصد کے لیے نازل کیا کہ یہ بنی نوع انسان کے ایک ایک فرد کے لیے ہدایت ثابت ہو۔ یہ خود ہی رہنمائی و ہدایت کے لیے روشن دلیل بھی ہے اور حق و باطل میں واضح امتیاز کرنے والا بھی۔

نزول قرآن کا ذکر کرنے کے بعد ضروری ہوگیا کہ اس کے ساتھ مقصدِ نزولِ قرآن کا بھی ذکر کردیا جائے۔ کیونکہ انسان یہ جاننا چاہتا ہے کہ نزولِ قرآن کی غرض و غائت کیا ہے۔

ذرا غور کریں۔ قرآن اپنے مقصد نزول کے تعارف کی نسبت تین جملے بیان کر رہا ہے اور تینوں جملے درحقیقت ہدایت ہی کے تین مدارج و مراحل ہیں پہلے فرمایا "هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ" کہ یہ متقین کے لیے ہدایت ہے۔ ایک عام انسان کے ذہن میں خلش پیدا ہوگی کہ "کیا قرآن سے پرہیزگاروں کے سوا عام انسان کو ہدایت میسر نہیں آسکتی"؟ تو قرآن نے جواب دیا: "نہیں" هُدًى لِّلنَّاسِ۔ یہ نسلِ انسانی کے ہر فرد کے لیے ہدایت ہے، یہاں ہدایت سے مراد وہ روشنی ہے جس سے منزلِ مقصود کا تعین ہوسکے۔ قرآن نے اس کے بعد کہا کہ یہ صرف ہدایت کا دعویٰ ہی نہیں بلکہ "وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى" یہ ہدایت کی دلیل بھی ہے۔ یعنی قرآن کا ہدایت ہونا خبر، ثبوت اور دلیل کو چاہتا ہے یہ قرآن خود وہ ثبوت اور دلیل بھی فراہم کرتا ہے کیونکہ اس میں ہدایت کی روشن دلیلیں اور واضح ثبوت ہیں گویا دعوے کے ساتھ اپنی صحت و حقانیت کی دلیلیں بھی قرآن میں موجود ہیں۔ اس کے بعد فرمایا "وَالْفُرْقَانِ" یعنی یہ ایسی ہدایت نہیں جس کے مل جانے کے بعد حق و باطل میں سمجھوتے کا تصور باقی نہ رہ سکے۔ یہ ایسی رہنمائی نہیں جس کے میسر آجانے کے بعد خیر و شر میں امتیاز نہ ہوسکے۔ ہم ایسی رہنمائی کو ہدایت نہیں سمجھتے جو حق و باطل کے درمیان تفریق اور خیر و شر کے درمیان قطعی حد فاصل قائم نہ کرسکے۔ قرآن کہتا ہے کہ میری ہدایت وہ ہدایت ہے جس کے آجانے کے بعد حق، حق ہوگیا، اور باطل، باطل۔ اب کسی اعتبار سے بھی خیر و شر اور صدق و کذب میں نہ کوئی امتزاج باقی رہا اور نہ اتحاد و یگانگت۔ اسی لیے باری تعالیٰ نے اعلان فرمایا۔

9- جَآءَ الْحَقُّ وَذَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوْقًا (بنی اسرائیل: ۸۱)
حق آیا تو باطل بھاگ گیا۔ بے شک باطل بھاگنے والا ہی تھا۔

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (انفال: ۸)
تاکہ حق کو حق ثابت کرے اور باطل کو باطل۔ بے شک مجرم اس امتیاز کو ناپسند کرتے ہیں۔

مزید ارشاد فرمایا گیا ہے

10- الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (ابراہیم: ۱)
ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف اس لئے نازل فرمائی ہے (صفحہ ۴۰ پر)

نمکدان

عبدالنعیم عزیزی

چمچہ حاضر ہے!

کچھ لوگ منہ میں چمچہ لے کر پیدا ہوتے ہیں اور بڑے ہونے پر چمچوں ہی کے گھیروں میں رہتے ہیں ویسے ہر صاحب چمچہ خود بھی کسی بڑے کا چمچہ ہوتا ہے۔ اس دور میں بڑا آدمی اور چمچہ لازم وملزوم ہو کر رہ گئے ہیں۔

ایک بڑے آدمی جو چمچے رکھتے بلکہ چمچے پالنے کے عادی تھے مگر کھاتے وقت چمچہ کا استعمال شاذ ونادر ہی کرتے تھے ایکبار ان کے یہاں ایک بہت بڑی تقریب تھی۔ مختلف گروپ اور سوسائٹی کے بڑے بڑے لوگ اپنے اپنے چمچوں کے ساتھ مدعو تھے۔ مختلف ڈشوں، پلیٹوں میں چمچے کھنک رہے تھے۔ حضرت میزبان دل کھول کر کھا بھی رہے تھے اور کھلا بھی رہے تھے لیکن خود چمچہ کے بجائے ہاتھ ہی کا استعمال کر رہے تھے۔

جب اخیر میں سوئٹ ڈش (میٹھی طشتری) کا نمبر آیا تو انہیں چمچہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ انھوں نے اپنے صاحبزادہ بلند اقبال (جو مہمانوں کو کھلانے میں مشغول تھے) کو آواز دیکر کہا چمچہ لاؤ۔ صاحبزادہ صاحب نے حضرت کے ایک خاص چمچے کو آواز دی (جس کے بارے میں بیشتر لوگوں کو معلوم تھا کہ یہ حضرت کا خاص قسم کا اسٹیل کا چمچہ ہے)

"فلاں میاں۔ فلاں میاں۔ ابو بلائے ہیں۔" وہ بیچارا بھاگتا ہوا آیا اور بولا "حضور! حاضر ہوں کیا حکم ہے"؟

سبھی لوگ ہنس پڑے۔ چمچہ بیچارہ سب کے منہ تکنے لگا۔ حضرت جی۔... پہلے تو صاحبزادے بہادر کو گھور کر دیکھا۔ پھر وہ بھی مسکرا کر بولے "کوئی بات نہیں چمچہ لے آؤ"

تمھیں دیکھ کر خدا یاد آئے

(عبد النعیم عزیزی)

حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی ایک کرامت

صبح حسین کا جلوہ پیش کرنے والے تبانِ ہندی کی وجہ سے رشکِ ابر بنارس اپنی صبح کے لیے مشہور ہوگیا ہے۔ بہرکیف صندل بھری جبینوں والے حسین تبانِ ہندی کے اس شہر میں کبھی کبھی ایک ایسے حسین کا بھی پھیرا ہوا ہے کہ بنارس کی صبح دلفریب کا طلسم ٹوٹ کر رہ گیا ہے اس شہریار کے حسن و جمال کا جو عالم تھا اس کی کیفیت بتانے سے تو آئینہ بھی عاجز ہے۔ اس کا شہر خود اس قدر جمال و دلکشی کا مرکز ہے کہ اس کی شب و روز پر نہ صرف صبح بنارس کی دلفریبیاں، شام اودھ کی رعنائیاں قربان بلکہ شب شیراز اور شام مصر بھی فدا ہیں اور اس کی گلیوں پر کشمیر کی گلپوش وادیاں بھی صدقے جاتی ہیں اور یہ شہر ہے شہر بریلی جسے بریلی شریف کہا جاتا ہے اور وہ شہریار ہے تاجدار اقلیم روحانیت اعلیٰ حضرت کا شہزادہ طرحدار جس کی حکمرانی شہرستان علم و فضل سے لیکر کشور دل و نظر تک قائم تھی جس کا چہرہ برہان تھا اور وہ خود دین کی حجت۔ اسے زمانہ حجۃ الاسلام کے لقب سے جانتا اور مانتا ہے۔ چہرہ دیکھ کر جانے کتنے تاریک دلوں کو نور ایمان حاصل ہوگیا۔

یہی حسین پارسا بنارس میں اپنے ایک مرید کے گھر میں جلوہ فرما ہے۔ عشاق کا میلہ لگا ہوا ہے۔ ایک غیر مسلم بنگالی جس نے جانے کتنے پتھر کے اصنام اور ان کے پجاریوں کے آگے سر کو جھکایا تھا۔ رویا اور گڑگڑایا تھا۔ اس پر بھی اس کے دل کی مراد بر نہ آئی تھی اور اس کی بیوی کی کوکھ سونی کی سونی ہی رہی وہ بھی ولایت کے اس تاجدار کا شہرہ سن کر حاضرِ بارگاہ ہوتا ہے اور دل بتوں کے حوالے کر دینے والا بنگ باسی چہرہ دیکھ کر یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ بندہ جس خدا کو پوجتا ہے وہی معبود حقیقی ہے۔

خدا کی قسم وہ خدا کا ولی ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آئے قدموں پر گر پڑتا ہے۔ مجھے اپنے بیٹا دلا دیجئے تو میں آپ کے خدا اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤں گا۔

نائب غوث کی نگاہیں اٹھتی ہیں اور فرماتے ہیں "ایک نہیں تمہارے دو بیٹے ہوں گے لیکن اپنا عہد نہ فراموش کرنا۔

دن گزرتے گئے اور اس بنگالی کے ایک بہن کے ابد دیگرے دو بیٹے ہوئے وہ حجۃ الاسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوکر مسلمان ہوتا ہے اور ہاتھوں میں ہاتھ دے کر بیعت بھی ہو جاتا ہے اس کا نام عبد الہادی رکھا جاتا ہے۔ اس خوش نصیب انسان کی اولادیں آج بھی بنگلہ دیش میں مقیم ہیں۔

یہ تھا حجۃ الاسلام کی نگاہوں کا فیضان۔ (جن کا چہرہ خود برہان تھا) جس نے کفر کی تاریکی میں بھٹکنے والے ایک انسان کو ایمان کا اُجالا بھی بخش دیا۔ اور سرور دل و نور نظر بیٹے بھی عطا کر دئے۔

قلمکار حضرات سے گزارش

مضمون نگار حضرات رسالہ کی دینی نوعیت اور اس کے معیار کو مد نظر رکھتے ہوئے معیاری اور خوشخط مضمون روانہ فرمائیں۔

مضمون کی اشاعت کے سلسلہ میں بار بار ادارہ کو تاکید کرنے کی زحمت گوارا نہ کریں۔

مضمون نمبروار شائع کئے جاتے ہیں۔ عدم اشاعت کی صورت میں مضمون اسی وقت واپس کیا جائیگا جبکہ جوابی لفافہ یا ڈاک ٹکٹ ساتھ میں ہوگا۔

نو آموز قلمکار مضمون ارسال کرنے سے قبل کسی کہنہ مشق کو ضرور دکھالیں

ادارے کو مضمون میں ضروری حذف و ایجاز کا اختیار ہوگا

ادارہ سنی دنیا بریلی شریف۔

اہم اعلان

قائم مقام مفتیٔ اعظم کا عربی مضمون جو ماہنامہ سنی دنیا کے اگست اور ستمبر کے شماروں میں مع ترجمہ چھپ چکا ہے اب وہ "رضا اکیڈمی بمبئی" کے اہتمام میں

"الحق المبین"

کے نام سے علیحدہ کتابی صورت میں چھپ کر منظر عام پر آگیا ہے۔

اس کے علاوہ قائم مقام مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب اعلیحضرت کی عربی تصنیف الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی کا اردو ترجمہ بھی کر رہے ہیں جلد ہی وہ بھی چھپ کر منظر عام پر آنے والی ہیں۔

فوز مبین کی طباعت کی تیاری

اعلیحضرت کے سائنسی رسالہ فوز مبین (مکمل) کی طباعت کی تیاری ہو رہی ہے علماء و اسکالر اور یونیورسٹیوں کے پروفیسروں سے تبصرہ کیلئے رابطہ بھی کیا جارہا ہے۔

ادارہ "سنی دنیا" بریلی شریف

خبریں

عرس حافظ ملت و جشن دستار فضیلت مبارکپور

جلالۃ العلم استاذ العلماء حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان بانی و سربراہ الجامعۃ الاشرفیہ کا دو روزہ عرس سراپا قدس ۳۰ جمادی الاولیٰ و یکم جمادی الاخریٰ اور الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) مبارکپور کا جشن دستار فضیلت دیرینہ روایات کے ساتھ نہایت دھوم دھام سے اختتام پذیر ہوا۔

قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب

نے بنارس۔ جھریا۔ گومیہ۔ جنا ڈیہہ۔ جارنگ ڈیہہ۔ اسنا پانی (بہار)۔ دیوگاؤں۔ پٹنہ بستی۔ منوہر۔ چھپرہ۔ مظفرپور۔ وغیرہ کے کامیاب دورے کئے خطاب بھی فرمایا اور ہزاروں افراد ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے

جامعہ عربیہ اہلسنت بدر العلوم مہنا گھنڈ بسری

ضلع بستی کا اکیسواں جشن دستار فضیلت

۸، ۹ مارچ ۱۹۸۵ء زیر صدارت جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری

ملک کے نامور علماء و شعراء شرکت کر رہے ہیں

حضرت قاری غلام محی الدین خاں صاحب خطیب کا انتقال پر ملال

ھلدوانی۔ دنیائے سنیت کی ایک مشہور شخصیت حضرت قاری غلام محی الدین صاحب کا ہلدوانی میں ۲۸ فروری ۱۹۸۵ء کو انتقال ہوگیا یکم مارچ ۱۹۸۵ء بعد نماز جمعہ حضرت کی تدفین ہوئی۔ ادارہ نے مرحوم کے لیے ایصال ثواب کرایا۔ قائم مقام مفتی اعظم نے مرحوم قاری صاحب کے صاحبزادے صابر میاں کو تعزیتی پیغام بھی بھیجا۔

ماسٹر عبد الوہاب صاحب حشمتی کو صدمہ

برام پور۔ خلیفۂ مفتی اعظم ماسٹر عبد الوہاب صاحب حشمتی کی چھوٹی ہمشیرہ کا انتقال ۲۱ فروری کو ہوا۔ ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند نے مرحومہ کی مغفرت کے لیے دعا فرمائی اور ان کے لیے ایصال ثواب کیا گیا۔ مولائے قدیر انھیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو خصوصاً محترم ماسٹر صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے

نان پور ضلع سیتامڑھی میں اولیائے امت کانفرنس

نان پور سیتامڑھی میں ۸-۹ اپریل ۱۹۸۵ء کو ایک عظیم الشان اولیائے امت کانفرنس کا انعقاد ہو رہا ہے جس میں ملک و ملت کے مشاہیر علما و شعرا شرکت فرما رہے ہیں۔

المعلن { محمد صابر حسین
نان پور سیتامڑھی (بہار)

سنی اسلامی کانفرنس

حضرت علامہ ارشد القادری صاحب مفکر ملت اور خطیب الہند حضرت ڈاکٹر حسن رضا خاں صاحب نے اطلاع دی ہے کہ سیوان میں ایک عظیم الشان آل بہار سنی اسلامی کانفرنس ۱۲-۱۳-۱۴ اپریل کو منعقد ہونے جا رہی ہے جس میں دنیائے سنیت کے مشاہیر مشائخ علماء شعرا اور مفکرین شرکت فرما رہے ہیں۔

اس سہ روزہ کانفرنس میں تقریباً دس لاکھ کا مجمع ہوگا۔ تفصیل اگلے شمارہ میں ملاحظہ کریں خط و کتابت اور دیگر تعاون کے لیے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

حضرت علامہ ارشد القادری صاحب ادارہ شرعیہ سلطان گنج پٹنہ ۶

قرآن اور ہدایت

(صفحہ ۳۵ سے آگے)

کہ آپ انسانیت کو اس ظلمت کدۂ عالم کی گمراہیوں سے نکال کر ہدایت کے اجالے تک پہنچا دیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے:-

۱۱- اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ (اسراء: ۹)
یہ قرآن وہ کتاب ہے جو صحیح اور پختہ راستے کی ہدایت دیتی ہے

ایک اور مقام پر قرآن نے اپنے ہدایت ہونے کے ضمن میں فرمایا ہے۔

۱۲- اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ (الزمر ۴۱)
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے۔ پس جو کوئی اس قرآن سے ہدایت پائے گا۔ اس کا فائدہ اس کی اپنی ذات کو پہنچے گا۔

۱۳- قرآنی ہدایت ہر سطح پر خوف و غم سے نجات کی ضامن بھی ہے۔ اس وصفِ ہدایت کا بیان یوں کیا گیا ہے۔

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ: ۳۸)
اے نوعِ انسانی اب جب میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آجائے تو جو کوئی میری نازل کردہ ہدایت کی پیروی کریگا۔ اس پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔ (باقی آئندہ)

THE SUNNI DUNIA MONTHLY
BAREILLY
Regd.no XLIII.7(82) VOL-3
Annual Subscription Rs-25-00
Per copy -Rs.2.50 March 1985-28
Regd P.O.No-B.R.157

بیادگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفٰے رضا خان صاحب علیہ الرحمہ

نی دنیا



بریلی شریف

سرو نگراں

علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند بریلی شریف

مرکز اہل سنت بریلی شریف سے شائع ہونے والا
مذہبی، روحانی، علمی اور اصلاحی ترجمان

ٹیلیفون 72166

رجسٹرڈ نمبر B.R.157 ۸۴-۱۹۸۶ء

یادگار حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ و بطل عالم حضور مفسر اعظم علیہ الرحمہ

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

جلد ۳ | رجب ۱۴۰۵ھ مطابق اپریل ۱۹۸۵ء | شمارہ ۲۹

فارم ۴ رول ۸ کے تحت ماہنامہ "سنی دنیا" کی ملکیت کے بارے میں معلومات

ناشر و مالک	اختر رضا خاں ازہری	ہندوستانی
پرنٹر	منان رضا خاں	ہندوستانی
اڈیٹر	عبد النعیم عزیزی	ہندوستانی
مقام اشاعت	سوداگران رضا نگر بریلی شریف	

میں اختر رضا خاں اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا اطلاعات میری دانست میں صحیح ہیں۔
اختر رضا خاں یکم مارچ ۱۹۸۵ء

ناشر اختر رضا خاں۔ پرنٹر منان رضا خاں نے بریلی الیکٹرک پریس سے طبع کرا کر ۸۲ سوداگران رضا نگر سے شائع کیا

اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیجئے کہ آپکا زر تعاون ختم ہو چکا ہے براہ کرم سال آئندہ کیلئے زر تعاون ارسال فرمائیں

سالانہ زر تعاون -/25 غیر ممالک سے -/85 بھارتی سکوں میں

خط و کتابت کا پتہ:۔ مدیر/منیجر ماہنامہ "سنی دنیا" ۸۲۔ سوداگران رضا نگر بریلی شریف

جھلکیاں

باب سخن

عبدالنعیم عزیزی

اللہ کی ایک ولیہ کا اپنے معبود حقیقی سے وصال!

مادر اہلسنت — پیر انی ماں کا انتقال پر ملال!

حرم محترم — اہلیہ حضور مفتی اعظم — حضرت چھوٹی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا پردہ فرماگئیں!!

ممتا کی مقدس کائنات اجڑ گئی! — حلم و کرم کی پاکیزہ بزم سونی ہو گئی —

عنایت و نوازش کا گلزار بے خزاں ہو گیا — روشنی کی ایک گرہ کٹ گئی —

خوشبو کی ایک لہر ختم ہو گئی!! مرکز اہل سنت کی خاتون اول رحلت فرماگئیں

آہ! مادر اہل سنت رحمۃ اللہ علیہا

۸۔ مارچ ۱۹۸۵ء بروز جمعہ ـــــ دن گزر کر رات میں تقریباً ایک بجکر چالیس منٹ پر (شبِ ۹ مارچ مطابق ۱۶۔ جمادی الاخری ۱۴۰۵ھ) حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ والرضوان کی زوجۂ محترمہ ــ حضرت چھوبی صاحبہ لگ بھگ ۹۲ سال کی عمر میں رحلت فرما گئیں۔ جنت مکانی کے شوہر نامدار۔ اہلسنت کے تاجدار سیدنا مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ العزیز نے بھی تقریباً ۹۲ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ اور دونوں کا وقت وصال بھی لگ بھگ ایک ہی ہے۔ یعنی ۱ بجکر ۴۰ منٹ۔

پیرانی اماں صاحبہ کی نماز جنازہ اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں بعد نماز ظہر ـــــ ان کی وصیت کے مطابق ان کے نواسے ـــــ "قائم مقام مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری نے پڑھائی۔

نمازِ جنازہ میں تقریباً پچاس ہزار آدمیوں نے شرکت کی۔

حضور مادر اہلسنت کی وصیت کے مطابق ان کی تدفین (بعد نماز عصر) خانقاہِ اعلیٰحضرت محلہ سوداگران رضا نگر میں سرکار مفتیٔ اعظم کی پائینتی کی گئی۔

۱۱۔ مارچ کو سیدی مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے دولتکدہ پر فاتحہ خوانی ہوئی اور ۱۲ مارچ کو رضا مسجد میں تقریب سوئم منعقد کی گئی۔

حضرت پیرانی ماں کی خبر وصال کو زیادہ مشتہر نہ کرنے کے باوجود بھی بمبئی کلکتہ۔ اندور۔ کانپور۔ مبارکپور۔ الہ آباد۔ بدایوں۔ مارہرہ۔ مراد آباد۔ رام پور۔ پیلی بھیت۔ شاہجہانپور۔ اور ضلع بریلی کے اطراف و جوانب سے ان کے فرزندان روحانی اُمنڈ اُمنڈ کر بریلی آگئے تھے۔

مادر اہل **سنت** کی پچاس ہزار سے زائد عقیدتمند عورتوں اور ان کی روحانی بیٹیوں نے اپنی مادر مشفقہ کا آخری دیدار کیا۔

حضور پیرانی اماں کے ایصال ثواب کے لیے ان کے دولتکدہ پر روزانہ دونوں وقت قرآن خوانی اور لنگر کا سلسلہ جاری ہے اور ہر شب میلاد کی محفل برابر منعقد ہوتی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ ملک اور بیرون ممالک سے بھی ان کے ایصال ثواب کے سلسلہ میں فاتحہ خوانی وغیرہ کی خبریں برابر آرہی ہیں۔

لکھنؤ۔ کانپور۔ دہلی۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ راج کوٹ۔ جوناگڈھ۔ جام نگر۔ اندور۔ بنارس مبارکپور۔ بلرام پور۔ مارہرہ۔ جبلپور۔ دھوراجی۔ گونڈل۔ جام جودھپور۔ ٹاٹا۔ علی گڑھ۔ سیتا پور۔ مظفر پور۔ پٹنہ۔ جھریا۔ سورت۔ سرگوجا۔ لاہور۔ کراچی۔ پیر جوگوٹھ۔ سکھر۔ حیدر آباد۔ سندھ اور جانے کتنے شہروں سے نیاز مندانِ مفتیٔ اعظم اور

مختلف سنی انجمنوں ۔ کمیٹیوں ۔ اور اکاڈمیوں کے تعزیتی خطوط و تار اور ایصال ثواب کی رپورٹیں علامہ اختر رضا خانصاحب کو برابر موصول ہو رہی ہیں ۔

سُنّی واعظ کمیٹی گونڈل غلام یاسین ماکڑا سورت نائب مفتیٔ اعظم مفتی شریف الحق صاحب محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب ۔ مفتی محمود احمد صاحب جبلپوری ۔ علامہ ارشد القادری صاحب ۔ اور لندن سے علامہ قمر الزماں صاحب اعظمی ۔ ہالینڈ سے خدا بخش صاحب ۔ پاکستان سے علامہ تقدس علی خانصاحب ۔ علامہ ابرار احمد صاحب رحمانی ابراہیم علی صدیقی صاحب ۔ ڈاکٹر معین الدین ولئیق احمد صاحب اور دیگر انجمنوں نے تعزیتی پیغامات علامہ ازہری کے نام بھیجے ۔

علامہ ارشد القادری نے لکھا ـــ وہ (پیرانی ماں) خاندان ہی کی نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت کی آخری اُمید گاہ تھیں

مخدومِ گرامی منزلت سیّد محمد امین صاحب مارہروی کا خراج عقیدت

حضور چھوٹی صاحبہ کے سوم اور دسواں وغیرہ کی فاتحہ رضا اکاڈمی بمبئی نے نہایت وسیع پیمانے پر کی جس کے علاوہ عبد الخالق حشمتی بمبئی محدّث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب ابو واجد قادریانے بڑے پیمانے پر قرآن خوانی کا انتظام کیا ۔

انجمن فیضانِ قادری پرتاپور بریلی شریف نے بھی وسیع پیمانے پر قرآن خوانی کرائی

عالم اہلسنت حضرت چھوٹی صاحبہ کے وصال کی خبر آل انڈیا ریڈیو اور نے نشر کی امر اجالا ۔ وشو مانو ۔ قومی آواز ۔ نو بھارت ٹائمز ۔ ٹائمز آف انڈیا ۔ بلٹز ۔ نئی دنیا ۔ اردو ٹائمز ۔ انقلاب ۔ ہمنشین ۔ انوار ۔ نوری مجاہد ۔ رفاقت ۔ ریاض عقیدت استقامت ڈائجسٹ ۔ ماہنامہ اشرفیہ ۔ ماہنامہ فیض الرسول ۔ ماہنامہ اعلیحضرت کے علاوہ پاکستان کے اخبارات ۔ جنگ اور نوائے وقت میں بھی خبر وصال شائع ہوئی

پندرہ ۱۵ اپریل کو مادرِ اہلسنت - پیرانی ماں - حضرت چھوبی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا عرس چہلم منعقد ہوگا

تاجدار اہل سنت سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے وصال فرمانے کے بعد تو ہماری دنیا اُجڑ ہی چکی تھی - انجمنیں اور محفلیں سونی ہی ہو چکی تھیں - اور ہم یتیم ہو گئے تھے - مگر ابھی مادرِ اہل سنت کا سایہ ہمارے سروں پر برقرار تھا - اور ان کی نوازشات کرم فرمائیوں ممتا اور شفقتوں نے سرکار مفتی اعظم کے وصال کے غم کو ہلکا کر رکھا تھا - لیکن آہ! یہ سایہ بھی سروں سے اُٹھ گیا - غم آج سوا ہو گیا - اضطراب و بیکلی میں مزید اضافہ ہو گیا - آنکھوں کے سامنے آج اندھیرا چھایا ہوا ہے -

ناداروں اور مفلسوں - بیواؤں اور یتیموں غمزدوں اور رنجوروں کا سہارا اُٹھ گیا - بیواؤں کی بیوگی - یتیموں کی یتیمی اور بے سہاروں کی بیچارگی کا غم آج پھر سے ہرا ہو گیا -

کہاں چلی گئیں وہ مادرِ مہربان - وہ ممتا کی پیکر - حضرت زبیدہ اور حضرت رابعہ بصریہ کی وہ مظہر - مہمانوں کو کھلائے بغیر نہ کھانے والی وہ مہمان نواز خاتون وہ خاتونِ مقدس - ہم سب کی پیرانی ماں!

آہ! وہ اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کر گئیں وہ بہشت بریں کی طرف روانہ ہو گئیں - خداوند قدوس اپنے حبیب لبیب علیہ التحیۃ والثناء کے طفیل میں انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے!!

سوداگری محلے خدا تجھ کو رکھے — فقیروں - غریبوں کے ٹھہرانے والے

حضرت چھوبی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا اپنے خاندان ہی کی محور نہیں بلکہ دنیائے رضویت کی محور تھیں - جب تک روئے زمین پر سورج اپنی کرنیں اور چاند اپنی چاندنی بکھیرتا رہے جب تک قرآنی آیات اور حدیثِ مصطفیٰ کے بول ابھرتے رہیں حمد و نعت کے نغمے مچلتے رہیں - ذکرِ الٰہی اور ذکرِ رسالت پناہی بلند ہوتے رہیں مولائے قدیر ان کی قبر اطہر پر رحمت و نور کی بارش فرماتا رہے - آمین! بجاہِ سید المرسلین علیہ التحیۃ والثناء -

ابرِ رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے — حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے
آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے — سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

کلام امام

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلمدان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولا مرے آقا ترے قربان گیا

آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو ترے در سے پُر ارمان گیا

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

ضیائے قرآن

مولانا افتخار احمد رضوی رکن مجمع الاسلامی

فضائل سورۂ اخلاص

اسے سورۂ تودیع بھی کہتے ہیں [۱]

[۲] حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کو قل ھو اللہ احد پڑھتے اور بار بار دہراتے سنا ریہ تھے حضرت قتادہ بن نعمان [۳] جب یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا حضور سے تذکرہ فرمایا اور گویا وہ اسے کم سمجھ رہے ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں مری جان ہے بلاشبہ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے [۴] علامہ عینی لکھتے ہیں قل ھو اللہ احد کے تہائی ہونے کا کیا مطلب ہے اس سلسلے میں مختلف روائتیں ہیں اور متعدد اقوال ہیں مازری نے فرمایا کہ قرآن میں تین طرح کے مضامین ہیں (۱) واقعات (۲) احکام (۳) اور صفاتِ باری تعالیٰ اور یہ تین حصوں کا ایک حصہ ہے اس لئے اسے تہائی قرآن کہا گیا۔ بعض نے یہ کہا کہ اس کا ثواب بڑھکر تہائی قرآن کے برابر ہوتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن میں تین قسم کے مضامین ہیں ذاتِ الٰہی کی معرفت اس کے ناموں اور صفتوں کی معرفت اور اس کے کاموں اور طریقوں کی معرفت اور یہ سورت چونکہ اللہ تعالیٰ کی پاکی پر مشتمل ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے تہائی قرآن کے برابر قرار دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو توحید کے اقرار اور خالق کے ایقان اور اذعان کے مطابق عمل کرے گا جو اس سورت کے اندر ہے وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے تہائی قرآن پڑھ لیا ہو۔ ابو الحسن قابسی نے فرمایا شاید وہ صحابی جو اسے رات بھر دہراتے رہے انھیں صرف یہی یاد رہا ہو اور وہ

---

[۱] اتقان ص ۵۵ ج ۱ [۲] المنذری الترغیب والترھیب ص ۲۴۶ ج ۲ [۳] صحیح بخاری ص ۷۵۰ ج ۲
[۴] ابو داؤد ص ۲۰۶ ج ۱

ہے اس عمل کو معمولی سمجھتے رہے ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عمل خیر کی ترغیب کے لئے فرمایا ہو کہ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ اپنے بندے کو معمولی عمل پر بھی زیادہ عمل کے ثواب سے بڑھ کر ثواب عطا فرمائے …صیلی نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ قل ھو اللہ کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے جس میں قل ھو اللہ احد نہ ہو (۱)

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا تم میں سے کون کسی رات تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہوگا یہ ان پر بھاری سا لگا اور انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے حضور نے فرمایا اللہ الواحد الصمد (یعنی قل ھو اللہ احد) تہائی قرآن ہے (۲) اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قل ھو اللہ احد پڑھنے کا ثواب تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب رکھتا ہے۔ (۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے ایک شخص سے پوری سورۂ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد پڑھتے سنا تو حضور نے فرمایا اس کے لئے لازم ہو گئی میں نے عرض کیا کیا چیز لازم ہوئی حضور نے فرمایا جنت حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا میرا ارادہ ہوا کہ اس شخص کے پاس جا کر اسے یہ خوشخبری سناؤں پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دوپہر کا کھانا چھوٹنے کا اندیشہ ہوا پھر (بعد میں) اس شخص کی طرف چلا تو وہ اس وقت جا چکا تھا (۳)

(۴) انھیں سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو جمع ہو جاؤ میں تم تمھارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا چنانچہ جنھیں اکٹھا ہونا تھا وہ اکٹھا ہو گئے۔ پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور "قل ھو اللہ احد" پڑھا پھر اندر تشریف لے گئے ہم میں سے بعض نے بعض سے کہا ہم سمجھتے ہیں یہ خبر حضور کے پاس آسمان سے آئی ہے اسی وجہ سے آپ اندر تشریف لے گئے ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے میں نے تم لوگوں سے کہا تھا کہ میں ابھی تمھارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا سنو یہ سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے (۴)

(۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

---

(۱) عمدۃ القاری ص ۳۳ ج ۲۰ (۲) بخاری ص ۷۵۰ ج ۲ (۳) الترغیب والترھیب ص ۶۴۵ ج ۲ امام مالک نسائی حاکم۔

(۴) ایضاً ص ۲۷۱ ج ۱ مسلم و ترمذی ص ۱۱۳ ج ۲ (۵) کنز العمال ص ۱۴۸ ج ۱

کہ جس نے ایکبار قل ھو اللہ احد پڑھا اس نے گویا تہائی قرآن پڑھا اور جس نے دو بار پڑھا اُس نے گویا دو تہائی قرآن پڑھا۔ اور جس نے تین بار پڑھا اُس نے گویا پورا قرآن پڑھ لیا (۵) ابن نجار نے حضرت کعب بن عجرۃ سے روایت کی ہے کہ جس نے تین بار قل ھو اللہ احد پڑھا یہ پورے قرآن کے برابر ہوگیا۔ (۶) حضرت معاذ بن جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو پوری سورۃ قل ھو اللہ احد دس بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں ایک محل بنائے گا (اس پر) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ تب تو ہم بہت سے محلات حاصل کریں گے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قدرت وسیع ترین اور بہترین ہے (۷) دارمی کی روایت میں ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دس بار قل ھو اللہ احد پڑھیگا اس کے لیے جنت میں ایک محل بنایا جائے گا اور جو بیس بار پڑھے گا اس کے لیے جنت میں دو محل بنائے جائیں گے اور جو اسے تیس بار پڑھے گا اُس کے لئے جنت میں تین محل بنائے جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا تب تو ہم یقیناً بہت سے محلات حاصل کرکے رہیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قدرت اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے (۱)

اسی طرح ایک اور روایت ہے جس میں حضرت ابو بکر نے عرض کیا تب تو ہم بہت سے محلات حاصل کریں گے۔ حضور نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قدرت اس سے کہیں زیادہ اور بہتر ہے (۲)

(۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک معرکہ پر بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے (ہر نماز میں) وہ اپنی قرأت قل ھو اللہ احد پر ختم کرتے۔ جب وہ لوگ واپس ہوئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا حضور نے فرمایا تم اس سے پوچھو وہ کس وجہ سے ایسا کرتا تھا ان لوگوں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ سورۃ رحمٰن کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا محبوب رکھتا ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے خبر دیدو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے (۳)

بخاری کی روایت میں اتنی تفصیل اور ہے کہ جو صحابی لازماً قل ھو اللہ احد پر اپنی قرأت ختم کرتے تھے ان سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے فلاں کیوں نہیں وہی کرتے تھے جو تمھارے ساتھی تمھیں حکم دیتے تھے اور ہر رکعت میں اس سورۃ کا التزام کیوں کرتے تھے۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں تب حضور نے فرمایا اس سے تمھاری محبت جنت میں لیجائے گی (۴)

---

(۷) الترغیب والترھیب ص ۶۴۷ ج ۲ امام احمد
(۱) مشکوٰۃ ص ۱۹۰

(۲) درمنثور ص ۴۱۴ ج ۶ حافظ ابو محمد حسن بن احمد سمرقندی
(۳) مشکوٰۃ ص ۱۸۵ بخاری ص ۱۰۹۷ ج ۲ مسلم ص ۲۷۱ ج ۱
(۴) ——— الترغیب والترھیب ص ۶۴۸ ج ۲ ترمذی

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر فرض نماز کے بعد دس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے لئے اپنی خوشی اور مغفرت لازم کریگا (۵)

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو بعد نماز فجر بارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھیگا گویا وہ چار بار (پورا) قرآن مجید پڑھے گا۔ اور وہ اس دن اہل زمین پر سب سے بہتر ہوگا جبکہ وہ تقوی کا پابند ہے۔ (۶)

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی بھی مسلمان غلام اور باندی کسی دن یا رات میں سو بار قل ھو اللہ احد پڑھے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ یقیناً بخشدیگا۔

(۱۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عرفہ (نویں ذو الحجہ) کی شام کو ایک ہزار بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا وہ جو مانگے گا اسے اللہ تعالیٰ مرحمت فرمائے گا (۸)

(۱۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے جو پچاس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے پچاس سال کے گناہ بخشدیے جائیں گے۔ (۹)

اور جو اسے دو بار پڑھتا ہے تو اس کے اور اس کے گھر والے دونوں کے لئے برکت ہوتی ہے۔

(۱۳) حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزانہ دوسو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ پندرہ سو نیکیاں لکھے گا۔ اور اس کے پچاس سال کے گناہ بخشدیگا۔ لیکن اگر اس کے اوپر قرض ہو تو وہ معاف نہ ہوگا (۱)

(۱۴) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے تو یہ سورت اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کی غربت کو دور کردیتی ہے (۲)

(۱۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو رات میں بستر پر سونے کا ارادہ کرے وہ اپنی داہنی کروٹ پر سوئے پھر قل ھو اللہ احد سو بار پڑھے جب قیامت کا دن ہوگا اس سے رب فرمائے گا اے میرے بندے اپنی دائیں جانب جنت میں داخل ہوجاؤ (۳)

باقی آئندہ

(۵) کنز العمال ص ۱۴۸ ج ۱ تاریخ ابن نجار
(۶) ایضاً ۱۴۹ شعب الایمان از بیہقی (۷) ایضاً ابن سنی
(۸) کنز العمال ص ۱۴۹ ج ۱ ابو الشیخ (۹) در منثور ص ۱۱۴ ج ۶ ابو لیلی محمد بن نصر

(۱) ایضاً ترمذی ص ۱۱۳ ج ۲، ابو لیلی محمد بن نصر ابن عدی، شعب الایمان از بیہقی۔
(۲) کنز العمال ص ۱۴۹ ج ۱ طبرانی کبیر
(۳) در منثور ص ۴۱۱ ج ۶

بہارِ حدیث

مولانا نور عالم صاحب نائب شیخ الحدیث الجامعۃ النوریۃ رضویہ بریلی شریف

جنت کی ذمہ داری

حدیث شریف

عن عبادۃ بن الصامت ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اضمنوا لی ستاً من انفسکم اضمن لکم الجنۃ اصدقوا اذا حدثتم واوفوا اذا وعدتم وادّوا اذا ائتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم (مشکوٰۃ جلد ثانی ص ۴۱۵ مطبع رشیدیہ)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنی طرف سے میرے لیے چھ چیزوں کی ذمہ داری قبول کرو تو میں تمھارے لیے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ جب بات کرو تو سچ بولو۔ اور جب کوئی وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو اور جب کوئی امانت تم کو سونپی جائے تو اس امانت کو ادا کرو۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ اور اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو۔ اور اپنے ہاتھوں کو (ہر ظلم و معصیت سے) روکے رکھو۔

فائدہ حضورِ اکرم نورِ مجسم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خدا وند قدوس نے جوامع الکلم کا معجزہ عطا فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الفاظ و کلمات دیکھنے میں تو بہت ہی مختصر ہوتے ہیں مگر وہ اپنے دامنوں میں اتنے کثیر معانی و مطالب کا خزانہ رکھتے ہیں گویا ایک کوزہ میں پورا سمندر سمایا ہوا ہے۔

چنانچہ اسی حدیث پاک میں بظاہر تو کل چھ ہی چیزیں مذکور ہیں مگر یہ چھ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان مکمل طور سے عامل ہو جائے تو وہ چھ لاکھ بلکہ چھ کروڑ بلکہ تمام گناہوں سے بچ جائے گا اور تمام نیکیوں کا خزانہ اس کے نامۂ اعمال میں جمع ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر پہلی چیز کہ زبان سے سچ کے سوا کچھ نہ بولنا۔ ظاہر ہے کہ زبان تمام قولی گناہوں کا منبع اور تمام قولی عبادتوں کا سرچشمہ ہے۔ اب جو شخص اس کی ذمہ داری

لے لے کر دہ سچ کے علاوہ زبان سے کچھ نہ بولے گا تو یقیناً یا درکھیئے کہ توحید۔ رسالت۔ قیامت اور تمام عقائد اسلام کا اقرار۔ تلاوت قرآن۔ تمام درود وظائف اچھی باتوں کا حکم دینا بُری باتوں سے روکنا غرضیکہ ہر چھوٹی بڑی قولی عبادت "سچ" ہی تو ہے لہٰذا سچ بولنے والا تمام قولی عبادتوں پر عامل ہو گا اور کفر و شرک بہتان۔ فریب۔ وعدہ خلافی جھوٹی شہادت۔ غلط باتیں۔ جھوٹی خبریں۔ غرض کہ زبان سے صادر ہونے والے ہزاروں۔ لاکھوں گناہ یہ سب جھوٹ ہی تو ہیں۔ تو اب غور کیجئے کہ ایک سچ بولنے کا عہد کر لینے میں تمام قولی عبادتوں کے کرنے اور تمام قولی گناہوں سے بچنے کی گارنٹی ہے۔

اسی طرح دوسری چیز یعنی ہر وعدے کو پورا کرنا بھی ایک ایسا عمل ہے کہ اس کے اندر ہزاروں نیکی کرنے اور ہزاروں گناہوں سے بچنے کی ضمانت ہے۔ ظاہر ہے کہ بندوں کا وعدہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک اللہ تعالیٰ سے وعدہ۔ اور ایک مخلوق سے وعدہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان سے روز ازل میں "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا" کے ذریعہ اپنی الوہیت اور ربوبیت کا اقرار۔ اور اپنی فرمانبرداری کا وعدہ لے لیا ہے اور پھر یہ بھی حکم دیا کہ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ یعنی اے بندو تم اپنے تمام وعدوں کو پورا کرو۔

تو اب نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ غرض کہ تمام اعمال صالحہ کا کرنا یہ خداوند قدوس سے کئے وعدوں کو پورا کرنا ہے۔ اور اللہ عزوجل کے کسی حکم سے نافرمانی کرنا یہ وعدہ خلافی کرنا ہے۔ پتہ چلا کہ ایک وعدے کے پورا کرنے کی ذمہ داری میں تمام حقوق اللہ کی ادائیگی میں داخل ہے۔ اسی طرح مخلوق سے وعدہ پورا

کرو۔ تو اب نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ غرض کہ تمام اعمال صالحہ کا کرنا یہ خداوند قدوس سے کتنے وعدوں کو پورا کرنا ہے اور اللہ عزوجل کے کسی حکم سے نافرمانی کرنا یہ وعدہ خلافی کرنا ہے۔ پتہ چلا کہ ایک وعدہ کے پورا کرنے کی ذمہ داری میں تمام حقوق اللہ کی ادائیگی میں داخل ہے۔ اسی طرح مخلوق سے وعدہ پورا کرنے میں مخلوق کو راحت پہنچانا۔ اس کی حاجتوں کو پوری کرنا۔ مومنوں کا دل خوش کرنا۔ غرض ہزاروں نیک کام اس کے ضمن میں داخل ہیں۔ اور وعدہ خلافی میں مومنوں کی ایذا رسانی۔ ان کی حاجتوں کو روکنا وغیرہ وغیرہ سینکڑوں ہزاروں مفاسد و معاصی جمع ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح شرمگاہ کی حفاظت میں زنا۔ لواطت اور ان کے دواعی وغیرہ سے بچنا اور جائز طریقے سے صاحب اولاد ہونا ہے۔ اگر اللہ عزوجل نیک اور صالح اولاد عطا فرماوے تو وہ ماں باپ کے لئے دونوں جہاں میں بہتری کا سامان ہیں۔

اسی طرح خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے نگاہ نیچی رکھنا اس میں بھی ہزاروں نیکیوں پر عمل اور ہزاروں گناہوں سے بچنا ہے۔

اسی طرح امانتوں میں خیانت ورزی سے احتراز اور پرہیز کرنے میں بھی چونکہ خدا کی امانتیں اور بندوں کی امانتیں سب ادائے امانت میں داخل ہے۔ اس لئے امانتوں کے ادا کرنے میں حقوق اللہ اور حقوق العباد سب پر عمل ہو جاتا ہے

اسی طرح اپنے ہاتھوں کو تمام مظالم اور گناہوں سے روکے رہنے میں ظاہر ہے کہ کتنی نیکیاں ہونگی اور کتنے گناہوں سے انسان بچ جائے گا۔ بہر حال یہ چھ چیزیں بہت ہی اہم ہیں اور ہر مومن کو ان کی پابندی

لازم وواجب ہے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان چھ باتوں پر عمل کرنے والوں کے لئے جنت میں داخل ہونے کی گارنٹی دی ہے مولیٰ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) واللہ تعالیٰ اعلم

جواز نعت خوانی کا ثبوت

حدیث شریف:۔ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع لحسان منبراً فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوینافح ویقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ما نافح اوفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری (مشکوٰۃ جلد ثانی ص۴۱۰ مطبع رشیدیہ)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان کے لئے مسجد نبوی میں منبر رکھتے تھے اور حضرت حسان اس پر چڑھ کر کھڑے کھڑے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے مطابق فخریہ اشعار پڑھتے یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے مشرکین کی ہجو کا جواب دیتے تھے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب تک حسان میری جانب سے مدافعانہ جواب دیتے یا میرے بارے میں فخریہ اشعار پڑھتے رہتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کی مدد فرماتے رہتے ہیں۔

فائدہ یہ حدیث پاک بخاری شریف کی ہے یہ حدیث شریف آج کل کے وہابیوں اور دیوبندیوں کیلئے تازیانہ عبرت ہے جو ہم سنی حضرات کی محفل میلاد پاک یا نعت خوانی کی مجالس کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہا کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ لوگ جتنی دیر تک میلاد شریف پڑھنے یا نعت خوانی کرتے رہتے ہیں۔ اتنی دیر تک تلاوت قرآن کریں۔ ہم کہتے ہیں کہ تلاوت قرآن پاک کے اجر و ثواب پر ہمارا ایمان ہے مگر خدا کے لئے علمائے دیوبند کے کوئی بڑے سے بڑا محدث ہم کو بتا تو دے کہ کیا تلاوت قرآن کے لئے بھی کبھی حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ اہتمام فرمایا کہ کسی قاری یا حافظ کے لئے خاص طور پر مسجد نبوی میں منبر بچھایا ہو۔ اور وہ قاری یا حافظ جب قرآن پڑھ رہا ہو تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو یہ فرما کر داد دی ہو کہ جبرئیل علیہ السلام اس کی مدد کر رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ ایمان کی نگاہ سے اس حدیث پاک کو دیکھیں تو مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے سینوں کے بند دروازے کھل جائیں گے اور خود بھی میلاد شریف۔ نعت خوانی کا اعتراف کرنے لگیں گے۔ بہر حال اس حدیث پاک سے نعت خوانی کا مسئلہ بخوبی ثابت ہوتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مرکز اہل سنت بریلی شریف میں

مرکز کی خاتون اول

مادرِ اہلسنّت ــــــــ پیرانی اماں

اہلیہ حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کا

عرس چہلم

بتاریخ ۱۵-اپریل ۱۹۸۵ء مطابق ۲۳ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ بروز پیر

پروگرام

صبح بعد نماز فجر ــــــــ قرآن خوانی وایصال ثواب

شام ــــــــ گلپوشی مزار

شب ...... بعد نماز عشاء ــــــــ تقاریر علمائے کرام

قل شریف ــــــــ شب ۱ بجکر ۴۰ منٹ پر

ملک وبیرون ملک کے مشاہیر علماء و مشائخ اور شعراء و مقررین اور ہزاروں نیازمندان مفتیٔ اعظم شرکت فرما رہے ہیں

تمامی سُنی حضرات کو دعوت شرکت ہے

المعلن :- افراد خانوادۂ رضویہ بریلی شریف

اعلان تشکر: جن حضرات اور انجمنوں وکمیٹیوں نے محترمہ نانی صاحبہ کے وصال پر فقیر کو تعزیتی پیغامات بھیجے ہیں

دعاگو: فقیر اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

کلام حسن

استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں حسن
علیہ الرحمہ

اُجالا میرے مرقد میں ہو اُن کی شمع تربت کا

کہوں کیا حال زاہد گلشن طیبہ کی نزہت کا
کہ ہے خلد بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا

تعالیٰ اللہ شوکت تیرے نام پاک کی آقا
کہ اب تک عرش اعلیٰ کو ہے سکتہ تیری ہیبت کا

وکیل اپنا کیا ہے احمد مختار کو میں نے
نہ کیونکر پھر رہائی میری منشا ہو عدالت کا

بلاتے ہیں اُسی کو جس کی بگڑی وہ بناتے ہیں
کمر بندھنا دیار طیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا

نہ کر رسوائے محشر واسطہ محبوب کا یا رب
یہ مجرم دور سے آیا ہے سُن کر نام رحمت کا

مُرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینے میں
ہجوم جود نے روکا ہے بڑھنا دست حاجت کا

غنی ہے دل بھرا ہے نعمت کونین سے دامن
گدا ہوں میں فقیرِ آستان خود بدولت کا

طوافِ روضۂ مولا پہ ناواقف بگڑتے ہیں
عقیدہ اور ہی کچھ ہے ادب دانِ محبت کا

خزانِ غم سے رکھنا دور مجھکو اُن کے صدقے میں
جو گل اے باغباں ہے عطر تیرے باغِ صنعت کا

الٰہی بعد مُردن پردہ ہائے حائل اُٹھ جائیں
اُجالا میرے مرقد میں ہو اُنکی شمع تربت کا

حسن سرکار طیبہ کا عجب دربار عالی ہے
درِ دولت پہ اک میلہ لگا ہے اہل حاجت کا

باب الاستفتاء

قائم مقام مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری

نوٹ

ویڈیو اور ٹی۔ وی سے متعلق شرعی حکم

۴۸۶/۹۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔

(۱) ٹیلی ویژن دیکھنے یا اس وقت جب اس میں کسی جاندار کی تصویر نہ آتی ہو پروگرام یا خبر سننے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۲) کیا ٹی وی میں بننے والی شکل کو آئینہ یا پانی میں بننے والے عکس پر قیاس کیا جاسکتا ہے؟

(۳) ویڈیو کا استعمال اگر تبلیغی غرض سے کیا جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

فقیر عثمان غنی رضوی عفی عنہ بڈھری راج کوٹ

۴۸۶/۹۲

الجواب۔ ٹیلی ویژن سے جس وقت کسی جاندار کی صورت نہ دکھائی جارہی ہو اسوقت ٹیلی ویژن دیکھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ جائز طور پر بغیر لہو ولعب کے قصد کے دیکھے یہ تو نفس سوال کا حکم تھا۔ مگر یہ صورت شاذ و نادر ہی واقع ہوتی ہے اغلب یہ ہے کہ پروگرام نشر کرنے والے کی تصویر ضرور نظر آتی ہے اور نشر کرنیوالوں میں مرد اور عورت دونوں ہوتے ہیں اور ان عورتوں کی جو نیم عریاں ہوں ان کی تصویر دیکھنا اشد ناجائز و حرام ہے۔ ہاں جائز پروگرام اور خبروں کا سننا بے تصویر دیکھے بنے تو جائز ہے ورنہ نہیں اور جس ٹی وی سے مخلوط پروگرام ہوں اور ان کے نشر کرنے والے مرد اور نیم عریاں نامحرم عورتیں ہوں ان کی نمائش بھی جائز نہیں اگرچہ اس سے بعض پروگرام خلاف شرع نشر نہ ہوتے ہوں مگر ان پروگراموں کا سننا ناقلوں کی صورت کے بغیر دیکھے ناممکن ہے تو سبیل ممانعت ہے اور ویڈیو کا استعمال تبلیغی غرض کے لئے بھی جائز نہیں جبکہ علماء و مشائخ کی تصویریں دکھائی جائیں

اور اگر جاندار کی تصویریں نہ دکھائی جائیں تو وہی حکم ہے جو اوپر گزرا اور ویڈیو ٹی۔وی سے نظر آنے والی تصویر کو پانی اور آئینہ میں اترنے والے عکس پر قیاس کرنا صحیح نہیں جیسا کہ ہم نے اپنے سوالات بابتہ فتویٰ مدنی میاں صاحب درباره ویڈیو میں مفصل طور پر ظاہر کیا۔ یہ سوالات سنی دنیا کے فروری کے شمارہ میں چھپ چکے ہیں۔ انھیں دوبارہ دیکھئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان سوالات سے ویڈیو اور ٹی وی دونوں کا حکم ظاہر ہوگا۔ ہم نے ان سوالات میں لکھا کہ ٹی وی کا وہ آئینہ خاص آئینہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے جس میں شعاعوں سے تصویر بنتی ہے اور بے شرط مقابلہ ذو الصورۃ نظر آتی ہے اسی میں ہم نے کہا تھا کہ یہ تصویریں اشیاء متقابلہ کا عکس نہیں بلکہ ان کے مماثل تصویریں ان شعاعوں کی مدد سے ٹی۔وی میں بنائی جاتی ہیں پھر کہا تو ٹی۔وی کے مقابل کوئی ذو الصورۃ (صورت والا) نہیں جس کا عکس ٹی۔وی کے آئینہ نے دکھایا بلکہ یہی شعاعیں صورت میں بدل گئیں اور آئینہ سے صورت نظر آئی اور یہ سب ہم نے اس لئے کہا کہ خود فاضل مجیب مجوز ویڈیو کو اعتراف ہے کہ تحقیق کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ویڈیو کیسٹ میں کسی طرح کی کوئی تصویر نہیں چھپتی بلکہ اس کے ذریعہ اس کے سامنے والی چیزوں کے ریز (R.A.Y.S) شعاعوں کرنوں کو ٹیپ کرلیا جاتا ہے۔ نیز یہی فاضل مجیب مجوز ویڈیو ٹی۔وی کے لئے رقمطراز ہیں" اس مقام پر یہ بات بھی خالی از فائدہ نہیں کہ جن پروگراموں کو ویڈیو کیسٹ کے بغیر براہ راست ٹی۔وی سے نشر کیا جاتا ہے۔ ان میں بھی یہی ہوتا ہے ۔۔۔ ہیروں اور مشینوں کے ذریعہ انھیں ریز (RAYS) کو ٹی وی ٹاور تک پہنچایا جاتا ہے۔ ٹی وی ٹاور انھیں اکٹھا کر کے ٹی وی بکس کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ فاضل مجیب مجوز ویڈیو کی ان عبارات سے خود ظاہر ہے کہ ویڈیو اور ٹی وی کی تصاویر کو آئینہ اور پانی کے عکوس پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ آئینہ اور پانی میں یہ نہیں ہوتا ہے کہ اس کے سامنے کچھ ہو اور جب پانی یا آئینہ میں عکس اترے تو وہ شئے بدل جائے اس کے برعکس ویڈیو اور ٹی وی میں ان شعاعوں کا عکس نہیں اترتا بلکہ شعاعوں کو صورت میں بدل کر ٹی۔وی کے آئینہ سے دکھا دیا جاتا ہے اگر ویڈیو اور ٹی وی کا حال آئینہ اور پانی جیسا ہوتا تو صرف شعاعیں نظر آتیں اور صورت ہرگز نظر نہ آتی۔ یہ جو شعاعیں صورت میں بدل جاتی ہیں از خود نہیں بدلتیں بلکہ قطعاً یقیناً انسان کی تدبیر سے ایسا ہوتا ہے اور شعاعوں کو صورت میں بدلنا یہی تصویر سازی ہے جس پر ضرور ۔۔ شرعی حکم جاری ہوگا اور وہ یہ کہ جاندار کی صورت بنانا خواہ وہ کسی حیلہ سے ہو حرام بدکام بد انجام ہے اور

یہ بات خود مجوز فاضل پر ظاہر تھی کہ شعاعوں کو صورت میں بدلنا فعل انسان ہے اور آئینہ اور پانی میں جو انسان کا عکس اترتا ہے اس میں اس کا کوئی دخل سوائے اس کے نہیں ہوتا کہ وہ آئینہ یا پانی کے مقابل ہوا اور عکس اتر آیا اور اتنی بات نہ شرعاً مدار حکم ہے نہ عرفاً اسے کوئی تصویر بنانا کہتا ہے۔ لہٰذا ان تصویروں کو آئینہ کے عکس کی طرح قرار دینے کی یوں کوشش کی کہ پھر جب انھیں ٹی وی سے متعلق کیا جاتا ہے تو ٹی وی ان ریز (RAYS) کو صورت میں بدل کر اپنے آئینہ سے ظاہر کر دیتا ہے۔ چونکہ یہ صورت متحرک اور غیر قار رہتی ہے۔ اس لئے اس کو عام آئینوں کی صورت پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ مگر مجوز مذکور نے یہ تو دیکھ لیا کہ یہ صورتیں آئینہ کے عکس کی طرح متحرک ہیں۔ مگر یہ بات یکسر بھلا دی کہ ٹی وی کی تصاویر متحرکہ قطعاً ساختہ انسان ہیں تو عام آئینوں کی صورت پر قیاس کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ پھر یہ کہ عام آئینوں میں عکس جبھی اترتا ہے جب شئے اس کے مقابل ہوتی ہے۔ ٹی وی کے اس مخصوص آئینہ کے سامنے کون سا چہرہ ہے جو عام آئینوں سے چھپتا چھپاتا ٹی وی کے خاص آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے اور جب ٹی وی کے آئینہ کے مقابل کوئی ذوالصورۃ نہیں بلکہ شعاعیں محفوظ کی جاتی ہیں پھر وہ تاروں میں غیر مرئی لہریں ہوتی ہیں پھر ٹی وی میں وہی شعاعیں مجسم و مصور ہو کر نظر آتی ہیں

تو عام آئینوں پر اس آئینہ کا قیاس باطل اور اس کی تصویر ذی روح کو جائز بتانا محض بلا دلیل ہے کہ جاندار کی تصویر بنانے کی حرمت کے دلائل عام ہیں جو متحرک و غیر متحرک ہر طرز کی تصویر کو شامل ہیں۔ اس میں اس طرز کی بنائی ہوئی تصویروں کی کوئی تخصیص نہیں اسی لیے ہم نے سوالات میں کہا کہ شعاعوں کا صورت میں بدلنا فعل انسان ہے یا وہ از خود صورت میں بدل جاتی ہیں۔ تقدیر ثانی ظاہر البطلان ہے۔ بر تقدیر اول یہ تصویر سازی ہے کہ نہیں اگر نہیں تو کیوں اور ہے تو ناجائز کیوں نہیں اور عمومات نصوص سے اس طرز کی جاندار صورتوں کو کون سے مخصص نے نکال کر دوسری جاندار صورتوں سے جدا کر کے بے جان اشیاء کی صورتوں سے ملا دیا۔ بالجملہ ہماری اس اجمالی تحریر سے صاف ظاہر کہ ویڈیو اور ٹی وی سے نظر آنے والی تصاویر جاندار اسی طرح حرام ہیں جیسے سینما کے پردہ پر انسان و حیوان کی تصویریں ناجائز و حرام ہیں اور ان دونوں میں اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں کہ دونوں ساختہ انسان ہیں تو دونوں بلاشبہ حرام ہیں اور ان میں ایک کو آئینہ کے عکس پر قیاس کرنا اور دوسری کو قیاس نہ کرنا اور متحرک و جامد کا تفرقہ محض باطل ہے۔ اسی لئے ہم نے سوالات میں کہا کہ عرفاً ان پر بھی (یعنی ویڈیو اور ٹی وی کی تصاویر) جاندار کی صورت کا اطلاق ہوتا ہے تو یہ کہنا کیوں کر صحیح ہوگا کہ اس کو فلمی فیتوں پر

قیاس کرنا صحیح نہیں حالانکہ ساختہ انسان ہونے اور تصویر جاندار ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ وہ

حضرت مجوز سے پوچھا کیا متحرک اور غیر قار صورت بنانا مباح ہے۔ اگر لیا ہے تو اس پر شرع مطہر سے کیا دلیل ہے نیز ان سے گزارش کیا کہ پہلے تو جامد و متحرک کا تفرقہ بتائیں فرمائے بغیر اس کے تفرقہ پر بنا رکھنا غیر ثابت پر بنا رکھنا ہے اگر نہیں نہیں تو کیوں نہیں ہے؟ تو اس پر بنائے کار کیا مفید۔ بحمدہٖ تعالیٰ اس قدر سے حق خوب ظاہر اور وہ یہ کہ ویڈیو اور ٹی وی کی ناجائز تصویروں کا دیکھنا جائز نہیں اور ان کا وہی حکم ہے جو سینما کا ہے اور مجوزین کے فتویٰ سے سینما کی اجازت لازم آتی ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے واللہ تعالیٰ ہو الہادی وھو تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری
قادری غفرلہٗ ۴ رجب ۱۴۰۵ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی
مرکزی دار الافتاء ۸۲ سوداگران بریلی
۴ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ

۸۶

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی
مرکزی دار الافتاء
۸۲ سوداگران
بریلی شریف
۴۔ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ

نعت مقدس

شیخ الانام حجۃ الاسلام مولانا الحاج الشاہ حامد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ فرزند اکبر اعلیحضرت رضی اللہ عنہ

گنہگاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہوگا
دولھن شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہوگا

کبھی تو چمکے گا نجم قسمت ہلال ماہ تمام ہوگا
کبھی تو ذرہ یہ مہر ہوگی وہ مہر ادھر خوش خرام ہوگا

پڑا ہوں میں انکی رہ گذر میں پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
دل و جگر فرش رہ بنیں گے یہ دیدہ عشق خرام ہوگا

وہی ہے شافع وہی مشفع اسی شفاعت سے کام ہوگا
ہماری بگڑی بنیگی اسدن وہی مدار المہام ہوگا

انہیں کا منہ سب تکیں گے اسدن جو وہ کرینگے وہ کام ہوگا
دہائی سب ان کی دیتے ہوں گے انھیں کا ہر لب پہ نام ہوگا

انا لہا کہہ کے عاصیوں کو وہ لیں گے آغوش مرحمت میں
عزیز اکلوتا جیسے ماں کو انھیں ہر اک یوں غلام ہوگا

ادھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے ادھر پیاسوں کو جام دیں گے
صراط و میزان و حوض کوثر یہیں وہ عالیمقام ہوگا

کہیں وہ جلتے بجھاتے ہوں گے کہیں وہ روتے ہنساتے ہوں گے
وہ پائے نازک پہ دوڑنا اور بعید ہر اک مقام ہوگا

ہوئی جو مجرم کو باریابی تو خوف عصیاں سے دھج یہ ہوگی
خمیدہ سر آبدیدہ آنکھیں لرزتا ہندی غلام ہوگا

حضور مرشد کھڑا رہونگا کھڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
نگاہ لطف و کرم اٹھیگی تو جھک کے میرا سلام ہوگا

خدا کی مرضی ہے انکی مرضی ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی
انھیں کی مرضی پہ ہو رہا ہے انھیں کی مرضی پہ کام ہوگا

جدھر خدا ہے ادھر نبی ہے جدھر نبی ہے ادھر خدا ہے
خدائی بھر سب ادھر پھرے گی جدھر وہ عالیمقام ہوگا

اسی تمنا میں دم پڑا ہے یہی سہارا ہے زندگی کا
بلا لو مجھ کو مدینے سرور نہیں تو جینا حرام ہوگا

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامدؔ
خمیدہ سر آنکھ بند لب پر مرے درود و سلام ہوگا

اُجالا

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

سیاسی تحریکوں میں تو ہزاروں ادھر سے اُدھر ہوتے ہیں۔ ——— کسی کے لئے لیا جاتا ہے، خرچ کہیں اور کیا جاتا ہے ——— جب تحریک خلافت چلی اور چندوں کی گرم بازاری ہوئی تو احمد رضا نے اسی وقت تاڑ لیا کہ خلافت کے نام پر لیا جا رہا ہے ——— من مانی مدوں میں خرچ کیا جا رہا ہے ——— انھوں نے بروقت ٹوکا ——— مگر اغیار نے ملامت کی ——— اپنے بدگمانیوں اور غلط فہمیوں میں مبتلا ہو گئے ——— احمد رضا کی بات سمجھ میں نہ آتی تھی ——— جوش جنوں میں لوگ آپے سے بے آپے ہو رہے تھے ——— میدان سیاست کے ساحروں نے ایسا جادو کیا کہ اچھے اچھوں کی عقلیں جواب دے گئیں ——— مگر ایک احمد رضا تھا جس پر کسی کا جادو نہ چلا ———

(۲)

احمد رضا کی شخصیت ایسی متحرک اور فعّال تھی کہ پاک و ہند کے گوشے گوشے میں اس کو محسوس کیا گیا اور چلنے والے اس کے نقوش قدم پر چلنے لگے ——— پاک و ہند کے تقریباً ہر صوبہ میں احمد رضا کی آواز بازگشت سنی گئی ——— پاکستان کے صوبۂ سندھ، صوبہ پنجاب، صوبۂ سرحد وغیرہ میں ہمیشہ اس کے نام لیوا رہے۔ سندھ کے علماء اور دانشوروں نے خود احمد رضا کی حیات میں اور اس کے وصال کے بعد اس کی خدمات کو سراہا اور خراج عقیدت پیش کیا ——— حرمین شریفین کے ایک مہاجر سندھی عالم نے احمد رضا کو چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا ———

سندھ کے مشہور ادیب و شاعر جناب سرشار عقیلی مرحوم نے احمد رضا کے وصال پر اپنے ایک مقالے میں خراج عقیدت پیش کیا ——— پروفیسر سید محمد عارف نے اپنے ایک مقالہ میں سرزمین سندھ میں احمد رضا کی مقبولیت کا جائزہ لیا ہے ———

سندھ کے ایک عالم مولانا عبد الکریم مدرس (مدرسۂ درسیہ کراچی) سے احمد رضا کے خصوصی تعلقات تھے۔ اسی تعلق خاطر کی وجہ سے احمد رضا کراچی تشریف لائے ———

پنجاب کے عوام وخواص تو احمد رضا کی زندگی سے اس کے گرویدہ بلکہ عاشق ہیں —— ڈاکٹر محمد اقبال نے ایک مجلس میں احمد رضا سے شرف نیاز حاصل کیا اور اس کو اپنے اشعار بھی سنائے —— پروفیسر مولوی حاکم علی (پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور) تو احمد رضا کے سچے عاشق تھے اور اس کو چودھویں صدی ہجری کا مجدد کہتے تھے —— احمد رضا کے خلیفہ مولانا دیدار علی نے لاہور میں ایک مدرسہ قائم کیا اور مسجد وزیر خاں میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے ——

—— مولانا احمد بخش صاحب نے اپنے عربی قصیدے پر احمد رضا سے اصلاح لی یہ طویل قصیدہ راقم کے پاس محفوظ ہے —— مولانا کا تعلق ڈیرہ غازی خاں سے تھا —— اسی طرح اور بہت سی مثالیں ہیں جن پر ایک مستقل مقالہ لکھا جا سکتا ہے —— سرحد والے بھی احمد رضا کے فیض سے محروم نہ رہے —— مولانا عمر جان ہزاروی کے احمد رضا سے خاص مراسم تھے —— سرحد سے طلباء دار العلوم منظر اسلام میں پڑھنے جاتے تھے —— مولانا محمد امیر شاہ گیلانی مدظلہ العالی نے اپنی کتاب تذکرۂ علمائے مشائخ سرحد میں ایسے علماء کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق احمد رضا یا ان کے دار العلوم سے رہا ہے —— پشاور کے مولانا محمد زکریا دیوبندی کا خیال تھا اگر احمد رضا نہ ہوتا تو پاک وہند سے حقیقت ختم ہو چکی ہوتی —— مولانائے موصوف کے پاس احمد رضا خاں کا مشہور و معروف فتاویٰ رضویہ بھی تھا جو انھوں نے مولانا محمد امیر شاہ گیلانی کو عطا فرمایا ——

—— پشاور کے ایک بزرگ مولانا تاج محمد صدیقی القادری کے کتب خانہ سے راقم کو احمد رضا کی بہت سی تصانیف ملیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سرحد کے لوگ احمد رضا کی تصانیف سے مانوس تھے ——

صوبہ سرحد سے تو احمد رضا کا ایک اور بھی تعلق تھا اور وہ یہ کہ اس کے اجداد کا تعلق قندھار کے ایک خاندان سے تھا گویا احمد رضا کے اجداد سرحد کے پڑوسی تھے۔ بلکہ اس زمانے میں تو سرحد بھی دہلی کے صوبہ کابل میں شامل ہو گا ——

—— اسی تعلق کی وجہ سے کابل یونیورسٹی کے پروفیسر عبد الشکور خاں شاد نے لکھا ہے کہ "احمد رضا کی حیات اور کارناموں سے متعلق جملہ معلومات آریانہ دائرۃ المعارف میں شامل کر لینی چاہیے" ——

—— الغرض احمد رضا جس طرح ہندوستان کے صوبوں میں مقبول و معروف تھا اسی طرح پاکستان کے صوبوں میں بھی مقبول و معروف تھا —— نہ صرف پاک وہند بلکہ عالم اسلام میں اس کا چرچا تھا۔ جس کا اندازہ امام احمد رضا اور عالم اسلام کے مطالعہ سے ہو گا یہ کتاب مستقبل قریب میں

پاکستان سے شائع ہونے والی ہے"۔ ——
زمانہ کروٹ بدلتا رہتا ہے ——
۱۹۲۰ء میں ایسا انقلاب آیا اور پاک و ہند کے حالات اور بدلے —— مسلمانوں میں فکری اور نظری تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن بقول ڈاکٹر شیخ محمد اکرام مسلمان عوام پر احمد رضا کا اثر رہا ——
لیکن ایک طبقہ سیاسی اور نظری اختلاف کی بنا پر احمد رضا کا مخالف ہوگیا اور انتقام کے درپے —— چنانچہ مکروہ پروپیگنڈے سے احمد رضا کے خلاف کردار کشی کی زبردست مہم چلائی جس کے اثرات نصف صدی تک باقی رہے اور اہل علم یہ سمجھتے رہے کہ جو کچھ کہا جارہا ہے شاید یہی صحیح ہے ——
اس طرح برسوں اہل علم کی آنکھوں سے احمد رضا کی شخصیت چھپی رہی ——
احمد رضا پر ایک الزام یہ لگایا کہ اس نے ملت کو گروہوں میں تقسیم کرایا۔ چنانچہ ابوالحسن علی ندوی نے نزہۃ الخواطر کے تکملہ میں جہاں احمد رضا کی دل کھول کر تعریف کی ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ ملت میں انتشار اس نے پیدا کیا اور تفرقہ کی بنیاد ڈالی۔ ——
اس الزام کی کوئی حقیقت نہیں، تفرقہ انداز کہنا درحقیقت تفرقہ اندازی کی ہمت افزائی کرنا ہے جو اہل دانش کو زیب نہیں دیتا ——
ایک الزام یہ بھی لگایا کہ احمد رضا نے کسی نئے عقیدے اور فکر کی بنیاد ڈالی ——
لیکن حقیقت یہ ہے کہ احمد رضا نے کسی عقیدے کی بنیاد ڈالی نہ کسی فکر کی ——
ہاں قدیم عقائد و افکار کو زندہ ضرور کیا ——
—— انقلاب ۱۸۵۷ء سے کچھ پہلے اور بعد ان عقائد کو افکار کو ختم کرنے کی کوششیں شروع ہوچکی تھیں —— انگریز نے مسلمانوں سے حکومت چھینی —— اس نے دیکھا کہ قرآن کی محبت ——
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اور حضرات اہل اللہ کی عقیدت و محبت مسلمانوں کی طاقت کا راز ہے —— چنانچہ اسی زمانے میں بعض ایسی تفسیریں لکھی گئیں کہ ایمان ڈانواڈول ہونے لگا ——
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات کو موضوع بحث بنا کر محبت و عشق کو ضعیف کیا گیا —— انبیاء اور اولیاء اللہ کو اللہ کا عاجز بندہ بنا کر مسلمانوں کو ان سے روگرداں کیا گیا اور اس صف میں کھڑا کردیا جہاں ابلیس نے تحیۂ آدم سے انکار کیا تھا ——
ایسے ایسے فتوے لکھے گئے کہ علماء سابقین و لاحقین سب کا فرد مشرک قرار پائے ——
حالانکہ ان حضرات کے وہی عقائد تھے، صدیوں سے جن پر مسلمان اکثریت کاربند رہی تھی ——
—— نہریں اور ندی نالے دریا سے نکلتے ہیں
—— ستم ظریفی یہ ہوئی کہ دریا کو ندی کہا جانے لگا اور ندی کو دریا ——
غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اس وقت ہمارے سامنے جو فرقے موجود ہیں، ان کی اکثریت بلکہ ماسوائے ایک دو کے سب انقلاب ۱۸۵۷ء

کے بعد کی پیداوار ہیں کہ ع

غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

۲

احمد رضا نے کسی جماعت سے ہٹ کر کوئی نیا فرقہ نہیں بنایا ——— ان کی محققانہ تصانیف دیکھئے وہ وہی بات کہتے ہیں ——— کاٹ چھانٹ نہیں کرتے ——— کچھ دکھاتے اور کچھ چھپاتے نہیں ——— قرآن و حدیث سے تو اور بھی کہتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ وہ اپنی بات کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور احمد رضا صرف قرآن و حدیث کی باتیں کرتا ہے ——— اپنے من کی باتیں اس میں نہیں ملاتا ——— خوب غور کریں معلوم ہوگا کہ جس وقت سواد اعظم انتشار کا شکار تھا ——— ملت کو گروہوں میں بانٹا جارہا تھا ——— احمد رضا ہی وہ مرد مجاہد تھا جس نے ملت کو پارہ پارہ ہونے اور ٹکڑیوں میں بٹنے سے بچایا اور صد آفتوں کو آشکار کیا ——— یہ ستم ظریفی ہے کہ جس نے گروہ بندی کے خلاف جہاد عظیم کیا اس کو فرقہ پرست اور فرقہ بند کہا گیا ——— احمد رضا نے وہی عقائد و افکار پیش کئے جو ہر زمانے اور عہد میں پیش کئے گئے ——— وہ عقائد و افکار دورِ غلامی کی یادگار نہ تھے بلکہ دورِ آزادی کی یادگار تھے ——— وہ عرب و عجم میں مشہور و معروف تھے ——— احمد رضا کا اضطراب فطری اضطراب تھا - کیونکہ ہر نیا فرقہ سوادِ اعظم اہل سنت ہی سے افرادی قوت حاصل کررہا تھا اس کے اپنے پاس کیا تھا ———

احمد رضا نے وہی بات کہی اور وہی پیغام دیا جو صدیوں سے دیا جارہا تھا ——— جس کو بھولنے والے بھول گئے تھے ——— جس کو بھلانے والے بھلا رہے تھے ——— احمد رضا نے بھولی باتوں کو یاد دلایا اور بتایا ہمارے اسلاف کس طرح سوچتے تھے ——— ہمارے اسلاف کس طرح عمل کرتے تھے ——— ان کی سوچ کا انداز کیا تھا ——— احمد رضا نے آفاقیت کے لئے کوشش کی ——— گو ان کا آفاقی پیغام "بریلویت" کے نام سے جانا پہچانا گیا - یہ اس لئے کہ احمد رضا اہل سنت کا نشان بن گیا ——— احمد رضا اہل سنت کی علامت بن گیا ——— احمد رضا بریلی کا رہنے والا تھا اس لئے اس کے آفاقی پیغام کو بریلی سے نسبت دی جانے لگی - اور "بریلویت" سے تعبیر کیا جانے لگا ———

——— دنیا میں لاکھوں کروڑوں ایسے سنی بستے ہیں جو "بریلویت" تک کی اصطلاح سے واقف نہیں مگر عقائد وہی رکھتے ہیں - جن کی تبلیغ و اشاعت احمد رضا نے کی پاک و ہند میں ایسے لاکھوں مسلمان رہتے ہیں جو خود کو بریلوی نہیں کہتے لیکن جب ان کے عقائد و افکار کا مطالعہ کریں گے تو احمد رضا کا ہمنوا پائیں گے

—— تو دراصل "بریلویت" آفاقیت
کا دوسرا نام ہے —— احمد رضا سے
پہلے بھی یہ عقائد وافکار تھے ——
اس وقت تو "بریلویت" کی اصطلاح کسی کے وہم
خیال میں بھی نہ آئی ہوگی ——
احمد رضا نے کسی نئے عقیدے اور فکر کی بنیاد
نہیں رکھی بلکہ سلف صالحین کے مسلک اور
ان کے افکار وعقائد کو زندگی بخشی اسی لئے
آپ کو علمائے عرب اور عجم نے چودھویں صدی
کا مجدد برحق تسلیم کیا ہے ——

—— ۳ ——

سوچنے کی بات ہے کیا چودہ سو برس سے
دین کو جس طرح سمجھا گیا وہ صحیح نہ تھا؟ ——
—— کیا اتنی عقلیں کسی غلط خیال پر
جم سکتی ہیں؟ —— کیا اتنے قدم
کسی غلط راہ پر چل سکتے ہیں؟ ——
یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ——
پھر عقلیں بھی روشن اور تابناک اور قدم بھی
مبارک ومقدس —— کیا اس
صدی کے نئے نئے خیال اور نئی نئی سوچ رکھنے
والے دین کو صحیح طور پر سمجھے اس سے پہلے اور
کوئی نہ سمجھا؟ —— یہ بات
سمجھ سے بالاتر ہے —— ہاں حق
وہی ہے جو برابر ایک طرح چلتا رہا ہے ——
—— سچ وہی ہے جو صدیوں سے یکساں چلا
آرہا ہے —— احمد رضا نے
یہی سچ پیش کیا جس کو چھپایا جارہا تھا ——
—— جس کو دبایا جارہا تھا ——

—— سمجھنے والے اس کو سمجھے ہوئے
تھے —— پرکھنے والے اس کو پرکھے
ہوئے تھے —— مگر نام زبانوں
پر آتے آتے رک جاتا تھا ——
مگر وہ پروپیگنڈے کی دبیز تہوں میں حقیقت
گم ہوچکی تھی ——
مگر دلوں میں یاد موجود تھی ——
دماغوں میں بات محفوظ تھی ——
اگر ایسا نہ ہوتا تو گرد وغبار صاف ہوتے ہی یوں
سب اس کے گن گانے لگتے ——
—— کوئی اچانک یوں اچھا نہیں ہوجاتا
—— شخصیت کو سمجھنے اور پرکھنے کے
لئے ایک زمانہ چاہئے ——
مگر یہاں عالم یہ ہے کہ جب تار عنکبوت تار تار
ہوا —— حقائق سامنے آئے
—— اہل علم یوں بول اٹھے
گویا دبستاں کھل گیا ——
ایک وہ زمانہ تھا جب کسی علمی مجلس میں
احمد رضا کا نام لینا بھی گوارا نہ تھا، کام کرنا
تو دور کی بات ہے ——
اور ایک یہ زمانہ ہے کہ علماء، ادبا، شعرا،
دانشور، ڈاکٹر، پروفیسر، مورخ، محقق، کمانڈر
جج اور وزیر جو ہے اس کی تعریف میں رطب اللسان
ہے —— دیکھتے دیکھتے ان
حضرات کے تاثر کا ایک عظیم ذخیرہ سامنے
آگیا —— اب تک ان تاثرات
پر مشتمل آٹھ کتابیں شائع ہوچکی ہیں ——
—— ایک عربی میں باقی اردو میں ——

ــــ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتنے لوگوں نے احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کیا ہوگا ــــ اور ابھی بہت سے تاثرات منتظر اشاعت ہیں اور بہت سے رفتہ رفتہ سامنے آتے جارہے ہیں ــــ معلوم ہوتا ہے مخالفین کے پروپیگنڈے نے اہل قلم کی زبانیں بند کر رکھی تھیں مگر دل مچل رہے تھے ــــ اب تڑپ تڑپ کر جذبات وخیالات باہر آرہے ہیں ــــ ایک سیلاب ہے جو تھمائے نہیں تھمتا ــــ ایک طوفان ہے جو روکے نہیں رکتا ــــ بند باندھنے والوں کے ہاتھ شل ہوگئے ــــ عقلیں جواب دے گئیں ــــ سیلاب ہے کہ امنڈا چلا آرہا ہے ؟ ــــ

احمد رضا کی شخصیت ایسی تابناک ہے کہ ملک و بیرون ملک محققین برابر متوجہ ہو رہے ہیں ــــ بعض جامعات میں کام ہو رہا ہے اور بعض جامعات میں کام ہو چکا ہے ۔ مثلاً لندن یونیورسٹی لیڈن یونیورسٹی، کیلیفورنیا یونیورسٹی، ازہر یونیورسٹی پنجاب یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ ــــ

تحقیقی کام کے علاوہ احمد رضا کی حیات اور افکار پر اب تک پانچسو سے زیادہ مضامین ومقالات اخبارات وجرائد میں شائع ہو چکے ہیں ــــ یہ اعداد و شمار سندھ یونیورسٹی کی ایک ریسرچ اسکالر نے ایک کتابی صورت میں مرتب کئے ہیں جو مستقبل قریب میں لاہور سے شائع ہوجائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ــــ اگر مزید تحقیقات کی جائے تو مضامین اور مقالات کی یہ تعداد بڑھ سکتی ہے ــــ
ویسے یوم امام احمد رضا کے موقع پر ہر سال کم از کم بیس تیس مضامین ومقالات کا اضافہ ہوتا ہے

ــــ ۴ ــــ

جب احمد رضا کا ملک و بیرون ملک چرچا ہونے لگا اور محققین اور دانشوروں کی تیرہ سالہ جدوجہد رنگ لائی تو یہ بات احمد رضا کے مخالفین کو نہ بھائی ــــ
وہ فکر میں پڑ گئے کہ کریں تو کیا کریں ــــ
ایک فاضل نے یہاں تک فرمایا کہ احمد رضا کو ہم تو دفن کر چکے تھے فلاں پروفیسر نے قبر سے نکالا ہے اب دوبارہ دفن کرنے میں نصف صدی لگے گی ــــ ان جملوں سے فکر وتشویش کے عالم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ــــ چاروناچار وہی پرانا حربہ یاد آیا اور جس طرح مکروہ پروپیگنڈے سے ساٹھ ستر سال پہلے کردار کشی کی مہم چلائی تھی اب پھر وہی مہم چلائی اور ایک دور کی کوڑی نکال کر لائے ــــ انکشاف یہ فرمایا کہ احمد رضا نے قرآن کے اردو ترجمہ میں بہت سی فاحش غلطیاں کی ہیں ــــ
اہل عرب جن کو اردو نہیں آتی ان کو باور کرایا گیا کہ ایسا ہی ہے ــــ

(باقی آئندہ)

کلامِ تاجدار

دنیا کے سلاطیں کو کب آیا عطا کرنا

حضرت مفتی اعظم نوری قدس سرہ العزیز

محروم نہیں جس سے مخلوق میں کوئی بھی
وہ فیض انھیں دینا وہ جود و سخا کرنا

ہے عام کرم اُن کا اپنے ہوں کہ ہوں اعدا
آتا ہی نہیں گویا سرکار کو لا کرنا

محروم گیا کوئی محروم پھرا کوئی
دیکھا نہ سنا اُن کا انکار روا کرنا

مایوس گیا کوئی محروم پھرا کوئی
دنیا کے سلاطیں کو کب آیا عطا کرنا

دکھ درد کہیں کس سے یہ کام تو ہیں اُن کے
فریاد سنا کرنا اور داد دیا کرنا

واللہ وہ سُن لیں گے اور دل کی دوا دیں گے
بیکار نہ جائے گا فریاد و بکا کرنا

اعدا کو خدا والا جب تم نے بنا ڈالا
دشوار ہے تم پر کیا مجھ بد کا بھلا کرنا

سوکھی ہے مری کھیتی پڑ جائے بھرن تیری
اے ابر کرم اتنا تو بہر خدا کرنا

جو سوختہ ہیزم کو چاہو تو ہرا کردو
مجھ سوختہ جاں کا بھی دل پیارے ہرا کرنا

طیبہ میں بلا لینا اور اپنا بنا لینا
قیدی غم فرقت کا سرکار رہا کرنا

ہم عرض کئے جائیں سرکار سنے جائیں
کیا دور کرم سے ہے دن ایسا شہا کرنا

سنگ در سرور پہ رکھا ہوا ہو یہ سر
اے کاش ہو قسمت میں اسطرح قضا کرنا

کیوں نقشِ کفِ پا کو دل سے نہ لگائے وہ
ہے آئینۂ دل کی نوری کو جلا کرنا

اختلاف

کیا؟ کیوں؟ کیسے؟

علامہ محمد منشا تابش قصوری

گذشتہ سے پیوستہ

کچھ عرصہ پہلے شائع ہونے والی کتاب "زلزلہ" نے جب انتہائی مدلل طریقے سے یہ ناقابل برداشت الزامات عائد کئے تو اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے معروف دیوبندی اہل قلم عامر عثمانی کو یہ تبصرہ کرنا ہی پڑا۔

"بات یقیناً تشویشناک ہے۔ مصنف نے ہرگز ایسا نہیں کیا ہے کہ ادھر ادھر سے چھوٹے موٹے فقرے لے لے کر ان سے مطلب پیدا کیا ہو بلکہ پوری پوری عبارتیں نقل کی ہیں اور اپنی طرف سے ہرگز کوئی معنے پیدا نہیں کئے ہیں۔ ہم اگرچہ حلقۂ دیوبندی سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ہمیں اس اعتراف میں کوئی تامل نہیں کہ اپنے ہی بزرگوں کے بارے میں ہماری معلومات میں اس کتاب نے اضافہ کیا اور ہم حیرت زدہ رہ گئے کہ دفاع کریں تو کیسے؟ دفاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی بڑے سے بڑا منطقی اور علامۃ الدھر بھی ان الزامات کو دفع نہیں کرسکتا جو اس کتاب کے مشتملات بزرگان دیوبند پر عائد کرتے ہیں ہم اگر عام روش کے مطابق اندھے مقلد اور فرقہ پرست ہوتے تو بس اتنا ہی کر سکتے تھے کہ اس کتاب کا ذکر ہی نہ کریں۔ لیکن خدا بچائے اشخاص پرستی اور گروہ بندی کی باطل ذہنیت سے ہم اپنا دیانتدارانہ فرض سمجھتے ہیں کہ حق کو حق کہیں اور حق یہی ہے کہ معتقدِ علمائے دیوبند پر تضاد بیانی کا جو الزام اس کتاب میں دلیل و شہادت کے ساتھ عائد کیا گیا ہے وہ اٹل ہے"

اس کی توجیہ آخر کیا کریں گے کہ حضرت رشید احمد گنگوہی یا حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ جب فتوی کی زبان میں بات کرتے ہیں تو ان احوال و عقائد کو برملا شرک، کفر اور بدعت و گمراہی قرار دیتے ہیں، جن کا تعلق غیب کے علم اور روحانی تصرف اور تصور شیخ اور استمداد بالارواح جیسے امور سے ہے لیکن

جب طریقت و تصوّف کی زبان میں کلام کرتے ہیں تو یہی چیزیں عین کمالِ ولایت اور علامت بزرگی بن جاتی ہے۔

ہم اگر فرض کرلیں کہ اِن بزرگوں کی طرف دیگر مصنفین نے جو کچھ منسوب کردیا ہے وہ مبالغہ آمیز ہے۔ غلط ہے حقیقت سے بعید ہے تو بیشک ان بزرگوں کی حد تک ہمیں اعتراض سے نجات مل جائے گی۔ لیکن یہ دیگر مصنفین بھی تو علمائے دیوبند ہی ہیں، ان کی کتابیں بھی حلقۂ دیوبند میں بڑے ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں اور کسی اللہ کے بندے کی زبان پر یہ اعلان جاری نہیں ہوتا کہ اِن خرافات سے ہم براءت ظاہر کرتے ہیں۔ براءت کیا معنی ہمارے موجودہ بزرگ پورا یقین رکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں علم غیب اور فریاد رسی اور تصرفاتِ روحانی اور کشف والہام کے جو کمالات ہمارے مرشدین کی طرف منسوب ہیں وہ بالکل حق ہیں۔ سچے ہیں، پھر آخر ازالۂ اعتراض کی کیا صورت ہو؟

ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے، یہ کہ یا تو تقویۃ الایمان فتاوی رشیدیہ، فتاوئ امدادیہ، بہشتی زیور اور حفظ الایمان جیسی کتابیں چوراہے پر رکھ کر آگ دیدی جائے اور صاف صاف اعلان کردیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن وسنت کے خلاف ہیں، اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد ارواح ثلاثہ، سوانح قاسمی، اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہئیں یا پھر ان موخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو محض قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں۔ جو رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں۔ اور ہمارے صحیح عقائد وہی ہیں جو اول الذکر کتابوں میں مندرج ہیں [۱]"

غور فرمایا آپ نے کہ تضاد پسندی اور دوعملی کی اس پالیسی پر غیر تو غیر اپنے بھی چیخ رہے ہیں۔ ہماری گذارش صرف یہ ہے کہ اوروں کے ساتھ یہ معاملہ ہو تو ہو لیکن حبیبِ خدا سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی تو اس سے مستثنیٰ رہنی چاہیے اگر ہمارے اکابرین نام مبارک کے ساتھ فداہ امی وابی لکھتے رہے ہیں تو وہ یونہی تو نہیں کہتے رہے آخر کیا وجہ ہے کہ اس نازک موقع پر علمائے دیوبند اپنے چند اساتذہ کی آن کو سرکارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس پر قربان نہیں کرسکتے علمائے اہل سنت بار بار وضاحت کرچکے ہیں کہ اصل مسئلہ یہی ہے، اگر یہ حل ہوجائے تو کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔

معروف عالمِ دین علامہ سید احمد سعید کاظمی رقمطراز ہیں۔

" مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمۂ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کرے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے خواہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگریسی، نیچری ہو یا ندوی،

[۱] بحوالہ زلزلہ: مصنفہ ارشد القادری، مطبوعہ فیصل آباد ص ۱۸۳ تا ۱۸۵

اس سلسلے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اگر ایک لیگی نے کلمۂ کفر بولا تو ساری لیگ معاذ اللہ کافر ہوگئی۔ یا ایک ندوی نے التزام کفر کیا تو معاذ اللہ سارے ندوی مرتد ہوگئے۔ ہم تو بعض دیوبندیوں کی کفریہ عبارتوں کی بنا پر ہر ساکن دیوبند کو بھی کافر نہیں کہتے۔ ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا ہے کہ ہم کسی دیوبند یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک صرف وہی کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور محبوبان ایزدی کی شان میں گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی نیز وہ لوگ جو ان گستاخیوں پر مطلع ہوکر ان کے صریح مفہوم کو جان کر ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخوں کو مومن، اہل حق۔ اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں اور بس ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعیٔ اسلام کی تکفیر نہیں کی ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی اگر ان کو ٹٹولا جائے تو بہت قلیل ہیں اور محدود......... ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے نہ بریلی کا نہ لیگی نہ ندوی، ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں [1]

پھر کیوں نہیں ایسا کیا جاتا کہ یہ تسلیم کرلیا جائے کہ واقعی چند لوگوں سے ان عبارتوں کے سلسلے میں غلطی ہوئی ہے۔ کیا یہ لوگ معصوم تھے۔ عبارات کے مسئلے میں علمائے دیوبند کا موقف انتہائی کمزور اور باہمی تضاد کا شکار ہے۔ اِن عبارات کی تاویلات میں ان حضرات نے جس ژرف نگاہی اور بالغ نظری کا ثبوت فراہم کیا ہے وہ بجائے خود ایک مضمون کا متقاضی ہے۔ حیرت ہے کہ ان کے ایک بزرگ ایک عبارت کی جو تاویل کرتے ہیں دوسرے بزرگ اس تاویل کو سراسر گمراہی بتاتے ہیں، اب آدمی کرے تو کیا کرے۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا جاتا ہے کہ وہ متبع سنت تھا اور اچھا آدمی تھا مگر علمائے حرمین کو مطمئن کرنے کے لئے "المہند علی المفند" میں لکھا جاتا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو صاحب رد المحتار علامہ شامی کا ہے۔ اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ علامہ شامی نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کو خارجی اور باغی قرار دیا ہے اور الشہاب الثاقب میں کہا جاتا ہے کہ وہ عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ رکھتا تھا نیز وہ ایک ظالم باغی خونخوار فاسق تھا۔ ملاحظہ ہو۔ ص ۲۲۱، الشہاب الثاقب

---

[1] الحق المبین مصنفہ علامہ سید احمد سعید کاظمی
مطبوعہ ملتان
ص ۲۴ - ۲۵

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

ان عبارات کی غلط سلط تاویلات کرتے ہوئے بالکل وہی بات ہوتی ہے کہ ایک جھوٹ مزید بولنا پڑتا ہے۔ قارئین کو حیرت ہوگی کہ جن صاحبان جبہ و دستار کی عظمت اور ان کو برقرار رکھنے کی خاطر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کو بھی داؤ پر لگا دیا گیا ہے ان میں سے بعض حضرات نے خیر سے اپنے گھٹیا پن کا مظاہرہ کیا ہے جسے دیکھ کر دیانت و امانت کو پسینہ آجاتا ہے۔ چند نمونے ملاحظہ فرمائیے۔

براہین قاطعہ میں المہند علی المفند کے مؤلف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں:۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی روایت کرتے ہیں (کہ حضور نے فرمایا) مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں[1]

حالانکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی معروف کتاب مدارج النبوۃ میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "این سخن اصلے ندارد و بہ روایت بداں صحیح نہ شدہ"[2]

حد ہے کوئی اس دیانت کی، امت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باشعور افراد سے نام خدا ہماری اپیل یہ ہے کہ علوم نبوت میں نقص نکالنے کی خاطر جو شخص اتنا کھلا اور سفید جھوٹ

[1] براہین قاطعہ، خلیل احمد انبیٹھوی، مطبوعہ دیوبند ص ۵۱
[2] مدارج النبوۃ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۷

بول رہا ہے، کیا اب بھی شیخ الحدیث اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا محب ہے۔

لگے ہاتھوں شیخ العرب والعجم نامی ایک بزرگ کی علمی دیانت اور تقویٰ میں ان کے بلند مدارج کا حال بھی دیکھتے چلئے۔

مولوی حسین احمد مدنی "الشہاب الثاقب" میں رقمطراز ہیں۔

"جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور (ص ۱۵) پر ارقام فرماتے ہیں وہ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب کہنا گمراہی ہے[1]

مولوی حسین احمد اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

علاوہ ازیں جناب بندۂ درہم و دینار کے دادا مولوی رضا علی خاں صاحب "ہدایت الاسلام" مطبوعہ صادق سیتاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں[2]

قارئین کو حیرت ہوگی کہ یہ دونوں کتابیں فرضی ہیں۔ رد شہاب ثاقب میں مفتی محمد اجمل شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"مسلمانو! مصنف شہاب ثاقب کے ان دو جیتے جھوٹ کذب اور صریح افترا اور بہتان کو دیکھو حضرت شاہ حمزہ مارہروی کی نہ تو کوئی کتاب

[1] الشہاب ثاقب، حسین احمد مدنی، ص ۹۸ و ۹۹ مطبوعہ رحیمیہ کتب خانہ دیوبند
[2] الشہاب ثاقب، حسین احمد مدنی ص ۹۸ و ۹۹ مطبوعہ رحیمیہ کتب خانہ دیوبند

بنام خزینۃ الاولیاء تصنیف ہوئی نہ وہ کانپور میں طبع ہوئی نہ اُس کا صفحہ ۱۵ ہے، نہ اس عبارت کا وجود ہے اسی طرح جہاں بھر میں مولانا مفتی رضا علی خاں کی کوئی کتاب ہدایت الاسلام ہے اور نہ وہ سیتاپور کے مطبع صادق میں طبع ہوئی ہے

غور فرمایا آپ نے، اگر صدر المدرسین دیوبند مولوی حسین احمد مدنی کی یہ حالت ہے تو اور کسی کی کیا بات کی جائے

اذا کان رب البیت بالطبل ضارباً
ولاتلم الاولاد فیہ علی الرقص

الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

اصل عبارت پیش کرنے سے پہلے ایک اور مسئلہ کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب نے تمام گستاخانہ عبارات کے بارے میں علمائے حرمین سے رجوع کیا تو حرمین شریفین کے ۳۵ جلیل القدر اور نامور علماء نے واضح الفاظ میں ان عبارات کو کفر قرار دیا اور ان کے قائلین پر رجوع توبہ ضروری قرار دی۔

اب یہاں بھی علمائے دیوبند نے اپنی روایت کے مطابق وہی چال چلی جس کے وہ عادی ہو چکے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ حرمین شریفین کے علماء کی بات مان کر ان عبارات کو واپس لے لیتے انھوں نے بات کا رخ موڑنے کی خاطر ایک نیا محاذ کھولدیا کہ جی وہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے تو ہماری عبارت کے مفہوم غلط پیش کئے ہیں۔ ان کے تراجم حسب منشا پیش نہیں کئے ہیں وغیرہ وغیرہ گو اس ساری بحث سے بات اپنی جگہ ہی رہی مگر بزعم خویش ان حضرات نے میدان مار لیا۔ علمائے دیوبند نے بطور خاص مدینہ منورہ کے معروف عالم دین اور نامور محقق علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی اس عبارت کو اچھالا ہے جس میں انھوں نے علوم خمسہ کے بارے میں فاضل بریلوی کے موقف سے اختلاف کیا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات پر دیگر علمائے حرمین کی طرح علامہ برزنجی نے بھی بڑی شد و مد کے ساتھ گرفت کی اور انہیں کفریہ عبارت قرار دیا۔ آپ کے فتوے کے بعض جملے یہ ہیں۔

"یہ اور رہے امیر احمد اور نذیر حسین اور قاسم نانوتوی کے فرقے اور اُن کا کہنا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کیا جائے بلکہ حضور کے بعد اگر کوئی نبی ہو تو اس سے خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہ آئے گا تو اس قول سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت جدیدہ ملنی مان رہے ہیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے، وہ باجماع علمائے اُمت کافر ہے۔ ....

اور وہ جو رشید احمد گنگوہی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ

لہ رد شہاب ثاقب، مولانا محمد اجمل شاہ مفتی ہند ازہر بک ڈپو کراچی ص ۴-۵-۶-۷

شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت ص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم ی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص و رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ تو رشید احمد مذکور کا کہنا دو وجہ سے کفر ہے .... اور وہ جو اشرفعلی تھانوی نے کہا کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا ثابت کیا جانا۔ اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید عمر بکر اور ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے حاصل ہے۔ تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ کھلا ہوا کفر ہے۔ بالاتفاق اس لیے کہ اس میں رشید احمد کے اس قول سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان ہے [1]

اتفاق سے اس کے کچھ عرصے بعد فاضل بریلوی کی کتاب "الدولۃ المکیہ" سامنے آئی صرف علوم خمسہ کے بارے میں علامہ برزنجی نے اس سے اختلاف کیا۔ یہ اختلاف ایک عالمانہ اختلاف ہے۔ جو اپنے اندر پورا وقار اور سنجیدگی لئے ہوئے ہے۔ اس میں علامہ برزنجی نے فاضل بریلوی کے لئے قطعاً کوئی نازیبا الفاظ استعمال نہ کیا۔ بلکہ انھوں نے ذکر کیا ہے کہ فاضل بریلوی کی طرح علمائے اسلام کی ایک جماعت آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علوم خمسہ کی قائل ہے۔ آپ کے اصل الفاظ یہ ہیں ہم اصل الفاظ کا ترجمہ علمائے دیوبند کی زبانی بیان کرتے ہیں۔

اما بعد ہندوستان سے آنے والے ایک سوال کے جواب میں میں نے ایک مختصر رسالہ لکھا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ علمائے ہند میں جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں جھگڑا پڑ گیا ہے کہ آیا آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا علم مغیبات خمسہ (جن کا ذکر آیت اِنّ اللہ عندہ علم الساعۃ میں ہے) سمیت تمام مغیبات کو محیط ہے یا نہیں۔ علماء کی ایک جماعت پہلی شق کی قائل ہے اور دوسری دوسری شق کی۔ اس کے بعد لکھا کہ میں نے اپنے رسالہ میں بیان کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساری مخلوق میں سب سے زیادہ علم ہے اور آپ کا علم جمیع دینی امور کو محیط ہے۔ بلکہ دنیا و آخرت کے تمام اہم امور کو محیط ہے۔ لیکن قرآن و سنت اور کلام سلف کے واضح دلائل کی بنا پر مغیباتِ خمسہ آپ کے علم شریف میں داخل نہیں [2] آگے چل کر علامہ برزنجی موصوف تحریر فرماتے ہیں"

(باقی آئندہ)

---

[1] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ص ۱۳۶ تا ۱۴۲

[2] غایۃ المامول، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین ص ۲۹۶ - ۲۹۷

منقبت در شانِ حضرت معین الدین چشتی سنجری اجمیری خواجہ غریب نواز سلطان الہند رضی اللہ عنہ

جناب شاعرِ اسلام قمرؔ شمس آبادی

چراغِ طورِ سینا ہیں معین الدین اجمیری
نبی کا خاص جلوہ ہیں معین الدین اجمیری

گُلِ باغِ مدینہ ہیں معین الدین اجمیری
شمیمِ زلفِ آقا ہیں معین الدین اجمیری

ملی ہر زندگی مُردے کو ان کے اک اشارے پر
مسیحائے دمِ عیسیٰ ہیں معین الدین اجمیری

ابوبکر و عمر عثمان حیدر کے چہیتے ہیں!!
اماموں کا بھی رشتہ ہیں معین الدین اجمیری

کرامت ناز کرتی ہے سخاوت فخر کرتی ہے
زمانے بھر میں یکتا ہیں معین الدین اجمیری

معطر کر دیا ہے دو جہاں کو جس کی خوشبو نے
اسی گل کا پسینہ ہیں معین الدین اجمیری

زمیں پر اونٹ جو بیٹھے تھے بیٹھے ہی رہے پیہم
کراماتوں کا دریا ہیں معین الدین اجمیری

مصائب نے کہا سر کو ٹیک کر اُن کے روضہ پر
ہر اک غم کا مداوا ہیں معین الدین اجمیری

سمٹ کر آ گیا ساگر کا پانی ایک چھاگل میں
کرامت کے شہنشاہ ہیں معین الدین اجمیری

سخاوت اُن کے در سے اے قمرؔ خود بھیک پاتی ہے
سخاوت کے وہ آقا ہیں معین الدین اجمیری

ہر مرض کی دوا غریب نواز

قاری امانت رسول پیلی بھیتی خلیفہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

اشرف الاولیا غریب نواز
وارث الانبیا غریب نواز

آپ کی خاکِ پا غریب نواز
ہر مرض کی دوا غریب نواز

قدمِ غوث جب سے سر پہ لیا!
تم نے خواجہ پیا غریب نواز

اولیا رکھتے ہیں خدا کی قسم
سر پہ تلوا ترا غریب نواز

اہلسنت کی ناؤ کے بے شک
آپ ہیں ناخدا غریب نواز

سُنّیوں سے رہے ہمیشہ دور
رنج و غم ہر بَلا غریب نواز

گرتے گرتے سنبھل گیا اُس دَم
المدد جب کہا غریب نواز

دل منافق کا جَل گیا اُس دَم
المدد جب کہا غریب نواز

ہے امانت رسولِ رضوی بھی
تیرے در کا گدا غریب نواز

چہرہ ہے برہان تیرا ..... حجۃ الاسلام

عبد النعیم عزیزی

لاہور جو کبھی دلِ ہندوستان تھا اب سینۂ پاکستان میں دھڑک رہا ہے۔ دل ہی کی طرح مست اور ولولہ انگیز، کیف و مستی کا شہر اور ولولۂ حوصلہ کی سرزمین جس کے سینہ میں عروج و زوال کی ان گنت داستانیں پوشیدہ ہیں۔ اس شہر کو شہر یاردل اور تاجوروں۔ خسروان بے کلاہ اولیاء و اصفیا اور جبہ و دستار والے علماء و فضلا نے بھی اپنا مسکن بنایا ہے۔ یہاں شعراء اور عشاق نے اپنے نغمے بھی بکھیرے ہیں۔ اور عظمت و فضیلت والوں نے اپنی یادگاریں بھی چھوڑی ہیں۔

شہر لاہور۔ عطا و بخشش کے خزانے لٹانے والے داتا سلطان الاولیاء حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی راجدھانی ہے آستانہ داتا گنج بخش سے کچھ ہی فاصلے پر عظمت و فضیلت کا ایک قصر حسین اور بھی کھڑا ہوا ہے جسے دارالعلوم حزب الاحناف کہتے ہیں اسی دارالعلوم کے وسیع میدان میں لاہور والوں نے ایک ایسا دلکش منظر دیکھا ہے جس کی تابانی سے چشم و قلب آج تک منور ہیں۔

آج اس میدان میں حق و باطل کا فیصلہ ہونا ہے۔ گستاخ رسول اشرف علی تھانوی اور اس کے گرگوں نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا مگر یہ بُزدِلانِ زمانہ ابھی تک میدان میں نہیں آئے ہیں۔ پرستاران حق غلامانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء اپنی نشستوں پر ضیا بار ہیں کر رہے ہیں۔ علم و فضل کے چاند ستارے جلوہ گر ہیں۔ باطل پرستوں اور لیلئ نجد کے مجنونوں کے جیب و داماں کی آج دھجیاں بکھری ہیں ــــ تاریکی کی مجال کہاں کہ وہ روشنی سے آنکھ ملا سکے۔ ظلمت کے پجاریوں کا ابھی تک پتہ نہیں ہے۔ ادھر ابھی تک کرسئ صدارت بھی خالی پڑی ہے عوام مضطرب و بےچین ہیں علمائے اہل سنت تقریریں کر رہے ہیں۔ کرسئ صدارت کے حق دار، بریلی کے تاجدار۔ شہر علم و فضل اور ولایت و کرامت کے شہریار حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا تعارف کرایا جا رہا ہے۔

اب اس حسن و جمال اور جلال و کمال کے پیکر کا تعارف اپنے زمانہ کے علامۂ اجل نادر روزگار حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کر رہے ہیں۔ عقلیں حیران ہیں۔ یا اللہ یہ نادر روزگار ہستی جس شخصیت کا تعارف کرا رہی ہے آخر وہ کس پائے کا ہوگا۔

آنکھیں منتظر ہیں کہاں ہے وہ علم و فضل کا آفتاب؟ اور ابھی عقل و نظر حیرت و تجسس میں ہی تھے کہ ایک برق سی چمکتی ہے ایک حسین چہرہ ابھرتا ہے اور سر تا قدم جمال کا ایک پیکر نگاہوں کے سامنے آتا ہے۔ نظریں وجد کرنے لگتی ہیں۔ فضا میں نعرہ ہائے تکبیر و رسالت گونج اٹھتے ہیں۔ اور وہ شہزادہ مجدد دین و ملت شاہانہ چال کے ساتھ چلتا ہوا منبر تک پہنچتا ہے اور کرسیٔ صدارت پر جلوہ افروز ہوتا ہے۔ ہر فرد بس اسی کے رخ انور کا دیدار کر رہا ہے۔ نگاہیں چہرۂ زیبا کا طواف کر رہی ہیں اور دل ہیں کہ قدموں پر لوٹنے کو بیقرار ہیں کافی انتظار کے بعد جب اشتر فعلی اور اس کے گرگے میدان مناظرہ میں نہیں آتے ہیں تو عوام خود ہی مناظرہ کا فیصلہ کر دیتے ہیں یہ کہہ کر "مناظرہ شناظرہ کیسا انوں دے چہرے دیکھ لو (ان کے چہرے دیکھ لو) اور انوں دے چہرے دیکھ لو دیوبندیوں کی طرف اشارہ کرکے) سنیوں کے نورانی چہرے ہی ان کی حقانیت کا ثبوت ہیں۔ دیوبندی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

ختم مناظرہ کا اعلان کرنے کے بعد آخر میں حضور حجۃ الاسلام صدارتی تقریر فرماتے ہیں اور بعد اختتام مجمع ان کی دست بوسی اور قدمبوسی کے لئے پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑتا ہے انہیں پروانوں میں ایک نوجوان بھی ہے جو بڑی دیر سے صدر جلسہ کا تعارف بھی سن رہا ہے اور ان کی آمد پر ان کے پاکیزہ چہرہ کا دیدار بھی کر رہا ہے اور جس نے یہ بھی دیکھا کہ جس شخص کا چہرہ برہان ہو کہ صرف اس کے چہرے کے نور کو دیکھ کر حق و باطل کا فیصلہ ہو جاتا ہو اور اس کے دیدار سے معبود برحق کے سامنے سجدہ ریزی کے لئے سر جھک جاتے ہوں اس مقدس اور نورانی چہرے والے کا دل کتنا حسین اور پاکیزہ ہوگا وہ تو پہلی ہی نظر میں دل دے چکے تھے اب تو صرف قدموں میں سر اور ہاتھوں میں ہاتھ دینا تھا۔ آج گل نیلوفر کو اس کا سورج مل گیا تھا۔ آج چکور کو اس کا چندا نظر آگیا تھا اور عندلیب مضطرب کو اس کا گل رعنا۔ وہ نوجوان گھر بار اور دنیوی تعلیم سب کچھ چھوڑ کر حجۃ الاسلام کے ساتھ چلا آتا ہے اور اللہ رے مقدر کہ جس کے لئے پٹواری کی ملازمت لکھی جا چکی تھی وہ اس تاجدار کشور علم و فضل کی خدمت میں آکر محدث اعظم پاکستان بن کر چمکا۔

اور وہ تھے حضرت علامہ سردار احمد صاحب گورداسپوری جن کا مزار اقدس فیصل آباد پاکستان میں ہے اور جن کی یادگار منظر اسلام فیصل آباد آج بھی مرکز علم و فن بنا ہوا دین سنیت کی اشاعت و تبلیغ میں نمایاں رول ادا کر رہا ہے زندہ باد اے حجۃ الاسلام

تو دین کی حجت ترا چہرہ حق کا برھان۔
ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

نمکدان

عبد النعیم عزیزی

غلطی یا گلٹی

ہائے رے انگریزی تیرا راجیہ بھی ستیاناس اور بولی بھی بکواس۔ بیچاری ہندوستانی خاتون انگریزی نہ جاننے کے کارن مجرم قرار دی گئی اور اُسے دی گئی سزائے عمر قید۔

ایک عورت کا شوہر سے جھگڑا ہوا عورت نے غصہ میں کسی چیز کو پھینک کر شوہر کو مارا اللہ کی مرضی محترمہ بیوہ ہوگئیں کورٹ میں طلبی ہوئی جج نے پوچھا تم گلٹی پائی گئیں عورت سمجھی جس طرح انگریز تم کو ٹم بولتے ہیں ایسے ہی یہ غلطی کو گلٹی بول رہا ہوگا۔ چونکہ اس نے پھینک کر مارنے کی غلطی کی تھی اس لئے اقرار کرلیا۔ ہاں غلطی کی۔ جج نے اسے گلٹی (مجرم) مان لیا کہ یہ تو اقراری مجرم ہوگئی اور عمر قید کی سزا سنا دی اب ۵ سال بعد اس کے لیے اپیل ہو رہی ہے۔

جونک یا جوک

ایک انگریز بہادر تالاب میں نہا رہے تھے انھیں جونکیں لپٹ گئیں وہ لگے بلبلانے اور دیہاتیوں سے پوچھا یہ کیا ہے دیہاتیوں نے کہا جونک! انگریز بہادر سمجھے کہہ رہے ہیں جوک یعنی مذاق (انگریزی میں جوک کے معنی ہوتے ہیں مذاق کے) اور غصہ ہوئے اور بلبلائے "ساری چمڑی کٹی جا رہی ہے اور تم لوگ کہہ رہے ہو جوک! جوک! (مذاق۔ مذاق) یہ کیسا جوک ہے (مذاق ہے)!

اور انگریز جو برسوں ہندوستان میں جونک کی طرح لگا رہا اور خون چوستا رہا آج ذرا سی جونک لگنے پہ بلبلا رہا تھا۔

خبریں

عالمی سنی کانفرنس اور عالمی نعتیہ مشاعرہ

استقامت ڈائجسٹ کی سلور جبلی کے موقع پر
سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر کی رسم اجراء
۲۵-۲۶-۲۷-اپریل ۱۹۸۵ء

بھارت کی تاریخ میں پہلی بار ایک باوقار جشن بمبئی عظمیٰ کے وسیع اور عریض میدان میں ملک کے مشاہیر علماء و مشائخ، مدبرین مفکرین اور شعراء و مقررین کے علاوہ کئی اور ملکوں کے عمائدین اہلسنت بھی شرکت فرما رہے ہیں۔

رابطہ کا پتہ: ادارہ استقامت ۸۹/۲۴ ریل بازار
کانپور یو۔پی

عرس حافظ ملت و دار العلوم انوار القرآن کا پچیسواں جشن دستار فضیلت

یکم و ۲ر اپریل ۱۹۸۵ء بلرام پور میں

زیر سرپرستی:- جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ **اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری**

وزیر صدارت:- عزیز ملت حضرت علامہ **عبد الحفیظ صاحب قبلہ مبارکپوری**

ملک کے نامور علماء و شعراء شرکت فرما رہے ہیں

بلرام پور میں عرس عزیزی

۸ و ۹ ر اپریل ۱۹۸۵ء کو

زیر اہتمام بزم عزیزیہ امجدیہ بلرام پور

زیر سرپرستی:- جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ **اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری**

وزیر صدارت:- عزیز ملت حضرت علامہ **عبد الحفیظ صاحب قبلہ سربراہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور**

ملک کے مشاہیر شعراء و مقررین شرکت فرما رہے ہیں

قائم مقام مفتی اعظم کا تبلیغی دورہ

قائم مقام مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب نے مخدومہ ملت (اہلیہ سرکار مفتی اعظم) کے وصال سے قبل بہت سارے پروگرام منسوخ کر دئے تھے اور بعد وصال بھی بستی۔ بردوان کلکتہ وغیرہ کا پروگرام کینسل کرنا پڑا، ۱۷ مارچ سے ۲۰ مارچ تک حضرت نے دہلی۔ بمبئی۔ پٹلاد تنتھوا۔ بنڈی جام نگر۔ پڈدھری (راجکوٹ) (راجکوٹ) راجکوٹ وغیرہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس مختصر سے دورہ میں حضرت کے دست حق پرست پر ہزاروں افراد بیعت ہوئے سفر میں حضرت کے رفیق سفر اور خادم مدیر سنی دنیا، عبد النعیم عزیزی بھی ہمراہ تھے یکم اپریل سے دس اپریل تک حضرت بلرام پور، مارہرہ مطہرہ۔ شری دت گنج۔ گونڈہ۔ بٹھور۔ کرنیل گنج وغیرہ کے دورے کریں گے۔

اسلامی سنی کانفرنس سیوان بہار

یہ کانفرنس جو ۱۲-۱۳-۱۴- اپریل کو ہونے والی تھی اس کی تاریخیں بڑھا دی گئی ہیں لیکن ابھی ان کا تعین نہیں ہوا ہے۔ یہ خبر علامہ ارشد القادری صاحب نے دی ہے تاریخ کا انتظار کریں اور رابطہ اس پتہ پر کریں

علامہ ارشد القادری صاحب ادارہ شرعیہ سلطان گنج پٹنہ ۶ (بہار)

بزم ابوالعلائی فدائی جھریا کول فیلڈ

شیخ العارفین حضرت علامہ الحاج سید شاہ فدا حسین ابوالعلائی قدس سرہٗ سرکار پٹنہ کی یادگار میں جھریا میں بزم ابوالعلائی فدائی کی اکیاون افراد پر مشتمل ایک مجلس عاملہ کی تشکیل ہوئی ہے۔ اس بزم کے بنیادی مقاصد حسب ذیل ہیں۔

(۱) جھریا کول فیلڈ سطح پر ایک عظیم دو روزہ سرکار پٹنہ کانفرنس کا انعقاد

(۲) سرکار پٹنہ کی سوانح حیات پر ایک مبسوط کتاب کی اشاعت

(۳) بارگاہ فیاضیہ کی قدیم مسجد و مہمان خانہ کی تعمیر نو۔ وابستگان بارگاہ فیاضیہ سے التماس ہے کہ سرکار پٹنہ سے متعلق معلومات درج ذیل پتہ پر روانہ کریں۔

(مولانا) غلام دستگیر صاحب فدائی القادری صدر مجلس و ناظم نشر و اشاعت کیندوا بازار کوسنڈہ دھنباد۔

جالنہ مہاراشٹر میں شاخ رضا اکیڈمی کا قیام

مسلک اعلیٰحضرت کی اشاعت اور نوجوانوں کو صحیح دینی شعور دینے کے لئے جالنہ میں رضا اکیڈمی کی شاخ قائم کی گئی جس کے عہدیداران و ممبران حسب ذیل ہیں۔

صدر:- جناب یوسف صاحب سکین۔

نائب صدر:- جناب محمد امین صاحب

خازن:- جناب عبد الحکیم صاحب ڈانگے۔

جنرل سکریٹری۔ جناب جاوید احمد خاں صاحب

جوائنٹ سکریٹری۔ جناب صلاح الدین صاحب

ممبران کمیٹی: عبد القادر مومن۔ عبد الرشید محمد اختر۔ فیروز خاں۔ چودھری عبد القادر محمد جاوش صاحبان

جشن دستار فضیلت

دار العلوم اہلسنت اشاعت الاسلام جھریا دھنباد میں ۱۶-۱۷- مارچ کو نائب مفتی اعظم حضرت مفتی شریف الحق امجدی و محمود ملت حضرت مفتی محمود احمد صاحب کے ہاتھوں دس علماء اور ۹ حفاظ کی دستار بندی ہوئی سیکڑوں افراد مفتی محمود ملت کے دست حق پر بیعت بھی ہوئے۔

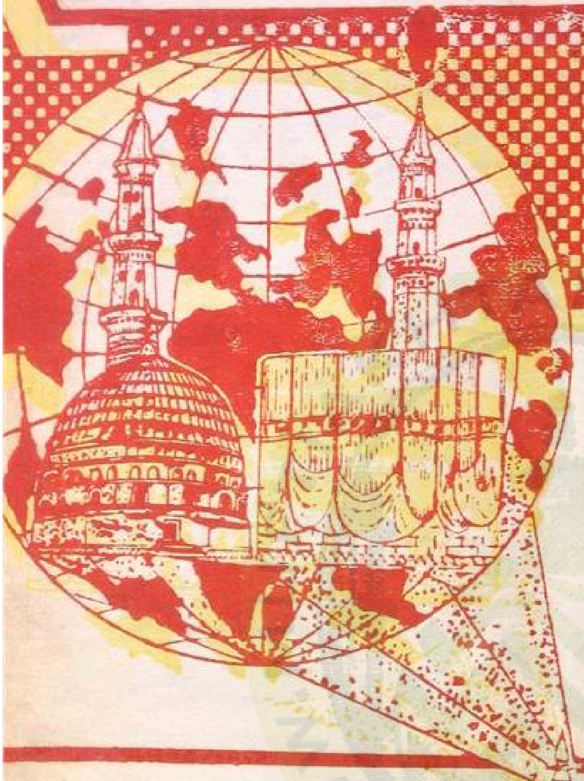
سلطان احمد رضوی جنرل سکریٹری دار العلوم ہذا

لندن میں کنز الایمان کانفرنس

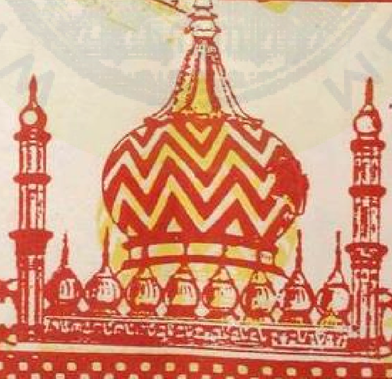
زیر اہتمام ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ بتاریخ ۵- مئی ۱۹۸۵ء قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری صاحب کو دعوت دی گئی

Regd No XL///.7(82)Vol-3 Annual Subscription Rs-25.00 Per Copy Rs.2-50
April 1985 29 Regd P.O.No-B.R.157

بیادگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمہ



نی دُنیا



بَریلی شرب

ر و نگراں

مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند بریلی شریف

مرکز اہل سنت بریلی شریف سے شائع ہونے والا

مذہبی، روحانی، علمی اور اصلاحی ترجمان

بطفیل عاطفت حضور مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ و بیادگار حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

زیر سرپرستی و نگرانی قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری

نگران و پرنٹر مولانا منان رضا خاں منانی

مدیر: عبد النعیم عزیزی - ایم اے - بی ایس سی (علیگ)

جلد ۳

شمارہ ۳۰

شعبان المعظم سنہ ۱۴۰۵ھ مطابق ماہ مئی سنہ ۱۹۸۵ عیسوی

اگر اس دائرہ میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیجیے آپ کا زرتعاون ختم ہو چکا ہے براہ کرم سال آئندہ کے لیے دوبارہ زرتعاون ارسال فرمائیں۔

سالانہ زرتعاون ۰۰-۲۵ غیر ممالک سے ۰۰-۸۵ بھارتی سکوں میں

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

ایڈیٹر/منیجر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران رضا نگر بریلی شریف

ناشر اختر رضا خاں طابع منان رضا خاں نے بریلی الیکٹرک پریس بریلی شریف سے طبع کرا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا بریلی سے شائع کیا۔

تزئین و کتابت فضل نوری

جھلکیاں

باب سخن

عبدالنعیم عزیزی

دین فطرت- اسلام انسان کو دنیوی اور اخروی دونوں زندگیوں کی فلاح و کامرانی کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور یہ دین کامل اسے غور و فکر تحقیق و جستجو اور دنیوی ترقی کی آزادی بھی عطا کرتا ہے لیکن جس آزادی سے شریعت کے منصوص کٹ جائیں جو غور و فکر دینی نظریات و عقائد کو مجروح کرے۔ جو تحقیق اور جستجو قرآن و حدیث کے اصولوں کو مٹا دے اور جو ترقی اسلامی روح کو فنا کر دے یہ دین کامل اس طرح کی آزادی اور ترقی کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ جسارت کلچر یا فیشن آدرش یا تہذیب اور کسی بھی ذہنی، تمدنی، سماجی، اقتصادی یا سیاسی ترقی کے نام پر فحاشی، عیاشی، کرپشن، الحاد وغیرہ شیطنت کو گوارا نہیں کر سکتا۔

اسلام نے جس بات کو مطلقاً ناجائز یا حرام قرار دیدیا ہے اسے کوئی بھی دانشور مفتی صاحب حلال یا جائز قرار نہیں دے سکتے

اسلامی شریعت کا مذاق اڑانے والے اسے بے بس سمجھنے والے اور معاذ اللہ اسے ایک محدود زمانہ کا مذہب سمجھنے والے گمراہی میں مبتلا ہیں۔

یہ مذہب قیامت تک کے لئے ہے اور صرف اسی کے اصولوں پر چلکر سرخروئی و کامرانی حاصل کی جا سکتی ہے

تصویر کشی۔ سینما بینی۔ ناچ۔ گانے یا اسی طرح کی دوسری خرافات و خرابات اور لہو و لعب کو اسلام کسی بھی ترقی کے نام پر جائز قرار نہیں دے سکتا۔

ہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ علماء کسی بھی جدید مسئلے کے جواز یا عدم جواز کے سلسلے میں مل کر بیٹھیں غور و فکر کریں۔ تحقیق کریں اور پھر قرآن و حدیث اور اسلاف کے اعمال و افعال اور اقوال کی روشنی میں اسے پرکھ کر اس پر حکم لگائیں۔ لیکن یہ بھی نہیں کہ ہر مولوی صاحب مفتی بن جائیں۔ جو حقیقتاً مفتی ہیں اور جنھیں علماء و قوم دونوں مستند و معتبر مانتے ہیں صرف

دی حضرات اس میدان میں قدم رکھیں بقیہ قوم کے
جس فرد کی جیسی صلاحیت ہو اسے اس طرح کا کام
کرنے اور دین وسنیت کی خدمت کا موقع ضرور
فراہم کیا جائے۔

فضائل سورہ اخلاص

(صفحہ ۸ سے آگے)

(۳۳) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا جو قل ھو اللہ احد دو سو مرتبہ پڑھے اس کو پانچسو سال کی عبادت کا ثواب ملیگا۔(۱)

(۳۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر نماز فرض کے بعد دس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی خوشنودی اور مغفرت لازم فرمادے گا۔(۲)

(۳۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو دو رکعت نماز پڑھے گا اور ان دونوں رکعتوں میں تیس ۳۰ بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک ہزار سونے کے محل بنائے گا۔ اور جو اسی تعداد سے اسے نماز سے باہر پڑھے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ سو محل بنائے گا۔ اور جو اسے کسی بھی نماز میں پڑھے گا اس کا یہ عمل پہلے سے افضل ہوگا۔ اور جو اسی تعداد میں اپنے گھر والوں میں آتے وقت پڑھیگا تو اس کی وجہ سے اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کو بھی بھلائی پہونچے گی۔(۳)

(۳۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کا ارادہ کیا راستے کی ایک منزل پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی آپ نے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھی اور دوسری رکعت میں (فاتحہ کے بعد) قل اعوذ برب الفلق پڑھی جب آپ سلام پھیر چکے تب حضور صلعم نے فرمایا کوئی شخص کسی نماز میں دو ایسی سورتیں نہ پڑھیگا جو ان دونوں سورتوں سے بلیغ تر اور افضل ہونگی (۴)

(۱) الفقہ ابن ضریس (۲) در منثور ص ۴۱۴ تاریخ ابن بخار (۳) الیضاً شعب الایمان بیہقی (۴) الیضاً سعید بن منصور وابن مردویہ

کلامِ امام

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

تاب مرآتِ سحر گردِ بیابانِ عرب
غازۂ روئے قمر دودِ چراغانِ عرب

اللہ اللہ بہارِ چمنستانِ عرب
پاک ہیں لوثِ خزاں سے گل و ریحانِ عرب

جوشش ابر سے خونِ گلِ فردوس گرے
چھیڑ دے رگ کو اگر خارِ بیابانِ عرب

تشنۂ نہرِ جناں ہر عربی و عجمی
لبِ ہر نہرِ جناں تشنۂ نیسانِ عرب

طوقِ غم آپ ہوائے پرِ قمری سے گرے
اگر آزاد کرے سروِ خرامانِ عرب

مہر میزاں میں چھپا ہو تو حمل میں چمکے
ڈالے اک بوند شبِ دے میں جو بارانِ عرب

عرش سے مژدۂ بلقیس شفاعت لایا
طائرِ سدرہ نشیں مرغِ سلیمانِ عرب

کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص
یوسفستان ہے ہر اک گوشۂ کنعانِ عرب

بزمِ قدسی میں ہے یادِ لبِ جاں بخش حضور
عالمِ نور میں ہے چشمۂ حیوانِ عرب

پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب
خسروِ خیلِ ملک خادمِ سلطانِ عرب

بلبل و نیلپر و کبک بنو پروانو
مہ و خورشید پہ ہنستے ہیں چراغانِ عرب

حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں
کہ ہے خود حسنِ ازل طالبِ جانانِ عرب

کرمِ نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسانِ عرب

ضیائے قرآن

مولانا افتخار احمد رضوی رکن مجمع الاسلامی

فضائل سورۂ اخلاص

گذشتہ سے پیوستہ

حضرت انس ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایک بار قل ھو اللہ احد پڑھے اس کے لیے برکت ہوتی ہے اور جو اسے دو بار پڑھتا ہے تو اس کے اور اس کے گھر والے دونوں کے لئے برکت ہوتی ہے اور اگر اسے تین بار پڑھے تو اس کے لیے اس کے گھر والوں اور اس کے پڑوسیوں کے لئے برکت ہوتی ہے بعد اگر بارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تبارک تعالیٰ اس کے لئے جنت میں بارہ محل تعمیر فرمائیگا اور جو اسے بیس مرتبہ پڑھے گا وہ انبیا کے ساتھ اس طرح ہوگا جیسے بیچ اور شہادت کی انگلی ملی ہوتی ہیں اور اگر اسے چار سو مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے چار سو ایسے شہیدوں کا اجر لکھے گا جن کے گھوڑے مارے گئے اور جن کا خون بہایا گیا (یعنی میدان جنگ میں وہ شہید ہوئے) اور اگر وہ اسے ایک ہزار مرتبہ پڑھے تو جب تک وہ بذات خود اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے اس وقت تک اسے موت نہ آئیگی (۱)

(۱۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز کی پاکی کی طرح پاکی کے ساتھ سورہ فاتحہ پڑھ کر سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا اور دس برائیاں مٹائے گا۔ اور اس کے (جنت میں) دس درجے بلند کرے گا اور جنت میں اس کے لئے سو محل تعمیر کرے گا اور اس کے عمل کو اس دن تمام بنی آدم کے برابر اٹھائے گا اور جیسا اس نے تیس بار قرآن پڑھا ہو یہ شرک سے علیحدگی کا ذریعہ ہے۔ فرشتوں کے حاضر ہونے کا سبب اور شیطان کے بھاگنے کا باعث ہے اور عرش کے قریب اس کی ایک آواز ہوتی ہے وہ اپنے پڑھنے والوں کا تذکرہ کرتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کی طرف نظر فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کی طرف نظر رحمت فرما دے اسے کبھی عذاب نہ دیگا (۲)

---

(۱) درمنثور ص ۴۱۳ ج ۶ حافظ ابو محمد بن احمد سمرقندی

(۲) ایضاً ص ۵۳۰ کامل ابن عدی شعب الایمان بیہقی و درمنثور ص ۴۱۱ ج ۶

(۱۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دو سو بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے پچاس سال کے گناہ بخشے جائیں گے جب کہ وہ ان چار گناہوں سے بچ سکے خونریزی۔ لوٹ۔ زنا اور شراب (۱)

(۱۹) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جو ایمان کے ساتھ انھیں کریگا۔ وہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے گا۔ داخل ہوگا اور حوروں سے اس کی شادی ہوگی جہاں سے چاہے گا پہلا شخص وہ جو اپنے قاتل کو معاف کردے اور خفیہ قرض ادا کرے اور ہر نماز فرض کے بعد دس بار قل ھو اللہ احد پڑھے حضرت ابو بکر نے عرض کیا رسول اللہ ان میں سے اگر کوئی ایک کرے؟ حضور نے فرمایا کہ چاہے کوئی ایک ہی کرے۔ (۲)

یعنی مذکورہ تینوں چیزوں میں سے کوئی صرف ایک ہی کو انجام دے کے وہ بھی جنت کے جس دروازے سے چاہیگا اور اسے بھی حوریں ملیں گی۔

(۲۰) حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے مرض الموت میں قل ھو اللہ احد پڑھیگا وہ قبر کی پریشانی میں مبتلا نہ ہوگا اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ اور قیامت کے دن فرشتے اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھائیں گے اور اسے پل صراط سے گزار کر جنت تک پہونچائیں گے۔ (۳)

(۱) درمنثور ص ۴۱۱ ج ۶ کامل ابن عدی و شعب الایمان از بیہقی
(۲) درمنثور ص ۴۱۷ ج ۶ ابو یعلی
(۳) درمنثور ج ۶ ص ۴۱۲ اوسط طبرانی و حلیہ ابو نعیم

(۲۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی اور قل ھو اللہ احد پڑھے گا وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔ (۴)

(۲۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی سے بات کرنے سے پہلے مغرب بعد دو رکعت پڑھے گا پہلی رکعت میں الحمد و قل یاایھا الکفرون اور دوسری رکعت میں الحمد و قل ھو اللہ احد پڑھے گا وہ اپنے گناہوں سے اس طرح باہر ہو جائیگا جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکلتا ہے۔ (۵)

(۲۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بعد نماز جمعہ سات بار قل ھو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے عوض اسے دوسرے جمعہ تک برائی سے بچائیگا (۶)

(۲۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھیگا تو یہ اللہ کے نزدیک اللہ کے راستے پر لگام لگائے اور زین کسے ہوئے ایک ہزار گھوڑوں سے محبوب تر ہے۔ (۷)

(۲۵) حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو رات اور دن میں دس بار قل ھو اللہ احد اور آیت الکرسی پڑھنے کی پابندی

(۴) ایضاً طبرانی (۵) ایضاً ابن نجار
(۶) ایضاً عمل الیوم واللیلۃ ابن سنی (۷) درمنثور ص ۴۱۳ ج ۶ حافظ محمد حسن بن احمد سمرقندی

کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رضا و خوشنودی اپنے لئے حاصل کرے گا اور وہ انبیاء کے ساتھ ہوگا اور شیطان سے محفوظ ہوگا۔ (۱)

(۲۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تیس بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا اس کے لئے شرک سے براءت عذاب سے امان اور فزع اکبر یعنی بڑی گھبراہٹ کے کے وقت) سے امان لکھ دی جائے گی (۲)

(۲۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے گھر پہنچتے وقت الحمد للہ اور قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے اللہ اس سے محتاجی دور فرما دیتا ہے اور اس کے گھر کی خیر برکت زیادہ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا فیض پڑوسیوں کو بھی پہنچتا ہے (۳)

(۲۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جب صور پھونکا جائے گا رحمٰن کا جلال و غضب بہت شدید ہوگا۔ فرشتے اتریں گے اور زمین کے کناروں کو پکڑیں گے اور وہ مسلسل قل ھو اللہ احد پڑھیں گے یہاں تک کہ وہ نشان غضب جاتا رہیگا۔ (۴)

(۲۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھا اس نے گویا اپنی جان اللہ تعالیٰ سے خرید لی۔ (۵)

(۳۰) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی رات یا دن میں تین بار قل ھو اللہ احد پڑھے گا یہ پورے قرآن کے برابر ہوگا۔ (۶)

(۳۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا میرا ایک بھائی ہے قل ھو اللہ احد پڑھنا اسے محبوب بہت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو جنت کی بشارت دیدو۔ (۷)

(۳۲) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا میرا ہاتھ حضور کے ہاتھ میں تھا تب ایک اعرابی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

اللھم انی اسئلک بانک انت اللہ لا الہ الا انت الواحد الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد	اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی تنہا یکتا بے نیاز ہے جس نے نہ جنا اور نہ جنا گیا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اللہ کو اس کے اسم اعظم کے ساتھ پکارا ہے جب بھی اس کے ذریعہ اس سے سوال کیا جاتا ہے وہ عطا فرماتا ہے۔ اور جب اس کے ساتھ دعا کی جاتی ہے وہ قبول فرماتا ہے۔ (۸)

بقیہ صفحہ ۴۲ پر پڑھئے

---

(۱) ایضاً ایضاً (۲) ایضاً ایضاً (۳) ایضاً ایضاً (۴) ایضاً طبرانی (۵) ایضاً فوائد ابراہیم بن محمد خیارجی

(۶) ایضاً تاریخ ابن نجار (۷) ایضاً ابن ضریس باب

(۸) ایضاً عبد الرزاق بن ابو شیبہ ابن ماجہ ص ۳۱۲ وابن ضریس

بہار حدیث

مولانا ایوب عالم صاحب رضوی
استاد نائب شیخ الحدیث الجامعۃ النوریہ رضویہ
بریلی شریف

(تین منجیات۔ تین مہلکات)

حدیث شریف:۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول
اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلث منجیات و
ثلث مہلکات فاما المنجیات فتقوی اللہ فی
السر والعلانیۃ والقول بالحق فی الرضا والسخط
والقصد فی الغنی والفقر واما المہلکات فہوی
متبع وشح مطاع واعجاب المرء بنفسہ وھی
اشدھن (مشکوٰۃ شریف جلد ثانی ص ۴۳۴ مطبع رشیدیہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
تین (خصلتیں) نجات دلانے والی ہیں (خصلتیں)
یہ ہیں ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور خوشی
اور ناراضگی میں سچ بولنا۔ اور مالداری اور فقری
میں درمیانی چال چلنا۔ اور ہلاکت میں ڈالنے
والی (خصلتیں) یہ ہیں۔ نفسانی خواہشوں کی پیروی
کرنا اور بخیل کی اطاعت کرنا۔ اور اپنی ذات پر
تکبر و گھمنڈ کرنا۔ اور یہ ان تینوں میں سب سے زیادہ
سخت ہے۔

(فائدہ) حضور اکرم نور مجسم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے اس فرمان کا مقصد بالکل واضح اور
بین ہے کہ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ دنیا و آخرت کے
عذابوں سے نجات دینے والی ہیں اور تین خصلتیں
ایسی ہیں جو انسان کو دونوں جہان میں ہلاک کرنے
والی ہیں۔

تقوی:۔ ظاہر و باطن ہر حال میں خدا سے ڈرنا
ظاہر ہے کہ خوفِ الٰہی تمام نیکیوں کے کرنے اور
تمام گناہوں سے بچنے کا سرچشمہ ہے۔ جب تنہائی
مجمع۔ ظاہر و باطن ہر جگہ ہر حال میں بندہ خدا سے ڈرتا
ہے تو وہ یقیناً ہر جگہ ہر حال میں وہی کام کریگا جس سے
اللہ راضی اور خوش ہو۔ اور ان تمام چیزوں سے
بچے گا جن سے خدا ناراض ہو۔ ظاہر ہے جس آدمی
کا یہ حال ہوگا وہ انشاء اللہ تعالیٰ دونوں جہان کے
عذاب سے نجات پائے گا۔

حق بولنا: اسی طرح جو شخص حق بولنے کا عادی ہوگا تو وہ ہر حال میں اور ہر جگہ حق بات ہی بولے گا تو وہ گناہ کی باتوں سے محفوظ رہے گا اور اپنی اس حق گوئی پر جہاد کا ثواب پائے گا لہٰذا ان شاء اللہ تعالیٰ وہ عذاب دارین سے نجات پا جائے گا۔

درمیانی چال: اسی طرح امیری اور فقیری دونوں حالتوں میں جو حالت اعتدال میں رہے گا اور درمیانی چال چلے گا تو وہ ان شاء اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ دونوں جہاں کے عذابوں سے بچے گا۔

خواہشات نفس کی پیروی: نفس امارہ کی پیروی ہی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ نفس امارہ وہ ہے کہ جو انسان کو ہمیشہ گناہوں کا حکم دیتا رہتا ہے اور معصیتوں پر ابھارتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ معصیت ہلاکت کے سوا اور کسی چیز کا سبب بن سکتی ہے۔

بخیلی کی فرمانبرداری: اسی طرح بخیلی کی اطاعت بھی ہر قسم کی نیکیوں کو روکنے والی ہے۔ اور بخیل کو دنیا و آخرت میں کہیں بھی راحت و آرام نصیب نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں وہ طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتا ہے اور آخرت میں تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اپنی ذات پر تکبر اور گھمنڈ کرنا: اسی طرح اپنی ذات پر گھمنڈ یہ بھی عذاب دارین کا سبب ہے اور یہ تکبر تو وہ ہولناک گناہ ہے کہ ابلیس لعین اسی تکبر میں مارا گیا اور ذلت کے ساتھ جنت سے نکالا گیا۔ اور قیامت تک خالق کائنات اور اس کی تمام مخلوقات کی لعنتوں میں گرفتار رہے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

علماء کرام کی دست بوسی کے جواز کا ثبوت

حدیث شریف: عن زراع وکان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلہ رواہ ابوداؤد
(مشکوٰۃ شریف جلد ثانی ص۴۰۲ مطبع رشیدیہ)

ترجمہ: حضرت زراع سے مروی ہے اور (حضرت زراع) قبیلہ عبد القیس کے نمائندوں میں شامل تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ شریف آئے تو ہم لوگ جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے۔

فائدہ: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ علماء مشائخ صلحاء امت کے ہاتھ پاؤں کو عقیدت و محبت سے چومنا جائز ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں "اگر دست عالم یا سلطان بوسہ دہد از جہت علم و عدالت و اعزاز دین لا باس بہ است و اگر بجہت غرض دنیاوی کند مکروہ است اشد کراہت
(اشعۃ اللمعات جلد رابع ص۲۱ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر (پاکستان)

یعنی اگر علماء کرام اور بادشاہ کے ہاتھ کو ان کے علم اور دینداری اور دین کی تنظیم کی نیت سے کوئی شخص چومے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کسی دنیاوی غرض کے لالچ میں ایسا کرے تو یہ سخت مکروہ ہے۔

قال النووی اذا اراد تقبیل ید غیرہ ان کان ذلک لزھدہ وصلاحہ او علمہ او شرفہ وصیانتہ او نحو ذلک من الامور الدینیۃ لم یکرہ بل یستحب وان کان لغناہ ودنیاہ وثروتہ وشوکتہ وجاھتہ عند اھل الدنیا ونحو ذلک فھو مکروہ شدید الکراھۃ (حاشیہ مشکوٰۃ شریف صـ۴۰۲)

یعنی امام نووی فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی کے ہاتھ کو بوسہ دینے کا ارادہ کرے تو یہ بوسہ دینا اس کی پرہیزگاری اور صلاح یا اس کے علم یا اس کی شرافت وصیانت یا اس کے علاوہ کسی امور دینی کی وجہ سے ہو تو یہ مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اور اگر اس کی مالداری اور دنیاوی غرض اور ثروت و شوکت اور وجاہت یا اس کے علاوہ کسی امر دنیاوی کی وجہ سے ہو تو یہ سخت مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بعد وفات قبر میں ثواب

حدیث شریف:- عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلثۃ الا من صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ (مسلم شریف جلد ثانی صـ۴۱ مطبوعہ رحیمیہ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس سے اس کے عمل کا ثواب منقطع ہوجاتا ہے مگر تین عمل سے (کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے) صدقہ جاریہ کا ثواب۔ یا اس علم کا ثواب جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔

فائدہ:- انسان جب تک زندہ رہتا ہے طرح طرح کے اعمال صالحہ کرتا رہتا ہے اور جب اس کو اس کے نیک عمل کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ مگر جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے اس لئے اس کے اجر و ثواب کا سلسلہ بھی کٹ جاتا ہے۔ لیکن تین آدمی ایسے ہیں کہ مرنے کے بعد ان کے اعمال کے اجر و ثواب کا سلسلہ قائم و دائم رہتا ہے اور ہمیشہ ان کی قبروں میں ثواب پہنچتا رہتا ہے۔

ان میں سے پہلا شخص تو وہ ہے جو اپنی زندگی میں کوئی صدقہ جاریہ کرکے مرا ہو تو اگرچہ مرکر قبر میں سو رہا ہے اور کوئی عمل نہیں کر رہا ہے مگر اس کے نامۂ اعمال میں اس کے صدقہ جاریہ کا ثواب برابر درج ہوتا رہتا ہے۔

صدقۂ جاریہ

جیسے مسجد بنوانا۔ مدرسہ بنوانا۔ کنواں کھدوانا مسافر خانہ بنوانا۔ یا کارِ خیر کے لئے کوئی جائداد وقف کرنا۔ جب تک یہ چیزیں باقی رہیں گی برابر ان کے ثواب کا سلسلہ قائم رہے گا اس کی بنوائی ہوئی مسجد میں جو نمازیں پڑھی جائیں گی جس طرح اس کے پڑھنے والے کو ثواب ملے گا اسی طرح مسجد بنوانے والے کو بھی ثواب ملتا رہے گا۔ اسی طرح اس کے بنوائے ہوئے مدرسہ میں جو لوگ پڑھیں گے۔ پڑھائیں گے اس کے بنوائے ہوئے کنوئیں سے جتنے سیراب ہوں گے جتنے لوگ وضو کریں گے ان سب کا ثواب مدرسہ اور کنواں بنوانے والے کو ملے گا۔ اسی طرح جائداد موقوفہ سے

جتنے کار خیر ہوں گے سب کا ثواب ملتا رہے گا۔ اور وقف کرنے والے کی قبر میں اجر و ثواب پہنچتا رہیگا

دوسرا شخص وہ ہے جو کوئی ایسا علم چھوڑ کر مرے جس سے اُمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفع حاصل ہوتا ہو۔ مثلاً کوئی مفید کتاب لکھ کر مرگیا ہو یا کچھ شاگرد، کو علم پڑھا کر مرا ہو یا علم دین کی کتابیں خرید کر وقف کر گیا ہو۔ تو جس طرح علم دین پڑھنے پڑھانے والوں کو ثواب ملے گا اسی طرح اس شخص کی قبر میں بھی اجر و ثواب پہنچتا رہیگا۔

تیسرا شخص وہ ہے جس نے اپنی اولاد کو تعلیم و تربیت دیکر نیک اور صالح بنا دیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد اس کی نیک اولاد جو اس کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کرتی رہے گی۔ اس کا اجر و ثواب بھی اس شخص کو ہمیشہ ملتا رہے گا۔

مولیٰ تعالیٰ یہ تینوں عمل کرنے کی مسلمانوں کو توفیق رفیق عطا فرمائے (آمین)

(واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ دائم)

بیٹیاں

حدیث شریف:۔ ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت جاءتنی امرأۃ ومعھا ابنتان لھا فسألتنی فلم تجد عندی شیئا غیر تمرۃ واحدۃ فاعطیتھا ایاھا فاخذتھا فقسمتھا بین ابنتیھا ولم تاکل منھا شیئا ثم قامت فخرجت وابنتاھا فدخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثتہ حدیثھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ابتلی من البنات بشیٔ فاحسن الیھن کن لہ ستراً من النار (مسلم شریف جلد ثانی مطبعہ رحیمیہ صفحہ ۳۳۰)

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میرے پاس ایک عورت اپنی دو لڑکیوں کے ساتھ آئی اور اُس عورت نے مجھ سے کچھ مانگا تو میرے پاس اُس نے ایک کھجور کے سوا کچھ نہ پایا میں نے وہی کھجور اس کو دیدی تو اُس نے اس کھجور کو اپنی دونوں لڑکیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھایا پھر وہ اُٹھی اور اپنی دونوں لڑکیوں کے ساتھ باہر چلی گئی پھر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس عورت کی بات بیان کی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیٹیوں کے ساتھ مبتلا کیا گیا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔

فائدہ:۔ یہ حدیث پاک بعض روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان اللہ قد اوجب لھا بھا الجنۃ او اعتقھا بھا من النار یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عورت کے لئے جنت واجب فرمادی یا اُس عورت کو اللہ عزوجل نے جہنم سے آزاد فرمادیا۔ (بقیہ آئندہ)

کلام حسن

استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں حسن علیہ الرحمہ

تصور لطف دیتا ہے دہان پاک سرور کا
بھرا آتا ہے پانی میرے موہنہ میں حوض کوثر کا

جو کچھ بھی وصف ہو اُن کے جمالِ ذرہ پرور کا
مرے دیوان کا مطلع ہو مطلع مہرِ محشر کا

مجھے بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا
لیے جاؤں گا چھوٹا سا کوئی ذرہ ترے در کا

جو اک گوشہ چمک جائے تمھارے ذرہ ذرہ کا
ابھی موہنہ دیکھتا رہ جائے آئینہ سکندر کا

اگر جلوہ نظر آئے کفِ پائے منور کا
ذرا سا موہنہ نکل آئے ابھی خورشید محشر کا

اگر دم بھر تصور کیجیے شانِ پیمبر کا
زباں پر شور ہو بیساختہ اللہ اکبر کا

اُجالا طور کا دیکھیں جمالِ جانفزا دیکھیں
کلیم آ کر اٹھا دیکھیں ذرا پردہ ترے در کا

دو عالم میہماں تو میزباں خوان کرم جاری
ادھر بھی کوئی ٹکڑا میں بھی کتا ہوں ترے در کا

سہارا کچھ نہ کچھ رکھتا ہے ہر فرد بشر اپنا
کسی کو نیک کاموں کا حسن کو اپنے یاور کا

باب الاستفتاء

قائم مقام مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری

۶۸۶
۹۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وارث اللہ جو اللہ کے ۹۹ ناموں میں سے ایک نام ہے پھر وارث اللہ نام رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ مدلل جواب دیکر مطمئن فرمائیں۔

المستفتی حاجی نواب علی رضوی نائب صدر
مرکزی جماعت اہل سنت برار آکولہ

۶۸۶
۹۲

الجواب:- اللھم ھدایۃ الحق والصواب وارث اللہ نام رکھنا جائز نہیں اس لئے کہ وارث عرف عام و استعمال شائع میں اس کو کہتے ہیں جسے میت سے ترکہ پہنچے جس کا وہ مالک بنے۔ جب وارث کسی شخص کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس شخص مضاف الیہ سے بھی متبادر ہوتا ہے لہذا وارث فلاں کا مطلب یہ ہوا کہ فلاں کے بعد اس کے مال کا مالک بلکہ اضافت لفظیہ پر متحقق نہ ہو جب بھی یہی سمجھا جاتا ہے اور کبھی وارث کی اضافت مال موروث کی طرف ہوتی ہے۔ مفردات القرآن للامام الراغب الاصفہانی میں ہے

یقال ورثت مالا من زید وورثت زیدا

پہلی صورت میں معاذ اللہ وارث اللہ کے معنی یہ ہوں گے جو اللہ کے بعد باقی رہے۔ والعیاذ باللہ اور دوسری صورت میں وارث اللہ کے معنی معاذ اللہ مالک اللہ ہوں گے تو وارث اللہ دو وجہ سے معنی محظور کا موہم ہوا بلکہ اس سے یہ دونوں معنی بحکم متبادر ہوئے اور شرعاً اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی جناب میں کلمات موہمہ بولنا ممنوع و ناجائز ہے

قال تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکافرین عذاب الیم

اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے (ترجمہ رضویہ) دیکھئے قرآن کریم نے راعنا کہنے سے منع فرمایا۔ حالانکہ راعنا میں اصلاً برائی نہیں مگر چونکہ یہودی زبان موڑ کر اہانت کا کلمہ بولتے تھے لہذا اس نے ممانعت فرما دی تو جب اصل کلمہ میں معنی خلاف ادب اس کا ایہام ہو تو وہ کیوں کر ممنوع نہ ہوگا ضرور اس سے ممانعت ہوگی اور جب معنی محظور و ممنوع متبادر ہو تو بلا شبہ اس سے ممانعت اشد و آکد ہوگی۔ آخر نہ دیکھا کہ دعائے مشہور میں باوجود ماثور و منقول ہونے کے یہ کلمات (بمعقد العز من عرشک) مکروہ و ممنوع ٹھہرے اور وجہ وہی کہ خلاف شان اقدس الوہیت حدوث صفت عزت باری تعالیٰ اور عرش کا اس عزت کے لئے مبدا ہونے کا ایہام ہے جس سے وہ منزہ ہے۔ اگرچہ معنی صحیح کا احتمال بھی ہے لہذا ممنوع ہے۔ درمختار میں ہے

وکرہ قولہ فی دعائہ بمعقد العز من عرشک (الی قو

والاحوط الامتناع لکونہ خبر واحد فیما یخالف القطعی الخ اس کے تحت رد المحتار میں ہے وانما کرہ لانہ یوہم تعلق عزہ بالعرش والعرش حادث وما یتعلق بہ یکون حادثا واللہ تعالیٰ متعال من تعلق عزہ بالحادث سبحانہ وحاصلہ ان یوہم تعلق عزہ بالعرش تعلقا خاصا وحاصلہ ان یکون العرش مبدءً ومنشا للعزۃ تعالیٰ کما توہمہ کلمۃ من فان مؤداہ ان صفۃ العز ناشئۃ من العرش الحادث فتکون حادثۃ فافہم وبہ اندفع ما اورد ان حدوث تعلق الصفۃ بالحادث لا یوجب حدوثہا وجہ الاندفاع ان مجرد ایہام المعنی المحال کاف فی المنع عن التلفظ بہذا الکلام وان احتمل معنی صحیحا ولذا علل المشائخ بقولہم لانہ یوہم الخ ملتقطا اسی لئے انا مومن ان شاء اللہ کہنے کی اجازت نہیں اگرچہ بقصد تبرک بولے کہ شک کا ایہام تو ہے اسی رد المحتار میں سابقہ عبارت کے متصل ہے۔ ونظیرہ ما قالوا فی انا مؤمن ان شاء اللہ تعالیٰ فانہم کرہوا ذلک وان قصد التبرک دون التعلیق لما فیہ من الایہام وعلی ہذا المنع عن ہذا اللفظ الخ ملتقطا اور جب اس دعا کے الفاظ ماثور ہونے کے باوجود بوجہ ایہام مکروہ وممنوع ٹھہرے کما مر مفصلاً تو جو نام اصلاً ماثور نہیں اور اس میں ایہام خلاف شان الوہیت اظہر و اجلی موجود ہے وہ اشد ممنوع و آکد محظور کیونکر نہ ہوگا حالانکہ وہ نام جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں وارد نہ ہوا نہ مسلمانوں میں بلا نکیر رائج و مستعمل اس کا جواز علماء کے درمیان خود مختلف فیہ اور اس سے

اجتناب شرعاً مطلوب ہے۔ ہندیہ پھر رد المحتار میں ہے۔ التسمیۃ باسم لم یذکرہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ ولا ذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا استعملہ المسلمون تکلموا فیہ والاولی ان لا یفعل پھر جو اس اسم غیر ماثور وغیر مستعمل میں خلاف شرع کا ایہام بھی ہو تو اس کی اجازت شریعت مطہرہ سے زنہار نہیں۔ دیکھئے ہمارے بعض ائمہ نے ابو الحکم کنیت رکھنے سے ممانعت فرمائی کہ حکم اسم باری تعالیٰ ہے تو اس کی طرف اب کی اضافت مناسب نہیں اسی رد المحتار میں ہے۔ ولا یسمیہ ابا الحکم ای لان الحکم من اسمائہ تعالیٰ فلا یلیق اضافۃ الاب الیہ الخ ملتقطا حالانکہ حکم اسماء مشترکہ سے ہے اور اسماء مشترکہ سے تسمیہ جائز ہے در مختار وغیرہ میں ہے۔ جاز التسمیۃ بعلی ورشید وغیرہما من الاسماء المشترکۃ ویراد فی حقنا غیر ما یراد فی حق اللہ تعالیٰ اور کثرت استعمال کی وجہ سے یہاں ایہام بھی ویسا نہیں جیسا کہ وارث اللہ میں ہے بلکہ اصلاً ایہام مندفع کہ کثرت استعمال سے کلمہ معنی صحیح کے لئے عرفاً متعین ہو جاتا اور ایہام زائل ہو جاتا ہے جبکہ ایک گروہ علماء کا مختار قول ہے مطالع المسرات علامہ فاسی پھر رد المحتار میں ہے۔ وقد اختلف العلماء فی جواز اطلاق الموہم عند من لا یتوہم بہ اذا کان سہل التاویل

واضح المحل او تخصص لطرق الاستعمال
فی معنی صحیح تو نام مذکور نہ ماثور نہ بلا نکیر رائج
مستعمل اور ایہام اس میں اشد پھر اس کی
اجازت کیونکر متصور بھلا غور تو کیجئے لاابالکا
بظاہر تنزیہ وتقدیس کا کلمہ ہے مگر چونکہ کبھی
محل ذم میں بھی بولا جاتا ہے اس لئے علمائے اعلام
نے اسے جناب باری میں بولنا روا نہ رکھا اسی
طرح فد کا لکا بولنے کو بوجہ ایہام ضعف مقدوریت
ناپسند رکھا شفا وشرح شفا للعلامۃ علی القاری
میں ہے واما ورد فی ہذا الباب من اھل الجہالۃ
واغالیط اللسان کقول الاعراب مما لا یجوز
نسبتہ الی رب الارباب رب العباد ما لنا
وما لکا: انزل علینا الغیث لا ابا لکا قال
ابن الاثیر ھو اکثر ما یستعمل فی المدح
وقد یذکر لک فی معرض الذم ومنہ
قول الی عامر الاشعری فاغفر فداء لک
ما اقتفینا وجہ ذلک ان الفداء انما یکون
فیمن للحقہ المقدرۃ واللہ تعالی منزہ عنہ
فیما شی منہ الخ بالجملہ وارث اللہ کے نام کی
اجازت بوجہ ایہام نہیں اور اس کی نظیر عدم
ورود وایہام خلاف مقصود میں مولی اللہ ہے
مفردات میں ہے یقال للمومن ھو ولی اللہ
عزوجل ولم یرد مولاہ اور ایہام ظاہر ہے تو
جس طرح مولی اللہ کی اجازت نہیں اسی طرح
وارث اللہ کی اجازت نہیں ہو سکتی واللہ تعالی اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
شب ۲۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۵ھ

صح الجواب واللہ تعالی اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ مرکزی دارالافتاء ... بریلی شریف

مسئلہ وڈیو پر حضرت مولانا سید محمد مدنی صاحب کا فتویٰ اور اس کے مضر اثرات

صفحہ ۲۲ سے آگے

اب امام اہل سنت اعلیٰحضرت کا دور نہیں کہ حض...
مولانا مولوی مفتی سید ارشاد حسین رامپوری...
نے کوئی فتویٰ صادر فرمایا جس پر اس وقت...
چند مشاہیر علماء نے بطور تصدیق دستخط بھی
ثبت فرما دیے تھے اور جب وہ اعلیٰ حضرت کی
بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ نے اس کے خلاف
فتویٰ دیا اور جب یہ فتویٰ بریلی سے رام پور پہنچ...
اور اس وقت کے نواب رام پور کے سامنے پیش...
اور نواب نے حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین...
اس کے بارے میں دریافت فرمایا تو مولانا...
اعلیٰحضرت کے فتویٰ کو ملاحظہ فرما کر باآں سیادت
عظمت وشہرت ووقار علمی پورے انشراح صدر...
ساتھ ارشاد فرمایا کہ فتویٰ یہی صحیح ہے جو بر...
سے آیا ہے اور جب نواب صاحب نے یہ کہا کہ آ...
کے فتویٰ کی تو ہندوستان کے بڑے بڑے دوسر...
علماء نے تصدیق کی ہے تو یہ کہکر بات ختم فرما د...
کہ ان حضرات نے میرے اعتماد پر ایسا کیا ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

گدائے درِ مصطفیٰ
سبطین رضا البریلوی غفرلہ القوی

نعتِ پاک

حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خانصاحب علیہ الرحمۃ

محمد مصطفےٰ نورِ خدا نامِ خدا تم ہو
شکیبِ دل قرارِ جاں محمد مصطفےٰ تم ہو

غریبوں دردمندوں کی دوا تم ہو دعا تم ہو
حبیبِ کبریا تم ہو امام الانبیاء تم ہو

ہمارے ملجا و ماوٰی ہمارا آسرا تم ہو
غریبوں کی مدد بے بس کا بس روحی فدا تم ہو

نہ کوئی ماہ وش تم سا نہ کوئی مہ جبیں تم سا
ہیں صدقے انبیا کے یوں تو سب محبوب ہیں لیکن

حسینوں میں تم ہی تم ہو نبیوں میں تم ہی تم ہو
تمہارے حسنِ رنگیں کی جھلک ہے سب حسینوں میں

زمیں پر ہے چمک کس کی فلک پر ہے جھلک کس کی
وہ لاثانی ہو تم آقا نہیں ثانی کوئی جس کا

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر

خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی !!!

شہِ خیر الوریٰ شانِ خدا صلّے علیٰ تم ہو
طبیبِ دردِ دل تم ہو مرے دل کی دوا تم ہو

فقیروں بینواؤں کی صدا تم ہو ندا تم ہو
محمد مصطفےٰ تم ہو محمد مجتبیٰ تم ہو

ٹھکانہ بے ٹھکانوں کا شہِ ہر دوسرا تم ہو
سہارا بے سہاروں کا ہمارا آسرا تم ہو

حسینوں میں ہو تم ایسے کہ محبوبِ خدا تم ہو
جو سب پیاروں سے پیارا ہے وہ محبوبِ خدا تم ہو

کہ محبوبِ خدا تم ہو نبی الانبیاء ..... تم ہو
بہاروں کی بہاروں میں بہارِ جاں فزا تم ہو

مہ و خورشید سیاروں ستاروں کی ضیا تم ہو
اگر ہے دوسرا کوئی تو اپنا دوسرا تم ہو

بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ لوحِ محفوظِ خدا تم ہو
تم اول اور آخر ابتدا تم انتہا تم ہو

خدا اس کو چھوڑا ہے وہی جانے کیا تم ہو

اَنَا مِنْ حَامِدٍ حَامِدْ رضا منّی کے جلووں سے
بحمد اللہ رضا حامد ہیں اور حامد رضا تم ہو

مسئلہ ویڈیو ٹیپ پر حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کا فتویٰ اور اس کے مضمرات

حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب بریلوی

ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ کی کسی تاریخ کو رائے پور مدھیہ پردیش کے ایک عظیم اجلاس کے موقع پر جس میں مقرر خصوصی حضرت مولانا سید محمد ہاشمی میاں صاحب کچھوچھوی تھے اور اہل سنت وجماعت کے بعض مقتدر علماء کرام بھی اسٹیج پر موجود تھے پہلی بار ٹی۔ وی کا استعمال کیا گیا یا یوں کہا جائے کہ کسی مذہبی جلسہ میں وہاں پہلی بار ٹی وی کا افتتاح اور ادگھاٹن ہوا اور اس طرح مجمع اور ان علماء کرام کی پردۂ سکرین پر رونمائی عمل میں آئی جو اس وقت موجود تھے اس منظر کو دیکھ کر بعض حساس طبع و محتاط

علماء و عوام وہاں سے اٹھ کر چلے گئے اس سے لوگوں میں خلفشار پیدا ہو گیا چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں بعض کہتے تھے یہ تصویر کشی ہے جو حرام ہے اور بعض کا کہنا تھا کہ اگر ایسا تھا تو علمائے کرام کیوں خاموش تھے انھوں نے کیوں نہ روکا اور اس کے بعد ہی علماء و مفتیان کرام سے سوالات کا سلسلہ شروع ہو گیا ابھی یہ اختلاف چل ہی رہا تھا کہ یہ دھماکہ خیز خبر سننے میں آئی کہ حضرت مولانا سید محمد مدنی صاحب نے احمد آباد سے ویڈیو کے جواز کا فتویٰ صادر فرمایا ہے

اسی دوران محب گرامی حضرت مولانا معظم علی صاحب خطیب راجم مدھیہ پردیش نے بتایا کہ مولانا مدنی صاحب کو استفسار کے لئے دستی خط بھیجا گیا ہے۔ چنانچہ چند دن بعد جواب آگیا اور ساتھ ہی حضرت مدنی میاں صاحب کا وہ فتویٰ بھی آیا جو معلوم ہوا ہے کہ اب پوسٹر کی شکل میں شائع ہو چکا ہے اور استقامت کانپور بابتہ ماہ مارچ ۸۵ء ماہنامہ سنی دنیا بریلی بابتہ ماہ فروری ۸۵ء نے بھی اسے شائع کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اسی ماہنامہ میں اس پر قائم کردہ قائم مقام وجانشین مفتی اعظم ہند مولانا مولوی مفتی اختر رضا خاں ازہری سلمہ کے پچیس سوالات شائع ہوئے ہیں جن کے جوابات کا انتظار ہے۔ اس طرح یہ مسئلہ اب علماء کے درمیان مختلف فیہ بن گیا ہے۔ کچھ علماء نے حضرت مولانا سید مدنی صاحب مدظلہ الاقدس کے فتویٰ کی تائید و توثیق کی ہے اور کچھ مولانا ازہری صاحب کے سوالات کو سراہ رہے ہیں اور اس طرح گویا علمی بحث شروع ہو چکی ہے۔ ہم اتنے پر رائے زنی کی ضرورت نہیں سمجھتے فتویٰ اور اس پر پیش آمدہ سوالات کو ناظرین مذکورہ رسائل میں دیکھ کر خود فتویٰ اور اس کے دلائل نیز اس پر سوالات اور ان کے وزن

کو معلوم کرلیں گے۔

ہم تو اس وقت صرف ان حالات کا جائزہ لینگے جو اس فتویٰ کے بعد رونما ہوئے اور ہو رہے ہیں اور ان اثرات پر روشنی ڈالیں گے جو عوام الناس کے ذہن و دماغ پر اس فتویٰ سے مرتب ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ نیز شاہزادہ گرامی حضرت مولانا مدنی صاحب کی خدمت میں مودبانہ گذارش کرینگے کہ کاش وقت کے اس نازک مسئلہ پر قلم اٹھانے سے پہلے اس کی نزاکت کا آنمحترم نے بنظر عمیق اندازہ لگایا ہوتا اس کے عواقب و نتائج پر غور فرمایا ہوتا۔ گرد و پیش پر نگاہ ڈالی ہوتی کہ مسلمان جس کی بدعملی اور بے راہ روی اس سلسلہ میں بھی نقطۂ عروج کو پہنچ چکی ہے۔ جو پہلے ہی سے آلات لہو و لعب کہ جنھیں میں سے ٹی۔ وی اور ویڈیو بھی ہے گانے بجانے کا اس بری طرح دلدادہ و شائق ہو چکا ہے بلکہ اس کا یہ شوق جنون کی حد تک بڑھ چکا ہے۔ اس کی کوئی تقریب مکمل ہی نہیں ہوتی جبتک کہ گانا بجانا اور ریکارڈنگ نہ ہو شادی بیاہ کی بات تو جانے دیجئے بچہ کا ختنہ ہو یا بیٹے بیٹی کی منگنی محفل میلاد ہو یا میت کے چہلم کا پروگرام سب میں ریکارڈنگ کا ہونا اور جن گھروں میں ٹی۔ وی نصب ہے وہاں اس کے پروگرام دیکھائے جانا ضروری ہے۔ ٹی۔ وی کی لعنت گھر گھر پہنچ چکی ہے غریب سے غریب آدمی بھی اپنے گھر میں اس کے لگانے کا آرزومند ہے اور عوام نہیں بلکہ بعض خواص کہے جانے والے بھی اس کے شائق ہیں۔ اور بہت سے اس لعنت میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ العیاذ باللہ

یہی حال تصویر اور فوٹو کا ہے کہ پہلے اگر صرف کالج اور اسکولوں کے پڑھے ہوئے روشن دماغ اس طرف مائل تھے تو اب ان کی دیکھا دیکھی عوام اور ان پڑھ جاہلوں کی اکثریت بھی اس میں بری طرح مبتلا ہو چکی ہے۔ اب تو گھر ہو یا دکان اس کی زینت تصویروں اور فوٹوؤں سے کیجاتی ہے گھروں میں فلمی ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے فوٹوؤں سے لیکر گھر کے تمام افراد زندہ و مردہ۔ مرد عورتوں اور بچوں کے فوٹو آویزاں نظر آتے ہیں۔ بعض شائقین کا تو یہ حال ہے کہ ان کے شوروم میں قدم رکھنے کے بعد نگار خانۂ مصور یا پرستان کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ بچپن کا فوٹو الگ ہے نوجوانی کا جوانی کا نکاح خوانی کا الگ، دولہا دولہن براتیوں کا عورتوں کا مردوں کا بچوں کا بڑھاپے کا اور بعض سر پھرے تو مرنے کے بعد بھی نہیں چھوڑتے۔ میت کو غسل دیئے جانے کا جنازہ اٹھنے وقت کا۔ جنازہ لے جاتے وقت کا قبر میں میت کو اتارنے کا گویا قبر کی منزل تک کیمرہ کے ذریعہ مردہ کا تعاقب کیا جاتا ہے بس اتنی کسر رہ گئی ہے کہ سوالات منکر نکیر اور ثواب و عذاب قبر کا منظر بھی تصویروں کے ذریعہ دکھایا جاتا مگر یہ ان ظالموں کے بس کی بات نہیں ورنہ یہ بھی ہو جاتا۔ پناہ بخدا تمام موتوں کے فوٹو فریم کرکے در و دیوار کی

زینت بنائے جاتے یا البم میں محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ تو بزرگوں پیروں اور بابا کے فوٹو اور تصویریں حصول برکت کے خیال سے دوکانوں اور گھروں میں آویزاں کئے جاتے ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ آویزاں کئے جاتے ہیں بلکہ اُن پر اگربتیاں سلگائی جاتی ہیں۔ ہار پھول پہنائے جاتے ہیں۔ اب ان نادانوں کو کون بتائے کہ یہی تو بت پرستی کی ابتدائی شکل تھی۔ اور حال یہی رہا تو آگے چل کر یہی بات پھر بت پرستی کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے

ابھی جبکہ اہل علم موجود ہیں اور عوام میں اس مسئلہ کے جاننے والے بھی ہیں جب تو یہ حال ہے آگے چل کر جبکہ یکے بعد دیگرے علماء اُٹھتے جائیں گے اور ان مسائل سے واقف کار مسلمان بھی نہ رہینگے اور مسلمانوں کی آئندہ نسلیں حالات کے پیش نظر جن کے ذہن و دماغ مذہب اور مذہبیات سے بالکل عاری ہوں گے کیا اس وقت اس بات کا قوی امکان نہیں ہے کہ ان میں تصویروں کی پرستش شروع ہو جائے اور پھر لوگ ان کی پوجا پاٹ کرنے لگیں۔ تصویر کشی کے بڑھتے ہوئے رجحانات اور فوٹو کا یہ ادب و احترام اس بات کی واضح نشاندہی کرتا ہے کہ مستقبل قریب میں خدانخواستہ یہی ہوگا سوچنے کی بات ہے کہ اسلام جو تصویر پرستی کو مٹانے آیا ہے تصویر کشی کی اجازت کیونکر دیگا اسی لئے تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کھینچنے اور کھنچوانے والوں دونوں کو جہنمی بتایا ہے ایسے پر آشوب ماحول میں ضرورت تو اس بات کی تھی کہ تصویر کشی اور فوٹو کے رکھنے سے باز رہنے کی مسلمانوں کو سختی سے ہدایت کی جاتی تقریر و تحریر کے ذریعہ ان کے مفاسد سے آگاہ کیا جاتا۔ نہ کہ اس فراخدلی سے ٹی۔وی اور ویڈیو کے استعمال کی اجازت دیدینا (اگرچہ مشروط سہی) بہتوں کو ہتھیار دینے کے مترادف ہے۔ جبکہ فی نفسہ ابھی ان کے استعمال کا جواز ہی محل نظر اور علماء کے مابین مختلف فیہ ہے۔ اس لئے کہ اگر حضرت مولانا مدنی صاحب نے اسے جائز قرار دیا ہے تو علامہ ازہری نے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے، حضرت علامہ سید مدنی صاحب نے لکھا ہے کہ اس میں تصویر نہیں بنتی اور قائم مقام مفتی اعظم نے ثابت کیا ہے کہ یہ تصویر کشی ہے جیسا کہ ان کے فتووں سے ظاہر ہے۔

پھر عوام جو ہر شئے کو بادی النظر میں دیکھنے کی عادی ہیں وہ مولانا سید مدنی صاحب کی اس تحقیق اور عرق ریزی کو کیا جانیں کہ اس میں باریک ریز ہوتی ہیں جو غیر مرئی ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ وہ تو سیدھے سے یہی سمجھیں گے اور سمجھ رہے ہیں یہی کہیں گے اور کہہ رہے ہیں کہ مولانا سید مدنی میاں صاحب نے فوٹو کو جائز کر دیا ہے۔ معاذ اللہ

چنانچہ ابھی غالباً مولانا کا یہ فتویٰ رائے پور پہنچ بھی نہیں پایا تھا کہ خود راقم الحروف کو راجناندگاؤں ضلع مدھیہ پردیش میں کسی نے بتایا کہ مولانا کے ایک بہت مخلص نے جن کی حیثیت نادان دوست سے زیادہ نہیں اور جسے یہ شعور بھی نہیں کہ ایسی بات کہنا خود حضرت کے دامن اقدس پر کیچڑ اچھالنا ہے۔ کہا کہ مولانا مدنی میاں صاحب نے فوٹو کو جائز کر دیا ہے معاذ اللہ من ذالک

اب سوچئے اور غور کیجئے کہ وہی بات جسے جہلا اور عوام الناس اب تک اگرچہ کر رہے تھے مگر ناجائز اور حرام جان کر رہے تھے اور اب اس فتوی کے بعد اسی کو جائز اور حلال جان کر کریں گے۔ اب تک اگر اس کے کرنے میں لوگ کچھ جھجک اور ہچکچاہٹ محسوس کرتے تھے تو اب بلاجھجک سینہ ٹھوک کر کریں گے

چنانچہ یہ بات بھی ایک لطیفہ سے کم نہیں کہ کاحجر جہاں فقیر ایک عرصہ سے مقیم ہے تصویروں اور فوٹوؤں کے بارے میں گاہے گاہے لوگوں کو بتاتا رہا ہے کہ ان کے رکھنے سے گھروں میں بے برکتی ہوتی ہے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں کتا یا جاندار کی تصویر ہوتی ہے اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان جو یہاں کئی بار تشریف لا چکے ہیں ان کا یہ عمل بھی لوگوں کے ذہن و دماغ میں محفوظ ہے کہ حضرت جس مکان میں یا کمرہ میں داخل ہوتے تو پہلے دیواروں پر نگاہ ڈالتے اگر فوٹو لگا ہوتا تو فوراً پلٹ آتے یا اپنی عادت کے مطابق لاحول اور ہزار بار لاحول فرماتے لوگ سمجھ جاتے اور فوراً تصویر نکلوائی جاتی یا اسے پلٹ دیا جاتا۔ اس کا یہ اثر تھا کہ وہاں دوکانوں میں فوٹو اور تصویریں دیکھنے میں نہیں آتے پہلے گھر کے گوشوں میں کہیں لگا رکھی ہوں لیکن اس فتوی کے صادر ہونے کے چند دن بعد ہی سننے میں آیا کہ فلاں صاحب کی دوکان میں حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کا فوٹو لگا ہے۔ چنانچہ فقیر اسی غرض سے اس دوکان میں گیا تو آنکھوں نے وہی دیکھا جو کانوں نے سنا تھا۔ کہ مولانا موصوف کی ایک نمایاں تصویر لگی ہوئی تھی۔ جس میں سامنے مائک رکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اور اس کے برابر کسی دوسرے بزرگ کا فوٹو بھی تھا جس کے متعلق معلوم ہوا کہ یہ بھی حضرت ہی کے خاندان کے کوئی بزرگ ہیں۔

مقصد لکھنے کا یہ ہے کہ وہ لوگ جو اب تک اس سے احتراز کرتے تھے یا بے طوعاً و کرہاً ہی سہی اب وہ بھی برملا ایسے کریں گے اور پورے شد و مد سے کریں گے۔ اس لئے کہ انھیں فتوی کا سہارا مل گیا ہے۔ اب لاکھ انھیں سمجھاتے رہیے کہ حضرت کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے۔ مگر وہ ایک نہ سنیں گے اس لئے کہ وہ تو اسے اپنی نادانی کی وجہ سے اپنی خواہش اور دلچسپی کے عین مطابق سمجھ رہے ہیں۔ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ رہی حضرت مولانا کی یہ بات کہ ریڈیو کے ذریعہ خالص دینی مذہبی علمی اخلاقی پروگراموں کو گھر گھر پہنچا کر الخ اس کی حیثیت بھی ایک امید موہوم سے زیادہ نہیں سے

عمر بھر بر نہ آئے جو آرزو
عمر بھر اس کی آرزو کیجئے

اس لئے کہ آج کے دور پرفتن اور آزادانہ ماحول میں جب کہ تقریباً نوے فیصد مسلمانوں کی (جن میں مردوں کے ساتھ عورتیں اور بچے بھی برابر کے شریک ہیں) آنکھیں اور کان فحش دیکھنے اور فحش کلام سننے کے عادی ہو چکے ہیں سینما بینی جن کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ ناٹک اور بیہودہ

ڈراموں کے ہنگاموں سے جنھیں فرصت ہی نہیں ہے گانے بجانے کی محفلوں میں شرکت جن کی زندگی کا بہترین مشغلہ ہو۔ باجوں تاشوں کی جھنکار ہی جن کے لیے باعث لطف ولذت اور تسکین قلب ونظر ہو۔ ان سے اس طرح کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ ہاں مولانا کے تحریر کردہ الفاظ بطور کرامت ان کے دلوں میں اتر جائیں اور وہ اس پر عمل شروع کردیں تو یہ اور بات ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ٹی۔ وی اور ویڈیو فلم آج کے روزگار میں سب سے بڑے دو عظیم فتنے ہیں یا شیطانی چرخوں میں سے دو چرخے کہ جن کے ذریعہ سینما کی تمام تر خرابیاں۔ بدکاریاں و فحش، بیہودہ اور مخرب اخلاق گانے ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے عریاں ڈانس غرضیکہ وہ سب کچھ جو اب تک سینما گھروں کی چار دیواریوں تک محدود تھا اسے ٹی وی اور ویڈیو کے ذریعہ گھر گھر پہنچایا جارہا ہے۔ گلی گلی اور چوراہوں پر دکھایا جارہا ہے۔ اور اس طرح خدا کے پیارے محبوب دانائے کل غیوب حضور احمد مجتبے محمد مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی وہ پیشنگوئی پوری ہورہی ہے

"کہ قرب قیامت میں گانے بجانے کی کثرت ہوگی"

مسلمانوں کو ان تمام لعنتوں سے دور و نفور رہنا چاہیے اور ہمارے علمائے کرام کو اس کی روک تھام کے لیے حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے

آخر میں علمائے اہل سنت سے بصد ادب عرض کروں گا یہ تو دور ترقی ہے ع۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ابھی نہ جانے کتنی کتنی نئی ایجادیں ہوں گی جن سے نئے نئے مسائل ابھر کر سامنے آئیں گے۔ علماء کرام اگر ایسے ہی ان کے جواز وعدم جواز میں الجھتے رہیں گے تو یہ مسائل بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائیں گے۔ اور نتیجہ کچھ نہ نکلے گا۔ سوائے اس کے کہ علماء کی مضحکہ خیزی ہوگی اور عوام حرام اور ناجائز کاموں کے کرنے میں بیباک اور جری ہوتے جائیں گے۔ اس لئے کسی عالم دین کا ادنی تسامح اور معمولی بھول پوری قوم کو ورطۂ ہلاکت میں ڈالتی ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کسی بچہ کو کیچڑ میں چلتے دیکھا تو فرمایا کہ سنبھل کر چلو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھسل جاؤ۔ اس بچہ نے برجستہ کہا کہ میرے پھسلنے سے تو صرف میرے ہی کپڑے خراب ہوں گے لیکن حضرت آپ خیال رکھیں کہ آپ کا قدم نہ پھسلے اس لئے کہ آپ پھسل گئے تو ساری قوم پھسل جائے گی۔

لہذا ان مسائل پر بہت سوچ سمجھ کر قلم اٹھانے کی ضرورت ہے اس لئے کہ افسوس نہ تو اب اکابرین کوئی ایسی شخصیت موجود ہے جس کا فیصلہ سب کے لئے حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہو اور سب کے نزدیک قابل قبول ہو اور نہ ہی قبولیت حق کا وہ جذبہ فراواں ان علماء کے دلوں میں موجود تھا کہ اپنے ہی فیصلہ کے خلاف اگر کسی دوسرے عالم دین کا فیصلہ نظر آیا جو حق سے زیادہ قریب تھا تو اپنی شہرت وعظمت کا خیال کئے بغیر اسے بطیب خاطر قبول کر لیا۔ اور اپنے قول سے رجوع فرمالیا

کلامِ تاجدار

حضور مفتی اعظم نوری قدس سرہ العزیز

آنکھوں میں بسا کرنا تم دل میں رہا کرنا

کھل جائیں چمن دل کے مٹ جائیں حزن دل کے
طیبہ سے صبا آکے امداد ذرا کرنا

ہر داغ مٹا دینا اور دل کو شفا دینا
آئینہ بنا دینا ایسی تو جلا کرنا

سرور ہے وہی سرور اے سرورِ ہر سرور
ہے آپ کے قدموں پر سر جس کو فدا کرنا

شہرہ لبِ عیسیٰ کا جس بات میں ہو مولا
تم جانِ مسیحا ہو ٹھوکر سے ادا کرنا

تو جانِ مسیحا سے حالت مری جا کہنا
اتنا تو کرم مجھ پر اے بادِ صبا کرنا

پردہ میں جو رہتے ہو پردہ ہی چلے آؤ
آنکھوں میں بسا کرنا تم دل میں رہا کرنا

اُف کیسی قیامت ہے یہ روز قیامت بھی
سورج ہے سرو ہیں قائم بھولا ہی ڈھلا کرنا

للہ ہمیں مولا دامن کے تلے لے لو
ہم کیسی بلا میں ہیں تم ردِ بلا کرنا

یہ ظلِ کرامت ہی ہم سایۂ رحمت سے
یہ سایۂ رأفت ہے دامن ذرا وا کرنا

اے ظلِ خدا سایہ ہے آج کہاں پایا
ہم سائے کو آئے ہیں تم سایہ ذرا کرنا

لب تشنہ ہے گو ساقی تشنہ تری رویت کا
رویت جو نہ ہو تیری پھر جام کا کیا کرنا

کیوں نقشِ کفِ پا کو دل سے نہ لگائے وہ
ہے آئینۂ دل کی نوری کو جلا کرنا

اُجالا

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

گذشتہ سے پیوستہ

انکشاف کرنے والے بھلے مانس مسلمان ہوتے تھے — ان کو یقین آ گیا اور بعض عرب ممالک میں اس ترجمے پر پابندی لگا دی گئی۔ پابندی لگتے ہی اس کی تشہیر شروع کر دی اور احمد رضا کے خلاف طرح طرح کے مطالبے ہونے لگے — سوچنے اور غور کرنے کی بات ہے ستر برس ہوئے کہ احمد رضا نے یہ ترجمہ مکمل کیا اور پھر مرادآباد سے شائع ہوا — یہ وہ دور تھا کہ جب جانبین کے مکاتیب فکر میں ایسے ایسے علماء موجود تھے۔ آجکل کا کوئی عالم ان کا پاسنگ نہیں — ان میں سے کسی کو ترجمے میں غلطی نظر نہ آئی — مخالفین کو بھی خردہ گیری کی حرارت نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ ستر سال کا طویل عرصہ گزر گیا — پھر پاکستان میں عرصہ تیس سال سے لاکھوں کی تعداد میں یہ ترجمہ چھپ کر شائع ہو رہا ہے۔ آج تک کسی عالم نے غلطیوں کی نشاندہی نہ کی — لیکن یہ آخر شور و غوغا کیوں ہے — اس شور و غوغا سے ایک فائدہ تو یہ ہے کہ گزشتہ تیرہ چودہ برسوں میں احمد رضا کا جو نام روشن ہوا ہے اس پر خاک پڑ جائے گی۔ — یہ تحقیق بعد میں ہوتی رہے گی۔ غلطیاں ہیں یا نہیں — پھر یہ مسئلہ اہل علم کا ہے عوام کو اس سے کوئی سروکار نہیں — وہ قرآن سے والہانہ عشق رکھتے ہیں۔ یقیناً اس سے نفرت کرنے لگیں گے جب یہ سنیں گے کہ اس نے قرآن کے ترجمے میں غلطیاں کی ہیں مخالفین نے پروپیگنڈہ کے لئے یہ حساس پہلو تلاش کیا ہے اور یہ کام سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والوں کا ہو سکتا ہے۔

اگر احمد رضا کی شخصیت پہلے کی طرح پوشیدہ ہوتی تو شاید اس حربے سے زیادہ کامیابی ہو سکتی۔ لیکن جب ان کی شخصیت کا ہر پہلو سامنے آ گیا ہے اور لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ علم و فضل میں وہ یکتائے روزگار تھے تو یہ حربہ وہیں کامیاب ہو سکتا ہے جہاں احمد رضا کا تعارف نہیں — سوچنے کی بات ہے جو قرآن کا ماہر اور اردو زبان میں

وہ کمال پیدا کیا ہو کہ اردو کے بڑے بڑے شعراء و ادباء اس کو تحسین و آفریں کہتے ہوں کیا وہ قرآن کے ترجمے میں غلطی کر سکتا ہے ؟

—— اگر وہ غلطی کر سکتا ہے تو پھر کسی بھی اردو ترجمے کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ وہ غلطیوں سے مبرّا ہے کیونکہ علم و فضل میں اردو کے سارے مترجمین سے وہ بلند و بالا ہے۔

(۵)

اس پروپیگنڈے سے ایک مقصد تو احمد رضا کو بدنام کرنا ہے —— دوسرا بڑا مقصد یہ ہے کہ تجارتی سطح پر احمد رضا کے ترجمے کی نکاسی روکی جائے ——

گزشتہ چند برسوں میں احمد رضا کے ماننے والے ایشیاء، افریقہ، امریکہ، یورپ کے مختلف ملکوں میں پھیل گئے ہیں —— سب کے سب مالی طور پر مستحکم ہیں اور اردو لکھتے پڑھتے ہیں۔ احمد رضا کے ترجمے پسند کرتے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں منگاتے ہیں اس سے مخالفین کے تراجم کی نکاسی متاثر ہوئی۔ ظاہر ہے ایک تاجر یہ کیسے پسند کرے گا کہ دوسرے کی گرم بازاری، اس کی سرد بازاری کا باعث ہو ——

اس لئے یہ ترکیب سوجھی کہ ممالک اسلامیہ میں اس ترجمے پر پابندی لگواؤ تاکہ یہ ترجمہ وہاں نہ جا سکے۔ لامحالہ لوگ مخالفین کے ترجمہ پڑھیں گے۔ اس کے علاوہ ایک یہ بھی فائدہ ہوگا جب لوگ پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر بدگمان ہوں گے تو نہ صرف عرب بلکہ دوسرے ملکوں اور پاک و ہند میں بھی اس ترجمے کی نکاسی متاثر ہوگی اور رفتہ رفتہ اس کو منظر سے ہٹا دیا جائے گا۔

لیکن سنا یہ ہے کہ جب سے یہ پابندی لگی ہے یہ ترجمہ لاکھوں کی تعداد میں بک رہا ہے گویا ع ہے ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد

بہرحال راقم کی نظر میں مخالفت کی وجہ علمی اور مذہبی نہیں بلکہ سراسر فرقہ وارانہ اور ناجائز ہے —— رقابت و عصبیت اچھے اچھوں کو بے بصر کر دیتی ہے اور اس پست سطح پر لے آتی ہے جہاں خود متعصب و عنید اپنے آپ کو پا کر اپنے ضمیر کے سامنے نادم و شرمسار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفس کی شرارت سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(۶)

ہماری تاریخ کا یہ المیہ ہے کہ جنھوں نے دین و ملت کی بے لوث خدمت کی وہ پس منظر میں چلے گئے —— اور جنھوں نے ان کے مقابلے میں معمولی خدمات کی ان کی خدمات کو رائی کا پہاڑ بنا کر دکھایا گیا —— پڑھنے والے چاہِ ظلمات میں حقائق کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے —— —— پتا نہیں چلتا ——

تاریخ نگاری کا یہ عظیم المیہ ہے —— —— یہ پچھلوں نے چند شاعروں

چند نثر نگاروں، چند عالموں، چند مجاہدوں کے
نام دیئے ——— برسوں سے
وہی چلے آرہے ہیں - کوئی پوچھنے والا نہیں کہ
ان کے علاوہ بھی کوئی ہے؟ ———
پوچھنا تو درکنار جمود کا یہ عالم ہے کہ کوئی لایا
بھی جائے ——— کوئی
دکھایا بھی جائے تو دیکھتے نہیں ———
نظریں پھیر لیتے ہیں، آنکھوں پر پٹیاں باندھ
لیں ——— کانوں میں روئی
ٹھونس لی ——— کوئی دکھائے تو
کیا دکھائے ——— سنائے تو کیا سنائے؟

——— صوفیہ اور علمائے حق کا عظیم
گروہ جس نے میدان ادب، میدان سیاست
اور میدان علم و دانش میں اہم کردار ادا کیا،
اِن کا ذکر تک نہیں ———
تاریخ اور ادب کی کتابوں میں یا تو ان کا ذکر
تک نہیں اور ہے تو سرسری ———
اس حقیقت کو پاکستان کے شہرۂ آفاق
مورخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے محسوس
کیا اور ایک علمی مجلس میں برملا اظہار
کیا اور فرمایا کہ اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں
کہ تاریخ میں اب تک جو کچھ لکھا گیا وہ سب
یکطرفہ ہے غالباً ان کی مراد تاریخ پاک و ہند
سے تھی ——— اگر یہ بیان
صحیح ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ جو اس کی صحت
سے انکار کیا جائے تو ہم کو پوری تاریخ پر
نظر ڈالنی ہوگی خصوصاً تاریخ پاکستان اور

ہندوستان پر ——— اور جو اہم مواد
مورخین اور محققین نے چھوڑ دیا ہے یا ان سے
چھوٹ گیا ہے اس کو تاریخ میں شامل کرنا ہوگا
——— مورخ کی نظر شش جہات میں ہونی چاہیے
——— وہ ساحل پر پڑے ہوئے گھونگوں
سے سروکار نہیں رکھتا ———
قعرِ دریا میں غوطہ زن ہوکر ———
گوہر ہائے آبدار نکالتا ہے ——— مگر
بعض مورخوں نے گھونگوں کو موتی سمجھ کر تاریخ
کو سجایا ——— حقائق سے منہ موڑا
اب حقائق و شواہد خود بخود نکلے چلے آتے ہیں
——— مورخ و محقق حیران ہیں
——— پشیمان ہیں کہ ہم نے
کیا کیا ——— تاریخ کو کیا سے کیا
بنا دیا - جب آفتاب طلوع ہونے لگا ———
——— تاریکیاں چھٹنے لگیں ———
——— روشنیاں پھیلنے لگیں
——— تو ظلمت کے مارے پریشان
ہونے لگے ——— سارا عالم جگمگا رہا
ہے ——— ہر زبان پر نورٌ علیٰ نور
ہے ——— مگر وہ جنھوں نے اندھیروں
سے دوستی کی ٹھانی ہے - انکار پر انکار کئے
جاتے ہیں ——— اور الزام پر الزام
لگائے جاتے ہیں ——— نئے نئے الزام
——— نئے نئے اتہام ———
——— جو نہ اٹھائے جائیں نہ رکھے جائیں
——— اللہ اللہ جہل کے بازار میں علم و دانش

نیلام ہو رہے ہیں ——
بولیوں پہ بولیاں لگ رہی ہیں ——
إنا للہ وإنا إلیہ راجعون ۔

(۷)

مگر ماننے والے مان رہے ہیں ——
تسلیم کرنے والے تسلیم کر رہے ہیں ——
بلاشبہ احمد رضا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
عظیم معجزہ تھا —— علمائے
جرمن نے سچ کہا —— جب اس
کی یاد آتی ہے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی یاد آتی ہے —— بےشک احمد رضا
فنا فی الرسول تھا —— سب نے مانا
ہے —— سب نے تسلیم کیا ہے ۔
مخالف نے بھی موافق نے بھی ——
تو بتاؤ عاشق رسول غلط راہ پر کیسے چل سکتا
ہے —— اس کے ماننے والے
اس کی راہ پر چلنے والے ——
غلط کار نہیں ہو سکتے ——
گمراہ نہیں ہو سکتے ——

(۸)

پاک و ہند کے مسلمان غریبوں، مسکینوں کی
اکثریت اس کی ماننے والی ہے ——
اور ہمارے ملک میں غریب ہی اکثریت میں
ہیں —— حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا، میں نے جنت کا معائنہ کیا تو اہل جنت
میں سب سے زیادہ غریبوں اور ناداروں ہی کو
پایا —— تو اسلام کو غریبوں میں
تلاش کیجیے، مسکینوں میں تلاش کیجیے ——
—— وہ غریب اور مسکین جو دین کے نام پر
دماغوں کو نہیں اجاڑتے ——
جو دین کے نام پہ دلوں کو ویران نہیں کرتے
—— جو دین کے نام پہ خون مسلم
کی ہولی نہیں کھیلتے ——
جو دین کے نام پر اقتدار و حکومت کی ہوس نہیں
رکھتے —— جو جان و مال قربان
کرنے میں کبھی دریغ نہیں کرتے ——
—— تماشائی بنے کھڑے نہیں رہتے ——
—— آتش نمرود میں کود جاتے ہیں ——
—— زمانے نے انھیں آزمایا ہے ——
—— ہم نے بھی دیکھا ہے
—— آپ نے بھی دیکھا ہے
احمد رضا نے اپنے عقیدتمند دل اور ماننے
والوں میں اسلام کے لئے فداکاری اور جاں نثاری
کی ایسی روح پھونکی کہ وقت نے آزمایا، جان
ہتھیلیوں پر رکھے چلے آئے ——
احمد رضا نے مسلم معاشرے میں ایک انقلاب
پیدا کر دیا —— دلوں کو گرمایا
—— روحوں کو تڑپایا ——
اور مستقبل میں آنے والے اسلامی انقلابیوں
کی راہ ہموار کی ——

زندہ باد اے احمد رضا زندہ باد

ختم شد

اختلاف

کیا؟ کیوں؟ کیسے؟

علامہ محمد منشا تابش قصوری

پھر اس کے بعد علمائے ہند میں سے ایک شخص جسے احمد رضا خاں کہا جاتا ہے مدینہ منورہ آیا جب وہ مجھ سے ملا تو اولاً اس نے مجھے بتایا کہ ہند میں اہل کفر و ضلال میں سے کچھ لوگ ہیں جن میں سے ایک غلام احمد قادیانی ہے جو مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے مماثل ہونے اور اپنے لئے وحی اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے انھیں میں سے ایک فرقہ امیریہ ہے ایک نذیریہ ہے ایک قاسمیہ ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی نبی فرض کر لیا جائے بلکہ اگر آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو جائے تب بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا انہیں میں سے ایک فرقہ وہابیہ کذابیہ ہے۔ جو رشید احمد گنگوہی کا پیرو ہے جو اللہ تعالیٰ سے بالفعل کذب کے وقوع کا قول کرنے والے کو کافر قرار نہیں دیتا - انھیں میں سے ایک شخص رشید احمد گنگوہی ہے جو مدعی ہے کہ وسعت علم شیطان کے لئے ثابت ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نہیں۔ انہیں میں سے ایک اشرف علی تھانوی ہے جو کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر علم مغیبات کا حکم لگانا بقول زید صحیح ہو تو، سوال یہ ہے کہ اس کی مراد بعض مغیبات ہیں یا سب؟ اگر بعض مراد ہیں تو اس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص؟ ایسا علم تو زید عمر و بکر۔ بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے۔

اور اس نے مجھے بتایا کہ فرقوں کے رد اور ان کے اقوال کو باطل کرنے کے لئے ایک رسالہ موسومہ "المعتمد المستند" لکھا ہے پھر اس نے

مجھے اس رسالے کے خلاصہ (حسام الحرمین) پر مطلع کیا۔ اس میں صرف ان فرقوں کے اقوال مذکورہ کا بیان اور ان کا مختصر سا رد تھا اور اس نے اس رسالہ پر تصدیق و تقریظ طلب کی ہم نے اس پر تقریظ و تصدیق لکھ دی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں سے اگر یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں، کیونکہ سب باتیں اجماع امت کے خلاف ہیں۔ اور اپنی تقریظ کے ضمن میں ہم نے ان کے اقوال کے ابطال کے لئے بعض دلائل کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ ؎۱

اب مخالفین نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، علوم خمسہ کی ایک شق کے بارے میں علامہ برزنجی کے عالمانہ اختلاف کو دیکھ کر اس قدر جوش مسرت سے بیخود ہوئے کہ انھیں یہ تک یاد نہ رہا کہ اپنی اس تحریر میں وہ حسام الحرمین والے فتوے کی دوبارہ شد و مد سے تائید کر رہے ہیں اور ان کفریہ عبارت کے قائلین پر فتوی کفر دے رہے ہیں۔ یہ تو علامہ برزنجی کی کمال دیانت تھی کہ جہاں انھیں معمولی سا اختلاف ہوا اسے انھوں نے انتہائی مہذب انداز میں بیان کردیا اور ساتھ ہی اس بات کی وضاحت بھی کردی کہ اختلاف سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ہم نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی کتاب "حسام الحرمین" پر جو تقریظ و تصدیق لکھی وہ اس سے کالعدم ہو گئی ہے۔ نہیں نہیں بلکہ وہ اپنی جگہ قائم ہے اور ان لوگوں کے ہمارا فتوی آج بھی وہی ہے۔ جو شروع میں تھا ؎۲

رہی یہ بات کہ آیا یہ عبارات یا الفاظ علمائے دیوبند کے ہیں یا نہیں، کہیں فاضل بریلوی نے عبارت کو سیاق سباق سے الگ کر کے یا ان کے مفہوم کو بگاڑ کر تو فتوی حاصل نہیں کرلئے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس کتاب کا موضوع ہی یہی عبارات ہیں۔

قارئین کرام انھیں پڑھ کر اندازہ کرلیں کہ علامہ برزنجی کا فتوی آج بھی ان حضرات کے خلاف اسی شان سے قائم ہے یا اس میں کوئی تبدیلی آئی ہے؟ پھر طرفہ تماشا یہ کہ علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات کا جو عربی ترجمہ فاضل بریلوی نے علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا اور اس عربی عبارت کا اردو ترجمہ مولوی نعیم الدین دیوبندی نے بالکل انھیں الفاظ میں کیا ہے جو ان حضرات کی اصل اردو عبارات ہیں۔ گویا یہ بات بھی علمائے دیوبند نے تسلیم کرلی ہے کہ فاضل بریلوی نے ان اردو عبارات کا ترجمہ ٹھیک ٹھاک کیا ہے۔ جبھی تو علمائے دیوبند اس عربی کا ترجمہ اصل الفاظ کی صورت میں کر رہے ہیں۔ اگر یہ عربی ترجمہ غلط ہوتا۔ تو اس کا ترجمہ بھی اسی انداز سے کیا جاتا۔ اب علمائے دیوبند کے پاس یہ بات کہنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے کہ فاضل بریلوی نے غلط تراجم کے ذریعہ علمائے حرمین سے فتوے حاصل کئے۔

؎۱ غایۃ المامول، ۲۹۹ مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور

؎۲ غایۃ المامول، ص ۲۹۹ مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور

علومِ خمسہ کے مسئلے پر علامہ برزنجی نے عالمانہ اختلاف کیا ہے، مگر اپنی تحریر میں انھوں نے کہیں بھی فاضل بریلوی کو گمراہ کے لفظ سے یاد نہیں کیا۔ مگر ادھر فاضل بریلوی کے ساتھ اختلاف کا لفظ دیکھکر یاروگ کلیلیاں کرنے لگے اور غایۃ المامول کے ٹائٹیل پر لکھدیا ۔

"احمد رضا خاں صاحب کا گمراہ کن عقیدہ غیبیہ علمائے حجاز کی نظر میں"۔ کاش! وہ غور کر لیتے تو اس کا ٹائیٹل اس طرح زیادہ موزوں اور مناسب ہوتا "علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات پر علمائے حرمین کے فتوی کفر کی توثیق"۔

علامہ برزنجی نے علوم خمسہ کے بارے میں فاضل بریلوی سے اپنا اختلافی نقطۂ نظر، الفاظ میں بیان کیا: "پھر اس کے بعد مجھے احمد رضا خاں بریلوی نے اپنے ایک اور رسالہ پر مجھے مطلع کیا۔ جس میں وہ اس بات کی طرف گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہر چیز کو محیط ہے کہ مغیبات خمسہ کو بھی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متعلق علم کے علاوہ کوئی چیز بھی آپ کے علم سے مستثنیٰ نہیں اور یہ کہ خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے درمیان احاطۂ مذکورہ میں صرف حدوث و قدم کا فرق ہے۔ اور یہ کہ اس کے پاس اپنے مدعا پر دلیل قاطع اللہ تعالیٰ کا قول ہے:-

- ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء (یعنی ہم نے آپ پر قرآن کریم کی ہر چیز کا بیان بنا کر نازل کیا ہے، پس میں نے اس بات کے بیان میں کوئی کوتاہی نہیں کی کہ آیت مذکورہ اس کے مدعا پر دلالت قطعیہ کے طور پر دلالت نہیں کرتی - اور یہ کہ تمام معلومات غیر متناہیہ کا احاطہ علمیہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے - الخ"۔ [1]

آپ نے غور فرمایا کہ گستاخانہ عبارات پر علامہ برزنجی کا فتوی نہ صرف جوں کا توں اپنی جگہ موجود ہے - بلکہ اس کتاب غایۃ المامول میں انھوں نے اپنے فتوی کفر کی مزید توثیق کر دی ہے - مگر صرف علوم خمسہ کے بارے میں معمولی سے اختلاف کا سہارا لیکر فاضل بریلوی کی دیانت اور ثقاہت کے خلاف کس قدر پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے؟

ہماری گذارش ہے کہ یہ گستاخانہ عبارات علمائے دیوبند کے لئے ایسا چھچھوندر ہیں جنھیں نہ وہ نگل سکتے ہیں اور نہ ہی پھینکنے کو ان کا دل چاہتا ہے۔ ہمارا دعوی ہے کہ یہ عبارات اپنی اصل زبان میں ہوں یا دنیا کی کسی بھی زبان میں ان کا ترجمہ کر دیا جائے -

دنیا کا کوئی بھی با اخلاق اور مہذب آدمی کسی صورت میں بھی ان کی تحسین و تصویب نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ایک مسلمان انھیں آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے برداشت کرے

[1] - غایۃ المامول، ص ۲۰، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین

پچاس سال سے ان عبارات کی "تاویلات" کی جارہی ہیں۔ ان پر گرفت کرنے والے علماء کو خائن۔ گمراہ اور اہل حق کو مخالف بتایا جارہا ہے مگر توفیق نہیں ہوتی کہ ان چند عبارات سے توبہ کی جائے۔

یہ بات قارئین کے علم میں ہوگی کہ علامہ اقبال نے مولوی حسین احمد مدنی کے نظریہ وطنیت کے بارے میں "ارمغان حجاز" میں چند اشعار لکھدیئے تو علمائے دیوبند کا ایک بڑا طبقہ آج تک علامہ کا یہ قصور معاف کرنے کو تیار نہیں اور اس بات پر تو تمام علمائے دیوبند کا اتفاق ہے اور بار بار ان کی طرف سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ "ارمغان حجاز" میں سے یہ اشعار نکال دیئے جائیں اس کے لئے یار لوگوں نے فرضی خط وکتابت تک گھڑ لی ہے۔ یہ ساری تگ ودو اس لئے کی جارہی ہے تاکہ اقبال جیسے آفاقی اور زندہ جاوید شاعر کے قلم سے حسین احمد مدنی کی عزت وناموس کو بچایا جائے، مگر علمائے اہلسنت بعینہٖ یہی مطالبہ خود علمائے دیوبند سے کرتے ہیں کہ حضور احمد حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس کے بارے میں یہ گستاخانہ عبارات آپ بھی واپس لیجیے، تو یہ حضرات ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

ملت اسلامیہ کے ہر ذی شعور فرد حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار ہر مسلمان اور آقا ومولیٰ اور آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اور تعلق کو کائنات ومافیہا سے افضل سمجھنے والے ہر کلمہ گو سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ علمائے دیوبند اور علمائے اہل سنت کا اصولی اختلاف نہ علم غیب کے مسئلہ پر ہے اور نہ ہی حاضر وناظر پر یہ اختلاف نہ گیارہویں شریف کے بارے میں ہے اور نہ دعا بعد جنازہ سے متعلق یہ اصولی اختلاف صرف اور صرف ان گستاخانہ عبارات کے بارے میں ہے جن میں حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کھلی توہین کی گئی ہے ہم یہ تمام عبارات اپنی کتابوں سے فوٹو کاپیوں کی صورت میں پیش کررہے ہیں۔ آپ میں سے ہر شخص ہر قسم کے تعلقات سے بالاتر ہوکر آج یہ فیصلہ کرے کہ وہ بارگاہ قدس جس میں گفتگو اور حاضری کے آداب میں قرآن مجید میں یوں تعلیم کئے گئے ہیں۔

لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا
لا تجعلوا دعاء الرسول کدعاء بعضکم لبعض
لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ
لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الخ
ان الذین ینادونک من وراء الحجرات

یہی انداز گفتگو اور طرز تخاطب کے لائق ہے؟ قسم ہے آپ کو پروردگار کی! آپ میں سے کوئی شخص یہ انداز گفتگو اپنے استاد، مرشد والد یا کسی دوسرے لائق احترام بزرگ کے ساتھ

دنیا نے کی جرأت کریگا؟ یہاں آپ یہ نہ دیکھیں کہ بات کس نے کہی ہے یہ دیکھیں کہ اس نے کیا کہا ہے ۔ دنیا و آخرت میں اگر کوئی تعلق اور نسبت کام آسکتی ہے تو وہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ہے ۔ آپ ہر شخص کو اسی مرکز ثقل اور کعبۂ انجذاب سے تعلق کی کسوٹی پر پرکھیں ۔

علمائے دیوبند اور تمام اہل اسلام کے متفقہ اصول و ضوابط جن کی بنا پر کفر کا فتویٰ دیا جائے گا

۱۔ انبیا کی توہین اور ضروریات دین کا انکار کفر ہے[1]

۲۔ عابد و زاہد، محدث، مفسر اور مبلغ اسلام ہونے کے باوجود بھی انبیا کی توہین کرنے والا اور اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کا انکار یا اس معنی کو غلط کہنے والا کافر مرتد ہے[2]

۳۔ ضروریات دین کے انکار کرنے والے اور انبیاء کی توہین کرنے والے کو کافر نہ کہنا اور احتیاط کرنا خود کفر ہے ۔ مسلمان خود سمجھ لیں اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ منکر ضروریات دین اور انبیا کی توہین کرنے والے منافقین کو کافر کہا جائے ورنہ کیا حضور علیہ الصلاۃ کے منافقین سب کچھ فرائض و واجبات ادا نہ کرتے تھے اور کیا وہ اہل قبلہ نہ تھے ۔ بس حکم یہی ہے کہ ایسے لوگوں کو کافر کہا جائے ۔ آسمان ٹلے، زمین ٹلے یہ حکم نہیں ٹل سکتا[3]

۴۔ جو شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کو، بچوں، چارپایوں، پاگلوں (مجانین) کے علم کے برابر یا اس جیسا کہے وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے اور جو اسے کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے[4]

۵۔ جو شخص شیطان کے علم کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم سے زائد کہے وہ کافر ہے مرتد ہے ملعون ہے، جو اسے کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے[5]

۶۔ جو ایک دفعہ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی انکار کردے یا اس کو غلط قرار دے اس کے بعد وہ ختم النبوۃ کا اقرار بھی کردے تو جب تک وہ اس کفر سے توبہ کا اعلان نہ کرے یا اس کی توبہ ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک اس کے اقرار ختم النبوۃ کا کچھ اعتبار نہ ہوگا[6]

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین موجب کفر ہے، صریح توہین تو در کنار اگر کوئی شخص ایسے کلمات بھی کہے گا جو کہ موہم توہین ہوں گے (جن سے سننے والے کو توہین کا وہم پیدا ہو) تو وہ بھی کفر کا سبب ہوگا[7]

۱۔ اشد العذاب ص ۴ مولوی مرتضیٰ حسن، ناظم دار العلوم دیوبند مطبوعہ
۲۔ " " ص ۹ " "
۳۔ " " ص ۹-۱۰ " " "
۴۔ " " ص ۱۲-۱۴ " المہند علی المفند ص ۲۰
۵۔ اشد العذاب ص ۱۲-۱۴ مصنفہ مولوی مرتضیٰ حسن المہند علی المفند ص ۲۵ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
۶۔ " " ص ۱۵
۷۔ مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم ص ۱۲۵ مکتوبات مولوی حسین احمد مدنی

۸- جو شخص یہ کہے کہ کسی غیر نبی پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت اتنی ہے جیسی بڑے بھائی کی چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔[۱]

فتویٰ کفر، اور تکفیر (کافر قرار دینے) کی شرعی حیثیت

اگر کسی کو کافر قرار دیا جائے تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کے سبب تمام اسلامی، بلکہ انسانی حقوق و مراعات سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کی جان مال اور عزت کا تحفظ ختم ہو جاتا ہے اور تمام مسلمانوں بلکہ انسانوں سے اس کے ہر قسم کے تعلقات موقوف قرار پاتے ہیں۔ اس موقع پر اس کے علانیہ توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اگر وہ توبہ کر کے رجوع کرتے ہوئے دوبارہ اسلام قبول کر لے۔ تو فبہا، ورنہ مسلمان حاکم اس کے قتل کرنے کا حکم نافذ کر دے گا۔ اور قتل کے بعد اس کو بے گور و کفن گھسیٹتے ہوئے کسی کھڈ میں ڈال کر مٹی میں دبا دیا جائے گا۔ اور اگر کسی طرح قتل سے بچ نکلے یا مسلمانوں کو اس کے قتل پر قدرت نہ ہو سکے تو پھر اس کے رشتہ دار، برادری، بیوی اور بچے اور تمام انسانوں پر پابندی ہو گی کہ وہ اللہ اور رسول کے اس باغی اور دشمن سے ہر قسم کے تعلقات قلبی و جسمانی اور لین دین، بول چال، کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا، سب ختم کر کے مکمل بائیکاٹ کریں اور جو شخص اس بائیکاٹ کو لازم نہ سمجھے تو وہ بھی اللہ و رسول کا باغی قرار پائے گا۔

اور اگر کسی طرح فتویٰ کفر جاری کرنے والے کو یہ احساس ہو جائے کہ میرا فتویٰ غلط ہے، تو اب اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ کر کے اپنی غلطی اور توبہ کا اعلان کر دے۔ کیونکہ کسی کو سنی مسلمان سمجھتے ہوئے اسے کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے ایک تاریخی خط کی نقل پیش کر رہے ہیں جو آپ نے آج سے تقریباً ستر سال قبل ۱۳۲۹ھ میں مولوی اشرف علی تھانوی کو لکھا تھا اور جو رسالہ "دافع الفساد عن مراد آباد" میں چھپ چکا تھا۔

نقل

معاوضہ عالیہ امام بریلوی قدس سرہٗ

بنام

مولوی اشرف علی تھانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ فقیر بارگاہِ عزیز قدیر عز جلالہٗ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسب معاہدہ و قرار مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ

---

[۱] المہند علی المفند ص ۳۳ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

کو سوالات و مواخذات حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سُنا دیں اور وہی دستخطی پرچہ اسی وقت فریقین مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ رہے۔ معاہدہ میں ۲۷ صفر مناظرہ کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی۔ گیارہ روز کی مہلت کافی ہے۔ وہاں بات ہی کتنی ہے۔ اسی قدر کہ یہ کلمات شان اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں؟ یہ بعونہ تعالیٰ دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا فقیر اس عظیم ذو العرش کی قدرت اور رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ صفر روز جان افروز دو شنبہ اس کے لیے مقرر کرتا ہے۔ آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہری دستخطی روانہ کریں۔ اور ۲۷۔ صفر صبح مراداباد میں ہوں.......

اور آپ بالذات اس امر اہم و اعظم دین کو طے کرلیں اپنے دل کی آپ جیسی بتا سکیں گے وکیل کیا بتائے گا۔ عاقل بالغ مستطیع غیر مخدرہ کی توکیل کیوں منظور ہو؟ معہذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے۔ کفر و اسلام میں وکالت کیسی؟ اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل کا سہارا ڈھونڈنے تو یہی لکھ دیجئے۔ اتنا تو حسب معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے اس کا تمام ساختہ اور پرداختہ قبول سکوت، نکول، عدول سب آپ کا ہے۔ اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز المقتدر عز جلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا فاد ہوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ میں وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کی توبہ اعلانیہ لازم میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھے جائیں گے۔ پھر آپ ہی دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں؟ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ بھلے اور بات بنانے کو دوسرا آئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ آپ برسوں سے ساکت اور آپکے حواری رفع خجلت کی سعیٔ بے حاصل کرتے ہیں۔ ہر بار ایک ہی طرح کے جواب ہوتے ہیں آخر تابکے؟ یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا۔ آئندہ کسی کے غوغہ پر التفات نہ ہوگا منوا دینا میرا کام نہیں اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۰ والحمد للہ رب العالمین

مہر

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۵ اصفر المظفر روز چہارشنبہ ۱۳۲۹ھ

مآل یہی ہوا کہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے۔ خجالت و شرمندگی نبھاتے رہے رجوع اتحاد سے گریز کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا۔

رسائل رضویہ جلد دوم ص ۵۰۱

مولانا ابوالحسن علی ندوی کے خطبۂ صدارت کا ایک انتہائی قابل اعتراض حصہ

مسلم پرسنل لا بورڈ کے اسٹیج سے انھوں نے نبی کے تشریعی اختیارات کا انکار کر کے

مسلمانوں کی سخت دل آزاری کی ہے

(حضرت علامہ ارشد القادری سربراہ ادارۂ شرعیہ (بہار)

۷- اپریل ۸۵ء کے روزنامہ اخبار "مشرق" کلکتہ میں مولانا ابوالحسن ندوی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے خطبۂ صدارت کا یہ حصہ پڑھ کر سخت تکلیف پہنچی کہ:—

پیغمبر کو جب دین میں یہ حق نہیں تھا کہ وہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار دیدیتے تو پھر کسی دوسرے کو یہ حق کیسے دیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ آسمانی دین میں ترمیم و تنسیخ کی آواز بلند کرے یا ایسا کرنے کا ارادہ کرے

(اخبار مشرق صفحہ اول)

اور آزاد ہند کلکتہ کے سنڈے ایڈیشن ۱۷- اپریل کے اُجالا اخبار میں ان کی تقریر کا یہ حصہ ان لفظوں میں نقل کیا گیا ہے:-

نصوص اسلام میں کسی کو بھی ترمیم کرنے کا اختیار نہیں۔ عام لوگ تو درکنار خود رسول کو بھی اسکی اجازت نہیں دی گئی۔

(آزاد ہند صفحہ اول)

غور فرمائیے! ان عبارتوں میں کتنی صراحت کے ساتھ ندوی صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریعی اختیارات کا انکار فرمایا ہے۔ اور دوسری زیادتی یہ کی ہے کہ رسول کو بھی عام انسانوں کی صف میں لاکر کھڑا کر دیا ہے۔

مجھے یاد آتا ہے کہ آج سے چند سال پیشتر رانچی میں مسلم پرسنل لا بورڈ کی ایک علاقائی کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں بورڈ کے جنرل سکریٹری مولانا منت اللہ رحمانی نے بھی انہیں الفاظ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریعی اختیارات کا انکار کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کی تھی۔

قابل غور بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریعی اختیارات کا انکار کر دینے کے بعد اب رسول کی حیثیت سوائے ایک "نامہ بر" کے اور کیا رہجاتی ہے۔ رسول کے بارے میں یہ مسلک منکرین حدیث کا ہے۔ جیسے

اب مسلم پرسنل لا بورڈ کے رہنماؤں نے اپنا لیا ہے
جب مسلم پرسنل لا بورڈ والوں کے نزدیک حِلّت و
حرمت اور تشریعی احکام کے سلسلہ میں رسول کو
منجانب اللہ کوئی اختیار حاصل نہیں تھا تو
انھیں چاہئے کہ اب وہ مسلم پرسنل لا کی بنیاد
کے بارے میں صرف قرآن کا نام لیا کریں۔ حدیث
یا سنت کا ہرگز ذکر نہ کریں۔

مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر نے اپنے
خطبۂ صدارت میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم
کے تشریعی اختیارات کا انکار کرکے مسلمانوں کو
سخت قسم کے اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے۔
اب ہمارے سامنے ایک نیا سوال یہ کھڑا ہو گیا ہے
کہ ہم اسلام کے تحفظ کے لئے سب سے پہلے کس
کے آگے صف آرا ہوں؟ حکومت کے سامنے
جو مسلم پرسنل لا میں ترمیم کا ارادہ رکھتا ہے
یا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سامنے جنھوں نے
کلکتہ کے شہید مینار کے میدان میں صرف ترمیم
ہی نہیں کی بلکہ مسلم پرسنل لا کی بنیاد ہی کو
منہدم کر دیا۔ جب جڑ ہی پر تیشہ چلا دیا گیا
تو اب برگ و بار اور شاخوں کے تحفظ کا سوال
ہی کیا پیدا ہوتا ہے؟

بار بار ہم حیرانی کے عالم میں یہ سوچتے ہیں کہ ملک گیر
گھن گرج کے ساتھ مسلم پرسنل لا بورڈ کا اجلاس
کلکتہ میں کیا اسی مقصد کے لئے منعقد کیا گیا تھا
کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تشریعی
اختیارات جو اللہ نے انھیں عطا کئے ہیں اور
جن پر قرآن شاہد عدل ہے اور جن کے بیشمار
نمونے احادیث کے اوراق پر بکھرے ہوئے ہیں،
انھیں منسوخ کرکے ایک نئے دین کی بنیاد
رکھی جائے۔

ہم اس دین کو ہرگز اسلام نہیں کہہ سکتے جس
میں رسول کی اطاعت کے لئے کوئی جگہ نہ ہو۔ یہ
بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اطاعت کا سوال
وہیں پیدا ہوتا ہے جہاں دل میں کسی کے لئے
حاکمیت کا تصور ہو۔ جب مسلم پرسنل لا بورڈ والوں
کے نزدیک رسول کی حیثیت صرف ایک "نامہ بر"
کی ہے اور حاکم شارع کی نہیں ہے تو ایک نامہ بر
کی اطاعت کا مطالبہ نہ دین ہی کا تقاضہ ہے اور
نہ عقل ہی کا۔ کیونکہ اطاعت ہمیشہ ان احکام
کی ہوتی ہے جو کسی اقتدار اعلیٰ کی طرف سے
صادر ہونے کے باعث واجب التعمیل ہوں۔
اور ظاہر ہے کہ اس طرح کا اقتدار ایک نامہ بر
کے لئے کبھی تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔

مسلم پرسنل لا بورڈ کے سامنے شاید یہ تصویر
کا دوسرا رُخ نہیں ہے کہ اسلام میں ایسے
بیشمار احکام موجود ہیں جن کا قرآن کے اندر کوئی
ذکر نہیں ہے۔ ان کی حرمت یا وجوب کی بنیاد
صرف احادیث نبوی پر ہے۔ آج جس غلط
جذبے میں یہ لوگ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے
تشریعی اختیارات کا انکار کرکے احادیث کی
آئینی حیثیت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ کل اگر مسلم
پرسنل لا کے کسی حصے پر قانونی بحث چھڑ گئی
اور ارباب حکومت نے اس کی مذہبی حیثیت معلوم
کرنے کے لئے اس کا ماخذ طلب کر لیا تو یہ حضرات

کس طرح ثابت کر سکیں گے کہ ہمارا مذہبی مسئلہ ہے اس میں مداخلت نہ کی جائے۔

مسلم پرسنل لا بورڈ والوں کی نظر میں جب خود پیغمبر کی حیثیت "قانون ساز" کی نہیں ہے تو اُن کے اقوال یعنی احادیث کی قانونی حیثیت کو کون تسلیم کرے گا۔ اب رہ گیا سوال فقہی مجموعہ قوانین کا" تو ظاہر ہے کہ جب رسول ہی کے اقوال کی تشریعی حیثیت ان حضرات کے نزدیک ناقابل تسلیم ہے تو ائمہ مجتہدین کے اقوال کا ان کے یہاں کیا اعتبار ہوگا؟ نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلم پرسنل لا کے بہت سارے حصے صرف اس لئے قابل مداخلت قرار دیدیے جائیں گے کہ ان کی مذہبی حیثیت ثابت کرنے کے لیے ان حضرات کے پاس کوئی آسمانی دلیل نہ ہوگی۔

آپ گہرائی میں اتر کر سوچیں تو آپ پر یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے گی کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر نے ایک ہی جملے میں شریعت کے سارے نظام ترکیبی کو درہم برہم کر کے رکھ دیا ہے۔ حکومت کا خطرہ تو اپنی جگہ پر ہے لیکن کلکتہ شہید مینار کے میدان میں مسلم پرسنل لا کی جو نئی قبر کھودی گئی ہے تو اس کا شکوہ ہم کس سے کریں۔ اب ہمارے مقدمہ کی نوعیت یہ ہے کہ مسلم پرسنل لا میں حکومت کی طرف سے ترمیم کا صرف خطرہ ہی ہے اور یہ لوگ ترمیم کر چکے۔

مولانا ابوالحسن ندوی نے اپنے خطبۂ صدارت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریعی اختیارات کا انکار کرتے ہوئے قرآن کو بطور شاہد پیش کیا ہے میں اپنے اس مضمون میں نہایت صراحت کے ساتھ قرآن ہی کے حوالے سے یہ ثابت کروں گا کہ مولانا نے جو کہا ہے وہ اُن کا اور اُن کے ساتھیوں کا تو عقیدہ ہو سکتا ہے لیکن قرآن کا ہرگز نہیں!

اب خالی الذہن ہو کر ذیل میں قرآن کریم کی وہ آیتیں ملاحظہ فرمائیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریعی اختیارات کو واضح طور پر ثابت کرتی ہیں۔

وَقَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۝

اور اُن لوگوں سے جہاد کرو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور اُن چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے جنھیں اللہ اور اُس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے۔
(پارہ ۱۰۔ سورہ توبہ رکوع ۴ آیت ۲۹)

اس آیت کے مفہوم پر اچھی طرح غور فرمائیے!

اس آیت میں چیزوں کو حرام قرار دینے کی نسبت اللہ کی طرف بھی ہے اور اللہ کے رسول کی طرف بھی۔ اگر اللہ کے رسول کو کسی چیز کے حرام قرار دینے کا اختیار نہیں تھا تو قرآن نے صراحت کیساتھ ان کی طرف کسی چیز کو حرام قرار دینے کی نسبت کیوں فرمائی ہے۔؟ اور ظاہر ہے کہ حرام قرار دینے کا سوال انہی چیزوں میں پیدا ہوتا ہے

جو پہلے سے حلال ہوں) ورنہ جو چیزیں پہلے ہی سے حرام ہوں انھیں حرام قرار دینے کے کیا معنی؟

توراتِ مقدس میں پیغمبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نشانیاں مرقوم تھیں اُن کا ذکر کرتے ہوئے قرآنِ کریم ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ | وہ انھیں بھلائی کا
يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ | حکم دیگا اور برائی
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ | سے منع فرمائیگا اور
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ۝ | ستھری چیزیں اُن
(سورۂ اعراف رکوع ۹ آیت ۱۰۷) | کے لئے حلال فرمائیگا
اور گندی چیزیں اُن پر
حرام کریگا۔

اس آیت کریمہ میں بھی نہایت وضاحت کیساتھ اس امر کا بیان ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال فرمانے اور حرام قرار دینے، دونوں طرح کا حق دیا گیا ہے۔

ان دونوں آیتوں نے مولانا ابوالحسن علی ندوی کے اس دعوی کو باطل اور غلط قرار دیدیا کہ

"پیغمبر کو جب دین میں یہ حق نہیں تھا کہ وہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار دیدیتے تو پھر دوسرے کو یہ حق کیسے دیا جاسکتا ہے؟"

اب دوسری آیت میں اس کی صراحت ملاحظہ فرمایئے کہ پیغمبر کو اللہ کی عطا سے یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ کسی حرام چیز کو حلال بھی قرار دے سکتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی قرآن میں اُن کا یہ اعلان نقل کیا گیا ہے۔

وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ | اور میں اس لئے آیا ہوں
حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ | تاکہ حلال کردوں تمھارے
بِآيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا | لئے بعض وہ چیزیں جو
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ | تم پر حرام تھیں اور میں
(سورۂ آل عمران رکوع ۵ | تمھارے پاس تمھارے
آیت ۱۰) | رب کی طرف سے نشانی
لیکر آیا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

غور فرمایئے! اگر پیغمبر کو خدا کی طرف سے حرام کو وہ چیزوں کے حلال کرنے کا اختیار نہیں تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ اعلان کیوں فرمایا اور قرآن نے اسے نقل کیوں کیا۔

اب مولانا ابوالحسن علی ندوی کے دونوں دعوے قرآن ہی کی شہادت سے باطل ہوگئے اور قرآن ہی سے ثابت ہوگیا کہ خدا کی طرف سے پیغمبر کو دین میں یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ مصلحت خداوندی کے مطابق حلال کو حرام بھی قرار دے سکتے ہیں اور حرام کو حلال بھی کرسکتے ہیں۔

یہاں تک تو آپ نے پیغمبر کے تشریعی اختیارات کا ثبوت قرآن سے ملاحظہ فرمایا۔ اب اس مضمون پر ایک صریح حدیث بھی ملاحظہ فرمایئے۔

مشہور صحابی رسول حضرت مقدام ابن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

الا انی اوتیت القرآن | اچھی باخبر ہوجاؤ کہ
ومثله معه الا یوشك | مجھے قرآن دیا گیا اور

رجل شبعان علی اریکتہ اسی کے ساتھ ویسی ہی ایک
یقول علیکم بھذا القرآن فما وجدتم اور چیز بھی۔ خبردار ایسا ہو
فیہ من حلال فاحلوہ کہ کوئی پیٹ بھرا شخص
وما وجدتم فیہ من اپنی مسند پر بیٹھا ہوا کہنے
حرام فحرموہ و ان لگے کہ تم صرف قرآن کی
ماحرم رسول اللہ پیروی کرو۔ جو اس میں حلال
کما حرم اللہ۔ پاؤ اسے حلال سمجھو اور جو اس میں
حرام پاؤ اسے حرام سمجھو۔
(ابوداؤد۔ ابن ماجہ) حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ
جیسے خدا کا رسول حرام قرار دے وہ ویسا ہی حرام
ہے جیسے اللہ کا حرام کیا ہوا۔

اس حدیث کے پڑھنے سے بھی ایسا محسوس ہوتا ہے
کہ جیسے یہ بات مسلم پرسنل لا بورڈ کے آسودہ حال
لوگوں کے بارے میں کہی گئی ہو۔ اس میں بھی
بالکل صراحت ہے اس امر کی کہ اللہ کی طرف سے
کسی چیز کو حرام دینے کا اختیار رسول کو بھی دیا گیا ہے
بہرحال قرآن اور حدیث کی روشنی میں یہ بات
پائی بھی اظہر من الشمس ہوگئی کہ رسول کے تشریعی
اختیارات کے سلسلے میں مولانا ابوالحسن علی ندوی
اور مولانا منت اللہ رحمانی نے اپنے جس عقیدے
کا اظہار فرمایا ہے وہ قرآن وحدیث کا نہیں بلکہ
ان حضرات کا خود اپنا عقیدہ ہے۔ جس کا اظہار
اپنی نجی محفلوں میں کرتے تو ہمیں آزادی رائے
کے بے محل استعمال کا ہرگز شکوہ نہ ہوتا۔
لیکن مسلم پرسنل لا بورڈ کا اسٹیج مختلف
مکاتیب فکر کے لوگوں کا مشترک اسٹیج تھا۔
وہاں وہ تھیں کوئی ایسی اختلافی بات نہیں
کہنی چاہیے تھی جس سے بورڈ میں شریک
کسی بھی جماعت کے مذہبی عقیدے کو ٹھیس
پہنچتی ہو۔

واضح رہے کہ مسلم پرسنل لا بورڈ پر کسی
ایک مکتب فکر کی اجارہ داری نہیں ہے۔ بلکہ
اس کی تاسیس و قیام اور تشکیل و استحکام
میں ہر مکتبہ فکر کے رہنماؤں نے مل کر حصہ لیا ہے
چنانچہ دسمبر ۱۹۷۲ء میں بمبئی کے ساحل پر
مسلم پرسنل لا بورڈ کا جو سب سے پہلا کنونشن ہوا
تھا اس میں تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم
ہند بریلی شریف کے حکم پر تین حضرات جماعت
اہل سنت کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہو
ہوئے تھے۔ جبلپور سے برہان الملۃ حضرت علامہ
مفتی برہان الحق صاحب قبلہ بمبئی سے حضرت مولانا
نصر اللہ عباسی اور جمشید پوری سے یہ خاکسار
ارشد القادری

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے بھرے مجمع
میں جہاں قاری طیب صاحب، مولانا ابوالحسن
علی ندوی، اور مولانا منت اللہ رحمانی وغیرہ
سبھی موجود تھے، تقریر کرتے ہوئے صاف صاف
کہا تھا کہ اسٹیج پر جو چہرے نظر آرہے ہیں۔ ان
حضرات کے ساتھ ہمارے سنگین اختلافات
کل بھی تھا اور آج بھی ہیں لیکن اس کے باوجود
ہم صرف اس جذبہ میں آج یہاں دوش بدوش
بیٹھے ہوئے ہیں۔ تاکہ حکومت ہند کو یہ باور کرا دیں
کہ مسلم پرسنل لا کے تحفظ کے لئے جہاں دیوبند
اور لکھنؤ سینہ سپر ہیں وہاں بریلی نے بھی سر سے

کفن باندھ لیا ہے۔

حضرت علامہ مفتی برہان الحق صاحب قبلہ اور مولانا نصرت اللہ خدا کو پیارے ہو گئے۔ یہ لوگ جبتک بقید حیات تھے مسلم پرسنل لا بورڈ کے نائب صدر اور جوائنٹ سکریٹری کی حیثیت سے مسلم پرسنل لا کے تحفظ کے لئے ہمیشہ سرگرم عمل رہے۔ ان حضرات کی وفات کے بعد اب تک ان کی جگہ پر علمائے بریلی میں سے کسی کو بھی بورڈ کی تنظیم میں شامل نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اب مسلم پرسنل لا کی قیادت پر ایک گروپ کی اجارہ داری قائم ہو گئی ہے۔

میں اپنا مضمون ختم کرتے ہوئے نہایت قلق کے ساتھ اس بات پر اپنے غم وغصہ کا اظہار کرتا ہوں کہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریعی اختیارات کو چیلنج کئے بغیر کیا مسلم پرسنل لا کے تحفظ کے سلسلے میں اپنا نقطہ نظر واضح نہیں کیا جا سکتا تھا؟ اب تو ہر حساس مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ جو لوگ منصب نبوت کیا تھا اس طرح کا جارحانہ ذہن رکھتے ہیں وہ مسلم پرسنل لا کا تحفظ کیا کر سکیں گے کیونکہ مسلم پرسنل لا کا تحفظ بغیر منصب نبوت کے تحفظ کے ممکن ہی نہیں۔ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریعی اختیارات کے ثبوت میں سر دست قرآن کریم سے صرف تین آیتیں اور کتب صحاح سے ایک حدیث میں نے پیش کی ہیں۔ اگر آئندہ ضرورت پیش آئی تو اس موضوع پر کتاب سنت اور سلف صالحین کے ذخائر سے دلائل کے انبار جمع کئے جا سکتے ہیں۔

ارشد القادری خادم ادارۂ شرعیہ بہار۔ پٹنہ $\frac{15}{4}$ ۸۵

رسالت کا ساز ہے

عالیجناب قمر بلرام پوری

محبوب کبریا کی وہ نسبت دراز ہے
رحمت پہ اُس کی اُمت عاصی کو ناز ہے
دنیا پسند کیوں نہ کرے جبکہ ناصحا
لے معرفت کی اور رسالت کا ساز ہے
انساں کا دل تو کیا ہے پگھلتا ہے سنگ بھی
گفتار مصطفےٰ میں وہ سوز و گداز ہے
جلوہ فروزِ خانۂ طیبہ ہے جو نبی
سرکار دو جہاں ہے وہ ایماں نواز ہے
صبح ازل سے جو ہیں غلامانِ مصطفےٰ
دربار شاہ کا انھیں حاصل نیاز ہے
دیکھئے تو چل کے اس پہ کوئی طالبِ بہشت
کہنے کو راہ حق میں نشیب و فراز ہے
سمجھے اسے ہر ایک یہ ممکن کہاں قمر
معراج مصطفےٰ میں مشیت کا راز ہے

حبیب خدا سے ہم

ڈرتے نہیں ہیں آفتِ روزِ جزا سے ہم
رکھتے ہیں ربط خاص حبیبِ خدا سے ہم
بِقدر اپنی اُمت عاصی پہ چشم خیر
کرتے ہیں التجا یہی خیر الوریٰ سے ہم
رنج و الم ہیں لاکھ مگر اس کے باوجود
غافل نہیں ہیں ذکرِ شہِ دوسرا سے ہم
دست طلب دراز کریں کیوں کسی کی سمت
جب فیض پا گئے ہیں بحر عطا سے ہم
دیکھو گے زاہدو ہمیں میدان حشر میں
کتنے قریب تر ہیں شفیع الوریٰ سے ہم
جنت بھی پائے دولت ایماں بھی پا گئے
مانوس ہو کے صاحب جود و سخا سے ہم
جس نے قمر غلاموں کے رتبے کئے بلند

نعت مقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(جناب قمر مصطفوی شمس آبادی)

محشر میں گنہگاروں کے لئے آقا کا یہ کام اللہ اللہ
ہاتھوں میں غلاموں کے دیکھو کوثر کا ہے جام اللہ اللہ
کیا شان ہے آقا کی میرے کیا رتبہ ہے رتبہ صل علیٰ
بھیجا ہے خدا نے خود اُن کو اپنا بھی سلام اللہ اللہ
جبریل بھی آنکھیں ملتے ہیں آ آ کے نبی کے قدموں پر
پھر روئے منور کیا ہوگا تلوؤں کا مقام اللہ اللہ
کیا نام ہے نام صل علیٰ کیا شان ہے شانِ صل علیٰ
اس نام کے لینے والوں پر دوزخ ہے حرام اللہ اللہ
پیدل ہیں شہنشاہ عالم کیا شان ہے شانِ شاہِ امم
بیٹھا ہے سواری پر دیکھو آقا کا غلام اللہ اللہ
سجدے میں جھکاتے ہیں گردن معراج کی شب جتنے ہیں نبی
ہے بارِ امامت آقا پر نبیوں کا امام اللہ اللہ
آتے ہیں ملائک شام و سحر لیکر وہ درودوں کے گجرے
پُرشوق لبوں سے روضے پر پڑھتے ہیں سلام اللہ اللہ
جو بادِ صبا ہو تیرا گذر روضہ پہ رسول اکرم کے
آقا سے مرے تو کہہ دینا میرا بھی سلام اللہ اللہ
مخلوق خدا میں جو بھی ہیں کیا جن و بشر کیا حور و ملک
پڑھتے ہیں ادب سے شام و سحر آقا کا کلام اللہ اللہ
کیا نام ہے نام ختم رسل کیا نام ہے نام شاہِ کرم
ہے عرش بریں پر لکھا ہوا سرکار کا نام اللہ اللہ
اے زائر طیبہ اتنی سی فریاد نبی سے کہہ دینا
اک ہند سے ان کا دیوانہ بھیجا ہے پیام اللہ اللہ
رعنائی نبی کے روضے کی ہے عرش معلیٰ سے افضل
کعبے کا بھی کعبہ یہ ہے قمر طیبہ کا مقام اللہ اللہ

مسلم پرسنل لاء کو یکساں سول کوڈ سے مستثنیٰ رکھا جائے

پرسنل لاء میں ترمیم ناقابل برداشت

(ادارہ)

قرآن مقدس بنی نوع انسان کے ہر فرد کے لئے ہدایت اور ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس کا ہر فرمان اٹل ہے اور اس میں ترمیم و تنسیخ کرنے کا حق کسی کو نہیں ہے۔ جو لوگ قرآن میں تحریف کرتے ہیں وہ گمراہی پر ہیں اور ان کے لئے سراسر عذاب و عتاب و ہلاکت ہے۔

قرآنِ کریم کو سمجھنے کے لیے اللہ اور اس کے آخری نبی محمد رسول اللہ علیہ التحیۃ والثناء پر ایمان لانا اور رسول کریم اور ان کے نائبین صحابہ کرام۔ تابعین ائمہ مجتہدین اور علماء فقہاء اور صلحا کے بتائے ہوئے طریقوں سے سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہوگا تبھی انسان ہدایت یافتہ ہو سکتا ہے۔

مسلمان کسی بھی ملک میں رہتا ہو وہ اپنے مذہبی و معاشرتی معاملات میں اپنے شرعی قانون پر عمل کرنے کا حق رکھتا ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس کے شرعی قانون میں دخیل ہو۔ مسلم پرسنل لاء کو کسی ملک کے یکساں سول کوڈ میں ضم نہیں کیا جا سکتا۔

بھارت ایک سیکولر ملک ہے اور ہمارا یہ ملک مختلف مذہب و آدرش اور زبان و کلچر کا گہوارہ ہے اور آئین کی رُو سے ہر مذہب و کلچر کو پھولنے پھلنے اور ہر قوم کو اپنے مذہبی حقوق کی آزادی ہے۔

لہٰذا اس سیکولرازم کی رُو سے مسلم پرسنل لاء کو یکساں سول کوڈ سے مستثنیٰ رکھا جانا چاہیے لیکن ابھی حال میں سپریم کورٹ نے ایک عجیب و غریب فیصلہ دیا ہے وہ بھی قرآن کو دلیل بنا کر سورۃ البقرہ پارہ ۲ کی دو سو اکتالیسویں ۲۴۱ ویں آیت کو دلیل بنا کر یہ قانون پاس کیا ہے کہ مطلقہ کو اس کا سابقہ شوہر تاعمر اپنے نان نفقہ دینے کا ذمہ دار ہے۔ جب تک وہ دوسری شادی نہ کرلے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ ان قانون دانوں نے قرآن کو پیغمبر صاحب کا فرمان بتایا ہے۔

اللہ اکبر! اللہ کے کلام کو اس کے بندے اور رسول کا فرمان بتا دیا۔ اور آیت کا مطلب بھی غلط نکالا۔ اس پر طرہ یہ کہ اقلیتی کمیشن کے چیرمین مسٹر جسٹس حمید اللہ بیگ نے یہ کہہ دیا کہ شریعت کو سمجھنا مولوی کا کام نہیں ہے یہ قانونی اصول جاننے والوں کا کام ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر مسلم پرسنل لاء کو عدالتوں (کورٹوں) کے حوالے کر دیا جائے تو مسلمانوں کو انصاف دلانے کے لئے یہ زیادہ موثر ذریعہ بن سکتا ہے۔

ہفت روزہ "اخبار نو" ۲ تا ۸ مئی ۱۹۸۵ء پہلے اسی اخبار میں کمیونسٹ شاعر علی سردار جعفری کا انٹرویو شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے کہا کہ مسلم پرسنل لا میں تبدیلی کی جا سکتی ہے سورۂ بقر کی جس آیت کو دلیل بنایا گیا ہے اُس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور طلاق والیوں کے لئے بھی مناسب طور پر نان ونفقہ ہے یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر"
(ترجمہ رضویہ)

پرہیزگاروں پر (مسلمانوں پر) یہ واجب ہے کہ مطلقہ کو عدت (جس کی مدت تین حیض ہے) گزارنے تک کا نان ونفقہ ادا کرے اس کے بعد بھی اگر وہ اُس کے شادی نہ کرنے تک اسے کچھ دیتا ہے تو یہ اُس کا عورت پر احسان ہے۔

یہ قانون جو پاس کیا گیا ہے اور جس میں نیشنلسٹ اور دوسرے نام نہاد مسلمان بھی پیش پیش ہیں اس سے ایک تو ڈائرکٹ مسلم پرسنل لا پر حملہ اور اس میں مداخلت ہے۔ دوسرے یہ کہ اس سے بہت سارے خطرے بھی ہیں جو نہ صرف مسلم سماج ہی کیلئے بلکہ پورے ملک کے لئے بھی خطرہ ہے۔ کل کو اسے دلیل بنا کر کوئی بھی برطرف کیا گیا ملازم بھی اپنے مالک یا اپنی کمپنی پر یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اسے اس وقت تک پورا خرچ دیا جائے جب تک کہ اُسے دوسری ملازمت نہ مل جائے۔

(۲) عورت جب نان ونفقہ پاتی رہے گی تو اب وہ سوچے گی کیا ضرورت ہے دوسری شادی کرنے کی اور اس طرح وہ آزاد رہ کر کسی بھی مرد سے تعلق رکھ سکتی ہے جو سراسر حرام وگناہ اور دنیوی قانون واخلاقی نقطۂ نظر سے بھی جرم اور گھناؤنی حرکت ہے اس سے عیاشی اور فحاشی آوارگی وکرپشن کا ایک نیا دروازہ کھل جائے گا۔

(۳) مرد اس عورت کو چھوڑنے کے بعد دوسری شادی کرتا ہے تو اس پر دوہرا خرچ اس کے لئے وبال جان دوسری طرف اس کی موجودہ بیوی بھی ہمیشہ ایک شک میں مبتلا رہے گی۔ اور اس طرح دونوں نفسیاتی طور سے اضطراب و شک میں مبتلا رہیں گے۔ جس سے مرد عورت دونوں کی گھریلو زندگی عذاب بن جائے گی۔

اور بھی دوسرے خطرات پیش ہو سکتے ہیں بلاشبہ طلاق جائز کاموں میں سب سے ناپسندیدہ کام ہے۔ لیکن اگر ایسی نوبت آ بھی [illegible] ہے تو شریعت میں اس کا بھی خا[illegible] ہے اور وہ یہی ہے کہ مطلقہ کو اس کا مہر ادا کر [illegible] اس کے جہیز کا سامان دیدیا جائے۔ اور عورت کا نان نفقہ اور اگر بچہ ہو تو اس کی پرورش کے لئے بھی پورا خرچ دیا جائے۔

اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو ان کی فطرت کے مطابق باعزت زندگی بسر کرنے کی آزادی دی ہے اور دونوں کے الگ الگ حقوق ہیں اسلام نے عورت کو ظلم وجبر۔ غلامی واستحصال کی بیڑیوں سے نجات دی ہے اور اسے اس کا صحیح مقام عطا کیا ہے۔ بیوی شوہر کی باندی یا ملازمہ نہیں ہوتی بلکہ صحیح معنی میں اس کی شریک حیات ہوتی ہے۔ دونوں ایک دوسرے

کی عزت و ناموس کے محافظ و نگہبان ہوتے ہیں۔ شوہر پر لازم ہے کہ وہ بیوی کو نان و نفقہ دے۔ اس کی عزت کی محافظت کرے اور بیوی کا بھی فرض ہے کہ وہ شوہر کی عزت وقار کو محفوظ رکھے اور وظیفۂ زوجیت میں اسکی معاونت کرے۔ ہاں گھرداری کے معاملے میں (کھانا پکانا اور برتن کی صفائی وغیرہ) شوہر کو اتنی استطاعت نہیں کہ وہ خادمہ رکھ سکے تو بیوی کو چاہیے کہ وہ خود کام کرے لیکن اس معاملے میں شوہر کو بیوی کو ملازمہ یا کنیز نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہاں تک کہ بچہ کی پرورش اور اس کو دودھ پلوانے کی ذمہ داری بھی باپ پر ہے اور اس کو واجب ہے کہ بچہ کے دودھ پلانے کے لئے دایہ مقرر کرے۔ ہاں اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب ہے۔ مسئلہ یہ بھی ہے کہ شوہر دودھ پلانے کے لئے بیوی پر جبر نہیں کرسکتا۔ اگر کسی نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی ہے تو عورت بچہ کے دودھ پلانے کے لئے مرد سے اُجرت لے سکتی ہے۔

اسلام ایسے دینِ فطرت اور اس کی شریعت میں مداخلت وہ کسی کی بھی طرف سے ہو نام نہاد مسلمانوں کی طرف سے یا قانون و حکومت کی طرف سے یہ امر ناقابل برداشت ہے۔ مسلم پرسنل لا کو یکساں سول کوڈ سے مستثنیٰ رکھا جائے۔

ہم تمام بھارتی مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ اس سلسلے میں حکومت سے پُر امن طریقہ پر احتجاج کریں اور سپریم کورٹ کے پاس کردہ قانون کو ختم کرانے کے لیے صدر جمہوریہ، وزیر اعظم اور تمامی مسلمان ممبران پارلیمنٹ کو متوجہ کرائیں کہ وہ پارلیمنٹ کے ذریعہ اس قانون کو ختم کرائیں۔

قانون شریعت کو سمجھنا اور سمجھانا صرف مولویوں (علماء۔ فقہاء) ہی کا کام ہے اس میں کسی بھی قانون داں نام نہاد مسلمان یا نیشنلسٹ مسلمان کو دخل دینے کا حق نہیں ہے۔

اسلام دشمنوں کی ایک خطرناک اسکیم!

نعوذ باللہ قرآن کریم پر پابندی لگوانے کی تحریک!!

کلکتہ ہائی کورٹ میں قرآن مقدس کیخلاف رٹ پیٹیشن!!!

(ادارہ)

ہفت روزہ نئی دنیا دہلی ۳۰ اپریل تا ۶ مئی ۸۵ء :- ایک اطلاع کے مطابق کلکتہ ہائی کورٹ میں دو اشخاص چاندمل چوپڑہ اور سیتل سنگھ کی جانب سے ایک رٹ پیٹیشن ۱۰ اپریل ۸۵ء کو داخل ہوئی ہے اس میں یہ درخواست کی گئی ہے کہ حکومت مغربی بنگال قرآن مجید کے تمام عربی نسخوں اور اس کے ہر زبان میں ترجموں کو خلاف قانون قرار دیکر ضبط شدہ اعلان کرے۔ درخواست گزاروں کا کہنا ہے کہ قرآن مجید میں بہت جگہ کافروں اور مشرکوں کو قتل کرنے اور ان کا مقاطعہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ درخواست گزاروں کے مطابق قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس سے تشدد اور قتال و جدال پیدا ہوتا ہے اسے ضبط کرنا چاہیئے۔

بھارت میں کچھ ذہنیتیں اور لابیاں مسلسل آج دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہیں کبھی کبھی اسلام پر حملہ کبھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کیچڑ اچھالنا اور کبھی قرآن کریم پر۔ اب جو گھناؤنی سازش رچی جارہی ہے وہ بھی مسلمانان ہند اور ملک کے ارباب سیاست و ریاست اور حکومت کے ذمہ داران دیکھیں۔

افسوس مسلمانوں نے اپنا وصول اور اپنا طور طریقہ چھوڑ دیا اور آج یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے۔

رمضان المبارک اور اس کے فضائل برکات

از مصنف بہار شریعت صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی ابو العلا محمد امجد علی علیہ الرحمۃ

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

ترجمہ:- اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسا ان پر فرض ہوا تھا جو تم سے پہلے ہوئے تاکہ تم گناہوں سے بچو

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط

ترجمہ:- اور ماہ رمضان جس میں قرآن اُتارا گیا لوگوں کی ہدایت کے واسطے اور حق و باطل میں فرق بیان کرنے کے لئے تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو اس کا روزہ رکھے - اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے (یعنی بعد میں جو روزے ترک ہوئے ہیں پورا کرے -) ماخوذ ترجمہ اعلیحضرت) صحیح بخاری اور مسلم میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب رمضان آتا ہے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں - ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں - امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ کی روایت میں ہے جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والے متوجہ ہو - اور اے شر کے چاہنے والے باز رہ اور کچھ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں - اور یہ ہر رات ہوتا ہے - (حدیث)-

امام احمد اور نسائی کی روایت انہی سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - رمضان آیا یہ برکت کا مہینہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے - اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کے طوق ڈال دیئے جاتے ہیں - اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزاروں مہینوں سے بہتر ہے جو اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ بیشک محروم رہا ہے (حدیث)

حدیث امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رمضان کی آخری شب میں اس امت کی مغفرت

ہوتی ہے۔ عرض کی گئی کیا وہ شب قدر ہے؟ فرمایا نہیں کام کرنے والے کو اس وقت پوری مزدوری دی جاتی ہے۔ جب وہ پورا کام کرے۔

حدیث: بیہقی شعب الایمان میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں وعظ فرمایا۔

اے لوگو! تمھارے پاس برکت والا مہینہ آیا وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزاروں مہینوں سے بہتر ہے اسی کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے کسی اور مہینے میں فرض ادا کیا۔ اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کئے یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات کا ہے اور اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہوں کے لئے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملیگا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملیگا بغیر اس کے کہ اس کے اجر میں سے کچھ کم ہو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اُس شخص کو دیگا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک خرما یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے۔ اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلایا اوسکو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اول رحمت ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے اور آخر جہنم سے آزادی ہے۔ جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی کام میں کمی کرے اللہ تعالیٰ بخش دیگا اور جہنم سے آزاد فرمائے گا۔

حدیث امام احمد و حاکم و طبرانی کبیر میں اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی شعب الایمان میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ روزہ اور قرآن بندہ کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ اے رب میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا اے رب میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا۔ میری شفاعت اس کے حق میں قبول کر دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔

حدیث بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لئے رمضان کا روزہ رکھے گا اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائینگے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لئے شب قدر میں قیام کریگا اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

حدیث صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ آدمی کے ہر ایک کام کا بدلہ دس سے سات سو تک دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ مگر روزہ کہ وہ میرے

لئے ہے اور اس کی جزا میں دونگا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے پینے کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملنے کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اور روزہ سپر ہے اور جب کسی کا روزہ ہو تو وہ نہ بیہودہ بکے اور نہ چیخے پھر اس سے اگر کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو کہدے کہ میں روزہ دار ہوں اس کی مثل امام مالک و ابوداؤد و ترمذی و نسائی اور ابن خزیمہ نے روایت کی ہے۔

مسائل روزہ

مسئلہ۔ روزہ کی نیت ضروری ہے۔ نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں۔ مگر زبان سے کہنا مستحب ہے رات میں یا صبح صادق سے ضحوۂ کبریٰ تک روزہ کی نیت کی تو روزہ درست ہے اس کے بعد کی تو روزہ نہیں ہوگا

رات میں نیت یوں کہے

یا اردو میں یوں کہے "میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ مِنْ فَرْضِ رمضان ھٰذا فرض روزہ کل رکھوں گا۔

اگر دن میں نیت کی تو یوں کہے

اردو میں یوں کہے کہ میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لئے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔

مسئلہ یہ معلوم ہے کہ رمضان کا مہینہ ہے اور روزہ کی نیت نہیں کی اور نہ یہ ارادہ کہ روزہ نہیں ہے۔ بھوکا پیاسا رہا روزہ نہیں ہوا۔

مسئلہ سحری کھانا بھی نیت ہے۔ اگر کھاتے وقت یہ نیت کی کہ کل روزہ نہیں رکھوں گا۔ تو یہ سحری نیت نہیں ہو سکتی۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں جاتا

حدیث بخاری و مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب روزہ دار نے بھول کر کھایا پیا وہ اپنے روزہ کو پورا کرے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا۔

حدیث ابوداؤد و ابن ماجہ و دارمی ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قے نے غلبہ کیا۔ اس پر قضا نہیں جس نے جان بوجھ کر قے کی اس پر روزے کی قضا ہے۔

حدیث ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری آنکھوں میں مرض ہے کیا روزہ کی حالت میں سرمہ لگاؤں، فرمایا ہاں،

مسئلہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا مکھی یا دھواں یا غبار خواہ آٹے ہی کا کیوں نہ ہو جو آٹا چھاننے یا چکی پیسنے میں اڑتا ہے جان بوجھ کر دھواں کھینچا تو روزہ فاسد ہو جائیگا۔ اگر بتی کا دھواں اگر ناک سے کھینچا تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ سرمہ یا تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ تیل کا یا سرمہ کا اثر حلق میں محسوس ہو۔

مسئلہ عورت کا بوسہ لینے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ غسل کیا اور ٹھنڈک اندر محسوس ہوئی یا کلی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف تری منھ میں باقی رہ گئی تھی۔ اسے تھوک کے ساتھ نگل گیا یا کان میں پانی چلا گیا یا دانت سے خون نکل کر حلق تک پہنچا مگر حلق سے نیچے نہیں پہنچا ان سب صورتوں میں روزہ نہیں گیا۔

مسئلہ بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اور اسے نگل گیا۔ یا کھنکار منہ میں آیا اور اسے کھا گیا تو روزہ

نہیں جائے گا۔ مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے۔

مسئلہ مکھی حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں گیا اور قصداً نگلی تو روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ۔ احتلام سے روزہ نہیں جاتا

مسئلہ جنابت کی حالت میں صبح کی حالانکہ سارے دن جنبی رہا روزہ نہیں گیا مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز ہو جائے گناہ و حرام ہے حدیث میں فرمایا کہ جس گھر میں جنب ہوتا ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے

مسئلہ بیڑی سگریٹ یا کسی قسم کا دھواں کھینچنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پان یا صرف تمباکو منہ میں رکھا اور تھوک پیک پھینک دی ہو تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر تھی یا زیادہ تھی اُسے کھا گیا کم ہی تھی مگر منہ سے نکال کر پھر کھائی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق کے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا تو روزہ نہیں گیا۔

مسئلہ روزے میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق سے اترا اگر سوتے میں ایسا ہوا تو بھی روزے کی قضا واجب ہے۔

مسئلہ کوئی چیز پاخانے کے مقام پر رکھی اگر

اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو نہیں ٹوٹا اور اگر وہ چیز تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقاً جاتا رہا۔

مسئلہ۔ نتھنوں سے دوائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا تو روزہ جاتا رہا۔ اور پانی کان میں ڈالا یا چلا گیا تو روزہ نہیں گیا۔

مسئلہ کلی کر رہا تھا۔ بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا یا پانی ناک میں چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا تو روزہ جاتا رہا منہ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا اور وہ تھوک نگل گیا۔ تو روزہ جاتا رہا

مسئلہ قے ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ منھ بھر کے ہو۔ قصداً قے کی ہو اگر منھ بھر ہے تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔

مسئلہ قے میں صفرا یا خون یا بلغم آیا مطلقاً روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ دن میں مسافر نے اقامت کی یا حیض و نفاس والی عورت پاک ہو گئی یا رات سمجھ کر سحری کھائی بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو گئی تو ان کو دن کے باقی حصہ کا روزے کی طرح گزارنا واجب ہے۔

مسئلہ بچے کی عمر دس سال ہو جائے تو اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس سے روزہ رکھوائیں

مسئلہ میت کے روزے قضا ہو گئے تھے تو اس کا ولی اس کی جانب سے فدیہ ادا کرے یعنی جبکہ وصیت کی اور مال چھوڑا ہو ورنہ ولی پر ضروری نہیں کر دے تو بہتر ہے

مکروہات

مسئلہ جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ باتیں کرنا۔ کسی کو تکلیف دینا یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں اور روزے میں زیادہ حرام ہیں

اور ان کی وجہ سے روزنے میں کراہت آتی ہے مباشرت فاحشہ اور عورت کے ہونٹ یا زبان چوسنا مکروہ ہے۔ گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا مکروہ نہیں۔

مسئلہ مسواک کرنا خشک ہو یا تر مکروہ نہیں بلکہ مسنون ہے۔ زوال کے بعد بھی مسواک کر سکتے ہیں۔

مسئلہ کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا مکروہ نہیں ہے۔ سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی مستحب ہے مگر نہ اس قدر کہ شک میں پڑے۔

مسائلِ تراویح

مسئلہ ۔ تراویح کی بیس ۲۰ رکعتیں سنت موکدہ ہیں اور اس کے ثبوت میں بیس ۲۰ حدیثیں اور جمہور صحابہ و فقہا کا عمل ہے۔

مسئلہ ۔ تراویح میں ایک قرآنِ عظیم ختم کرنا سنت موکدہ ہے۔

تسبیح سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ۔

مسائلِ اعتکاف

مسئلہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت ہے۔ ۲۰ رمضان کو بعد عصر قبل غروب آفتاب سے عید کا چاند نظر آنے تک مسجد میں قیام کیا جائے۔ ضروری کاموں کے علاوہ معتکف کو مسجد سے نکلنا ناجائز ہے۔ پیشاب یا پاخانہ فرض غسل اور وضو کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ اعتکافِ مسنون کیلیے روزہ دار ہونا ضروری ہے بغیر روزہ اعتکاف درست نہیں اگر بستی کا ایک شخص بھی اعتکاف نہ کرے تو سارے لوگ ترک سنت کے گنہگار ہوں گے اور اگر کوئی شخص ایک بھی اعتکاف کرے تو سب پر سے بوجھ اتر جائیگا۔

شب قدر

مسئلہ ماہِ رمضان کی ایک رات ایسی بھی ہے جس میں عبادت ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی جاگ کر عبادت فرماتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بس ارات عبادت و اذکار اور استغفار کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

حدیث شریف میں لیلۃ القدر میں پڑھنے کے لئے یہ دعا تلقین کی گئی ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (یعنی اے مولا تو معاف کرنے والا ہے۔ معافی کو پسند فرماتا ہے تو مجھ کو بھی معاف کر دے۔

زکوٰۃ زکوٰۃ فرض ہے اس کا انکار کرنیوالا کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنیوالا گنہگار مردود الشہادہ ہے

مسئلہ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے زکوٰۃ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

کلکتہ ہائیکورٹ میں قرآن کی طرف سے دفاع کیلئے

ادارۂ شرعیہ ہند کا قیام

رانچی کے اجتماع میں اہلسنت کے مشاہیر علماء کا ولولہ انگیز اقدام

(مولانا انیس القادری صاحب)

۱۷،۱۰ اپریل ۸۵ء کو اسلامی مرکز رانچی کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ملک کے طول و عرض سے اہل سنت کے مشاہیر علماء کا ایک تاریخی اجتماع ہوا جس میں قرآن کریم کیخلاف دائر کئے گئے مقدمہ کے دفاع کے لئے "ادارۂ شرعیہ ہند" کے نام سے ایک دینی اور فقہی ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ بھی طے پایا کہ ادارہ کا صدر دفتر کلکتہ کے کسی مناسب جگہ پر قائم کیا جائے گا۔ جب تک کوئی مناسب جگہ نہیں ملجاتی۔ سردست ادارہ کا دفتر مدرسہ ضیاء الاسلام ابلیلس روڈ ہوڑہ کی عمارت میں رہیگا۔

ادارۂ شرعیہ ہند کے صدر کی حیثیت سے حضرت علامہ ارشد القادری صاحب جنرل سکریٹری کی حیثیت سے مولانا عبید اللہ خاں صاحب اور جوائنٹ سکریٹری مولانا انیس القادری نامزد کئے گئے۔ متفقہ طور پر طے پایا کہ "ادارۂ شرعیہ ہند" بحیثیت فریق مقابل کے اس مقدمے میں شریک ہوگا اور قرآن کی طرف سے دفاع کا فرائض انجام دیگا۔

اجتماع میں شریک ہونے والے قابل ذکر حضرات کے نام یہ ہیں

حضرت علامہ ارشد القادری صاحب — علامہ عبد الوہاب صاحب — مولانا عبید اللہ خاں صاحب
مولانا ڈاکٹر حسن رضا خاں صاحب — مولانا قمر الدین نعیمی — مولانا محمد احمد شاہدی — مولانا جمال احمد صاحب
مولانا انیس القادری صاحب (انیس القادری جوائنٹ سکریٹری)

مال کے چالیسواں حصہ واجب ہے اسطرح سو روپیہ پر ڈھائی روپیہ اگر سونا زکوٰۃ میں دیں تو ۱/۲ ۷ تولہ سونے پر دو ماشہ دو رتی زکوٰۃ دی جائیگی اسیطرح چاندی زکوٰۃ میں دینا ہو ۱/۲ ۵۲ تولہ چاندی پر ایک تولہ ۳ ماشہ ۶ رتی ہوگی۔

صدقۂ فطر مسلمان مرد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے واجب ہے نابالغ و مجنون اگر مالک نصاب ہوں تو صدقۂ فطر ان پر واجب ہے۔

مسئلہ صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گیہوں یا اس کا آٹا دو کلو گرام صحیح وزن یہی ہے۔ جس کو مجدد ملت حضرت فاضل بریلوی نے نہایت ہی تحقیق سے ثابت کیا ہے۔

خراج عقیدت

گلشن عقیدت کی ایک عظیم یادگار محترمہ بیرانی ماں کے انتقال سے دنیائے سنیت میں ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا۔ دار العلوم غوث اعظم [illegible] کے سبھی محبین و متعلقین دست بدعا ہیں کہ مولائے قدیر انھیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے آمین۔

اور گلشنِ رضویت کے مہکتے ہوئے پھول حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری و دیگر متعلقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے ابرِ رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے

فقط والسلام
دعاجو و شریکِ غم
عبد العزیز رضوی

محترمہ بیرانی ماں کو خراج عقیدت

(جناب انصار گلشن آبادی)

دائمی تیری یا رب ہو رحمت
تیرے انوار سے یا الٰہی
یاد میں آج بیرانی ماں کی
خود نمازی بنو اور بنا دو
جا بریلی میں انصار جا کر

جیسی مادرِ اہلِ سنت
جگمگاتی رہے ان کی تربت
جا بجا رو پڑے اہلِ سنت
ہے یہی مسلکِ اعلیٰ حضرت
پیش کر دے خراجِ عقیدت

مرسلہ: محمد یونس محمد حسین رضوی

سیوان کانفرنس کی تاریخ بڑھا دی گئی

حضرت علامہ رشید القادری چیرمین مجلس استقبالیہ مطلع کرتے ہیں کہ وسیع پیمانے پر تیاریوں کے پیش نظر سیوان کانفرنس کی تاریخ مئی ۱۹۸۵ء سے بڑھا کر ۲۵-۲۶-۲۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء کر دی گئی ہے اور اس کا نام بھی بجائے مسلم اقلیتی کانفرنس کے بہار صوبائی سنی کانفرنس کر دیا گیا ہے

جانِ عالم خاں
جوائنٹ سکریٹری ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ

مادہ ہائے تاریخ وصال حضور برہان ملت علیہ الرحمہ

موتُ العالِم موتُ العالَم ۱۴۰۵ھ

ماہ تاریخ	برہان ملت	۱۹۸۵ء
ختم الفقہا	برہان ملت	۱۹۸۵ء
چراغ احمد	برہان ملت	۱۹۸۵ء
بام فیضانِ	رضا	۱۹۸۵ء
شانِ	احمد رضا	۱۴۰۵ھ
عارف	احمد رضا	۱۴۰۵ھ

از مولوی ظہور احمد اشرفی صاحب
باسنی ناگور

نمکدان

عبدالنعیم عزیزی

ڈیکوریشن یا دکھورے شان

لسانیات کے کچھ ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ انگریزی کے بیشتر الفاظ کو ذرا سی تبدیلی کے ساتھ اردو لغت میں شامل کر لیا گیا ہے جیسے لینٹرن سے لالٹین ہاسپٹل سے اسپتال وغیرہ

لیکن دوسری طرف کچھ ماہرین کا کہنا اس کے برعکس بھی ہے یعنی اردو و فارسی کے الفاظ کو ذرا سی تبدیلی کے ساتھ انگریزی زبان میں داخل کر لیا گیا جیسے برادر سے برادر مادر سے مدر پدر سے فادر وغیرہ

اردو کے مشہور نقاد اور اسکالر آل احمد سرور نے لفظ ڈیکوریشن (معنی۔ آرائش یا سجاوٹ) کے بارے میں کہا ہے کہ یہ در اصل دکھورے شان سے بنا ہے۔ انگریزیت کے ٹ ڈ اور د کو ڈ بنا کر اور کھ بھ وغیرہ کو ک ب اسطرح انہوں نے دکھورے شان سے ڈیکوریشن بنا لیا اور ہندوستانی بادشاہوں اور نوابوں کے اس دکھورے شان جو ہر تقریب کے موقع پر دکھائی جاتی تھی کو ڈیکوریشن بنا کر خود بھی اپنا لیا۔ اور اپنے فیشن اور رسم و رواج میں شامل کر لیا۔ اور جب غلام ہندوستانیوں نے جو بعد میں بادشاہت و نوابی و دکھورے شان والے طرہ کو چھوڑ نہیں سکتے تھے اب انہوں نے کچھ تو اپنی آن بان برقرار رکھنے کے لئے اور کچھ خان بہادریت اور رائے بہادریت کی نمائش کی خاطر اور کچھ آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ڈیکوریشن میں مبتلا ہو گئے اب جہاں دیکھو جدھر دیکھو ڈیکوریشن اور انگریزیت کچھ ایسی پھیلی اور پنپی اور پھولی پھلی کہ انگریز چلے گئے لیکن انگریزیت اور ڈیکوریشن نہ صرف یہ کہ برقرار ہیں بلکہ بڑھتی ہی چلی جا رہی ہیں اب ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کے یہاں ڈیکوریشن! ہر کوئی کہہ رہا ہے دکھورے شان!! مونچھیں نیچی ہیں تب بھی دکھورے شان!

اور ڈیکوریشن بن گیا فیشن۔ شادی بیاہ میں ڈیکوریشن۔ عقیقہ، ختنہ میں ڈیکوریشن، عرس میلے میں ڈیکوریشن حتیٰ کہ میت اور کربلا کیمپ میں بھی ڈیکوریشن! کیا شان ہے کہ ہر آن دکھائی دیتی جا رہی ہے۔ ڈیکوریشن بھی فیشن اور کریشن کے ساتھ بڑھتا اور پھیلتا جا رہا ہے۔

میرج سیلیبریشن تو ڈیکوریشن موقعہ کا نگر بچو لیشن ڈیکوریشن ان نیشن ڈیکوریشن۔ دکھورے شان زندہ باد! ان بن تو دکھورے شان!

اب ڈیکوریشن کا چلن ہے مسلمان تو خاص طور سے اس میں آگے ہے۔ چہرہ صفاچٹ داڑھی مونچھوں سے غائب، لیکن دکھورے شان! شب برات میں آتش بازیاں دکھورے شان!

(صفحہ ۵۴ پر ۴۳)

مکتوبات

علامہ محمد یاسین اختر مصباحی
جامعہ نگر دھلی

بسمہٖ تعالیٰ　مخدوم و محترم حضرت مفتی اختر رضا ازہری مدظلہٗ جانشین حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ بریلی

سلام مسنون!　مزاج عالی!

"امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات" پر آپ کے قیمتی تاثرات موصول ہوئے اس کرم نوازی کا میں دل سے شکر گزار ہوں۔

آپ کے تحریر کردہ "جواب الحق المبین" کے مطالعہ سے بیحد مسرت ہوئی۔ حسن تحقیق کیساتھ آپ نے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے خلاف عربوں میں پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں اور لگائے جانیوالے الزامات کے جوابات قلمبند فرمائے ہیں موجودہ حالات نے کچھ موقع دیا تو آپ کے حکم کے مطابق "البریلویۃ" از احسان الٰہی ظہیر (لاہور پاکستان) کا تفصیلی جواب لکھنے کی میں بھی کوشش کرونگا۔ اس سے پہلے نائب مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی اور خطیب مشرق حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی بھی اس طرف توجہ دلا چکے ہیں۔

ماہنامہ سنی دنیا بریلی تشریف کی بھی زیارت ہوئی ویڈیو سے متعلق جواب اور اس پر آپکے ایرادات قاہرہ بھی نظر سے گزرے۔ مسلمانوں میں پھیلتی ہوئی اس عملی بیماری کو نظریاتی سطح پر بھی قبول کرنا ایک بہت بڑے فتنے کا دروازہ کھولنا ہے۔ علماء اہلسنت کو متفقہ طور پر اس سلسلے میں اپنا فتویٰ صادر کرنا چاہیے حاضرین بالخصوص کرمفرما عبدالنعیم عزیزی صاحب کو سلام عرض ہے۔

طالب دعا اختر مصباحی دہلی ۸۵-۴-۱۶

مخلص و مکرم عبدالنعیم عزیزی ہدیۂ سلام مسنون

مزاج ہمایوں۔ محبت نامہ نظر نواز ہوا فینضبہٖ کو سنی دنیا بھی تشریف لایا۔ طبعیت باغ باغ ہوگئی بلا اشتباہ آپکی ذات گرامی لائق صد داد ہی نہیں بلکہ مستحق ستائش بھی ہے۔ اڈیٹوریل و دیگر مضامین آپ کی مشاقی کا اعلیٰ نمونہ ہیں امید کہ بعافیت ہوں گے۔ والسلام

محتاج دعا قمر شاہجہانپوری نائب قاضی شہر کانپور

---

۴۲۵ عید بقرعید میں ادھار کے کپڑے دیکھو رے شان! شادی بیاہ میں سامان جہیز۔ پتیلی لوٹے کی نمائش۔ دیکھو رے شان!

بڑے لوگوں کے یہاں ٹی۔ وی۔ فرج۔ دیکھو رے شان! اور شان اتنی بڑھی کہ آن بان ختم ہوگئی۔ دین و ایمان پر بھی خطرات کے بادل منڈلاتے رہتے ہیں۔ فساد مقدر بن گیا۔ لیکن دیکھو رے شان برقرار ہے!۔

مکتوب از مولوی کلیم رضا نوری صدر المدرسین دا[illegible] سنی دنیا کے وقار ہیں۔ باب استفتا کیوجہ سے چار چاند لگ گئے۔ حضرت نے ویڈیو سے متعلق جواز کے خلاف ۲۵ اعترا[illegible] فرمائے ہیں۔ اگر ان کا جواب آجائے تو سنی دنیا کے ذریعہ [illegible]

www.muftiakhtarrazakhan.com

مکتوب از ناظر اشرف دار العلوم غریب نواز الہ آباد

ماہنامہ سنی دنیا میں علامہ ازہری میاں قبلہ قائم مقام حضور مفتئ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ بریلی شریف کا مضمون الہدیٰ کا جواب جو عربی زبان پر مشتمل ہے پڑھکر دل باغ باغ ہوگیا تھا - علامہ کا مکتوب عقلی اور نقلی تمہیدات اور سچائی ہوئی علمی تحقیقی حالات پر مشتمل ہے ان سے جملوں کی شگفتگی اور کلام کی حلاوت محسوس کرکے مسرت و شادمانی کے گوہر لٹانے کو جی چاہتا ہے - یہ علامہ ممدوح کا ہی حق تھا کہ الہدیٰ کا منھ توڑ اور شافی جواب صفحۂ قرطاس پر بکھیر کر قوم وملت کے سامنے عظیم دینی ذمہ داری سے سبکدوش ہوئے -

اب پھر ماہنامہ سنی دنیا میں ویڈیو سے متعلق استفتا کا جواب جسے مخدوم الملت سید مدنی میاں قبلہ مدظلہٗ نے شرح وبسط کے ساتھ دیا ہے جسے پڑھکر لوگ بادی النظر میں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اس پر انتہائی معقول معارضات قائم کرکے علماء کے مقفل اذہان کے دریچے وا فرمادئے ہیں - علامہ ازہری قابل مبارکباد ہیں اب جواز کے قائلین علماء اور مفتیان دین ان کا حل تلاش کریں یا پھر مسئلہ صحیحہ کی طرف رجوع فرمائیں -

نیز اس مسئلہ کی تنقیح کے بعد ایک مبسوط اور عام فہم رسالہ مرتب کیا جائے تاکہ عامۃ المسلمین کو صحیح مسئلہ سے واقفیت ہوجائے

غزالئ دوراں فقیہہ اعظم حضرت صدر الشریعہ (مصنف بہار شریعت) کی مایۂ ناز تصنیف فتاویٰ امجدیہ جلد اول کے بعد

فتاویٰ امجدیہ جلد ثانی

زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آگئی ہے ارباب علم و دانش اور دینی ذوق رکھنے والوں سے التماس ہے کہ خود بھی اس گراں قدر کتاب کے مطالعہ سے مستفید ہوں اور اپنے حلقۂ احباب میں بھی اس کے مطالعہ سے استفادہ کا شوق پیدا فرمائیں -

ضرورتمند حضرات رقم بھیجکر حاصل کریں -

صفحات ۴۰۰ سائز $\frac{20\times30}{8}$ قیمت مجلد -/35 روپیہ (پینتیس روپیہ)

طباعت آفسیٹ

ناشر - دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی (اعظم گڑھ) (یو-پی)
قادری منزل

چھرہ میں مخدومہ ملت کا عرس جہلم

مجاہد اہل سنت جناب واحد حسین صاحب سبزی مرچنٹ کے اہتمام میں ۱۵-۱۱ اپریل ۱۹۸۵ء مادر اہلسنت اہلیہ حضور مفتی اعظم کا عرس جہلم منایا گیا -

---

رضا اکیڈمی کی جانب سے امداد

رضا اکیڈمی بمبئی کے اراکین نے ۹ اپریل کو بھیونڈی کا دورہ کیا جناب عبدالعزیز صاحب سے ملاقات کی اور مولانا عبدالشکور صاحب سربراہ اعلیٰ جامعہ امجدیہ بھیونڈی [illegible] کی معرفت -/17,850 روپے تقسیم کئے گئے - جناب ہارون ملا صاحب (جو N.I.S کے تحت ، ماہ جیل میں تھے) کو آتشزدگی کی مرمت کیلئے -/550 جامعہ امجدیہ کو -/310 حسن بانو کو -/250 عبدالقادر کو -/2500 محمد رفیق (جو ابھی جیل میں ہیں) ان کی بیوی فاطمہ کو -/1500 عبدالرحیم (جو جیل میں ہیں) ان کی بیوی کو ایک سلائی مشین دی گئی جناب عیسیٰ اعظمی صاحب کے پریس کیلئے تین ہزار روپیہ دئے گئے - یہ تمام رقم صدر صالح محمد صاحب رضا اکیڈمی بمبئی کے ہاتھوں تقسیم کی گئی - جناب محمد ابراہیم رضوی جناب محمد یوسف ٹاٹے والے بھی ساتھ تھے - ہم اراکین رضا اکیڈمی جناب عبدالعزیز صاحب مولانا عبدالشکور صاحب اور ان کے ساتھیوں کے شکر گذار ہیں کہ ان لوگوں نے ہماری رہنمائی فرمائی - سکریٹری رضا اکیڈمی بمبئی

Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

خبریں

(ادارہ)

عرس چہلم مادر اہلسنت رحمۃ اللہ علیہا

اہلیہ حضور مفتی اعظم مادر اہل سنت رحمۃ اللہ علیہا کا عرس چہلم نومحلہ مسجد بریلی شریف میں جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب کے اہتمام میں منعقد ہوا۔ نظامت کے فرائض عبد النعیم عزیزی نے انجام دیے۔ نائب مفتی اعظم حضرت علامہ شریف الحق امجدی، علامہ سید شاہد علی صاحب رامپوری۔ علامہ حبیب رضا خاں، مولوی عرفان الحق صاحب سنبھلی مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب بستوی، مفتی ناظم علی بارہ بنکوی قاری امانت رسول صاحب پیلی بھیتی نے شرکت کی۔

جامعہ رضویہ نوریہ بریلی شریف کا جشن دستار فضیلت

جامعہ ہذا کا تیسرا جشن دستار فضیلت ۱۶ اپریل کو مسجد نومحلہ میں انعقاد پذیر ہوا جس میں نائب مفتی اعظم علامہ شریف الحق صاحب امجدی مولوی عرفان الحق صاحب اور دیگر علماء و شعراء نے شرکت کی۔

پندرہ علماء و پانچ حفاظ فارغ ہوئے۔

فارغین کی دستار بندی جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب و مفتی شریف الحق صاحب علامہ تحسین رضا خاں صاحب۔ علامہ حبیب رضا خاں صاحب و قاضی عبد الرحیم صاحب نے کی۔

چلتے چلتے	مولانا ماہر القادری صاحب گونڈوی کا ایک حادثہ میں ۱۲ مئی کو انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون

جانشین مفتی اعظم کی لندن روانگی

جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب و حضرت علامہ ارشد القادری صاحب ورلڈ اسلامک مشن کے اہتمام میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کیلئے ۲۹- اپریل کو بذریعہ طیارہ لندن تشریف لے گئے۔ ۵- مئی کو کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ حضرت کی تقریر بی۔ بی۔ سی لندن سے نشر ہوئی۔

جلسہ دستار فضیلت وختم بخاری شریف

جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کا ستائیسواں سالانہ جلسہ دستار فضیلت مورخہ ۱۳-۱۴ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ مطابق ۴-۵ مئی ینگ مسلم گراؤنڈ مومن پورہ ناگپور میں منعقد ہو گا۔ جس میں مشاہیر علماء کرام و مشائخ عظام اور دانشور حضرات قوم سے خطاب فرمائیں گے۔

المعلن محمد عبد اللطیف انصاری
سکریٹری جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور
(مہاراشٹر)

آہ رابعۂ عصر

شہر بڑودہ کے مشہور بزرگ سید عظیم الدین بابا کی پھوپھی صاحبہ سیدہ مخدومہ آمنہ بیگم قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ۸۵ سال کی عمر میں ۲۶ اپریل بروز جمعرات شام کو ۶ بجکر ۵۰ منٹ پر اس دار فانی سے دار البقاء کو لبیک کہہ گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

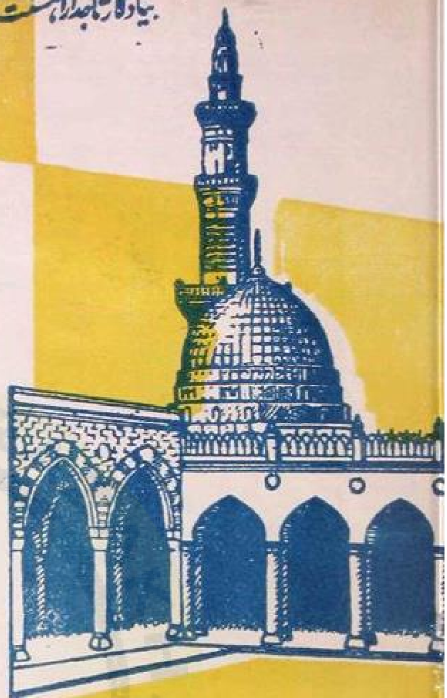
اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں مخدومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

غمزدہ
میمن حاجی سلیمان خانقاہ اہل سنت جامع مسجد بڑودہ

May 1985 30 Regd P.O.No-B.R.157

RAMPUR
U.P

بیادگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمہ



ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف



ناشر و نگراں

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری قائم مقام مفتیِ اعظم ہند بریلی شریف

مرکز اہلسنت بریلی سے شائع ہونے والا مذہبی روحانی علمی اور اصلاحی ترجمان

بیادگار حضور مفتئ اعظم علیہ الرحمۃ بظل عاطفت حضور مفسر اعظم علیہ الرحمۃ

سرپرست و نگراں
قائم مقام مفتی اعظم
علامہ اختر رضا خاں صاحب

ایڈیٹر عبد النعیم
عزیزی ایم اے بی ایس سی علیگ

ماہنامہ سنی دنیا بریلی

نگراں و پرنٹر
مولانا منان رضا خاں
صاحب منانی

جلد ۳ — شوال المعظم ۱۴۰۵ھ مطابق جولائی ۱۹۸۵ء — نمبر ۳۲

اگر اس دائرے میں سرخ نشان لگا ہے تو سمجھ لیجیے آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے براہ کرم سال آئندہ کے لئے دوبارہ زر تعاون ارسال فرمائیں۔

سالانہ زر تعاون 25-۰۰
غیر ممالک سے 85-۰۰
بھارتی سکوں میں

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

ایڈیٹر / منیجر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران رضا نگر بریلی شریف

ناشر اختر رضا خاں طابع منان رضا خاں نے بریلی الیکٹرک پریس بریلی سے طبع کرا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا بریلی سے شایع کیا

جھلکیاں

بابِ سخن

عبد النعیم عزیزی

مرکزِ اہلسنت بریلی شریف ایک عظیم سانحہ سے دوچار

دنیائے سنیت پر غم کی گھری گھٹا چھا گئی

آہ! ہم ایک قائد سے محروم ہو گئے

گلزارِ رضویت کا ایک گل رعنا ریحان رضا۔ سنیت کا پر بہاراں چمن

خزاں رسیدہ ہو گیا

آہ! گلاب مرجھا گیا

نبیرہ زادۂ اعلیٰحضرت۔ نبیرۂ حجۃ الاسلام۔ نواسۂ مفتئ اعظم

اور شہزادۂ مفسرِ اعظم۔ موت کی

آغوش میں

ابھی مفتئ اعظم اور اہلیہ مفتئ اعظم کے غم میں ہمارے آنسو خشک نہ ہونے پائے تھے کہ شہر چشم اشکوں کے ایک اور سیلاب سے دوچار ہو گیا۔ اکیاون ۵۱ سال کی عمر میں ہم اپنے ایک قائد سے محروم کر دیئے گئے

حضرت علامہ ریحان رضا خاں رحمانی میاں

(قدس سرہ) ۱۸۔ رمضان المبارک مطابق ۸ جون بروز ہفتہ صبح ۹ بجکر ۵ منٹ پر وصال فرما گئے۔ اخبارات چیخ اٹھے۔ ریڈیو اور ٹی۔ وی صدائیں دینے لگے۔ اور تمام دنیائے سنیت آہوں ہچکیوں اور سسکیوں میں ڈوب گئی۔

آہ! اعلیحضرت کا شہزادہ جاتا رہا!

اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں صبح ۹ بجے ۲۰ رمضان المبارک مطابق ۱۰ جون ۱۹۸۵ء حضرت ریحان رضا رحمانی میاں علیہ الرحمۃ کے جنازے کی نماز حضرت علامہ سید مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانۂ عالیہ مارہرہ مطہرہ نے پڑھائی۔

تدفین خانقاہ عالیہ رضویہ سوداگران میں اعلیحضرت اور حجۃ الاسلام کے مزارات کے بیچ میں ہوئی۔

مزارِ حضرت رحمانی میاں کو دیکھکر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پردادا اور دادا نے اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر کو اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔

حضرت رحمانی میاں قدس سرہ کے سوم کی فاتحہ ۲۱۔ رمضان المبارک کو رضا مسجد سوداگران میں منعقد ہوئی۔

ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

مولائے کریم سے دعا ہے کہ وہ شہزادۂ اعلیحضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے شہزادگان اتحاد و یگانگت کے ساتھ ان کے چھوڑے ہوئے کاموں کی تکمیل کریں اور ان کے مشن اور مسلک اعلیحضرت کی تبلیغ و اشاعت میں نمایاں کارنامہ انجام دیں۔

خداوند قدوس ان شہزادوں کے علم و عمل اور عمر میں ترقی عطا فرمائے آمین! بجاہِ سید المرسلین علیہ التحیۃ والثناء!!

حضرت رحمانی میاں صاحب علیہ الرحمہ کے وصال پر ان کے برادرِ اصغر مفتیٔ اعظم **اختر رضا خاں** صاحب قبلہ کے نام آئے ہوئے

تعزیتی تار اور خطوط

ٹیلیگرام: ۱۔ حضرت علامہ مختار اشرف صاحب سجادہ نشین آستانۂ عالیہ کچھوچھہ شریف ۲۔ مولانا کلیم ہزاروی ترجپا ملی۔

خطوط: شبیر احمد خاں فتحپور۔ سید محمد اطہر علی میر عبد الحفیظ بھوپال۔ عبد الرؤف کوٹہ۔ مفتی شریف الحق صاحب اشرفیہ مبارکپور۔ بکل آتساہی صاحب بلرام پور۔ علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب گھوسی۔ حافظ زبیر صاحب دہلی۔ سردار احمد سلمانی و حبیب اللہ صاحبان دہلی۔ عبد العلی صاحب کانپور۔ شمس الدین غازی پور۔ ڈاکٹر بیت اللہ علی گڑھ۔ مولانا محمد صدیق صاحب براؤں شریف۔ محمد حسین اودے پور۔ محمد فاروق صاحب سکریٹری جامعہ فاروقیہ بنارس۔ رضوی انجینئرنگ ورکس اندور۔ مولوی عبد الوہاب صاحب بلرام پور۔ مکرم عظیم جی و حاجی زاہد صاحبان کلکتہ۔ پیر ضامن نظامی صاحب دہلی۔ رمضان خاں لودھی دہلی۔ مولوی حسن علی صاحب میلسی پاکستان۔ پروفیسر مجید اللہ کراچی۔ شفیع بھائی کراچی۔ دار العلوم نظامیہ لاہور۔ گلزار حسین لاہور۔ حاجی ابو جی عبد الوہاب موٹاہ افریقہ۔ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب۔

کلامِ امام

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جھومیں نسیمیں نیساں برسا کلیاں چٹکیں مہکی شاخ

طوبیٰ میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
مانگوں نعتِ نبی لکھنے کو روحِ قدس سے ایسی شاخ

مولیٰ گلبن رحمت زہرا سبطین اسکی کلیاں پھول
صدیق و فاروق و عثماں حیدر ہر ایک اس کی شاخ

شاخِ قامتِ شہ میں زلف و چشم و رخسار و لب میں
سنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

اپنے اِن باغوں کا صدقہ وہ رحمت کا پانی دے
جس سے نخلِ دل میں ہو پیدا پیارے تیری وِلا کی شاخ

یادِ رُخ میں آہیں بھر کے بن میں میں رویا آئی بہار
جھومیں نسیمیں نیساں برسا کلیاں چٹکیں مہکی شاخ

ظاہر و باطن اول آخر زیبِ فروع و زینِ اصول
باغِ رسالت میں ہے تو ہی گل غنچہ جڑ پتی شاخ

آلِ احمد خذ بیدی یا سید حمزہ کن مددی
وقتِ خزاں عمرِ رضا ہو برگِ ہدیٰ سے عاری شاخ

ضیائے قرآن

معارف القرآن

حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ

اور اللہ رؤف ہے بندوں کے ساتھ اور رافت کے معنی بہت زیادہ رحمت کرنا بہت مہربانی کرنا ۔ رأفۃ ۔ استرأفہ ۔ مہربان بنانا ۔ مہربانی کرنے پر برانگیختہ کرنا ۔ تو خدائے تعالیٰ کے عباد بندے سب ہیں جنتی بھی ۔ جہنمی بھی ۔ مسلم بھی کافر بھی اُس کا بندہ ہونے سے کوئی خارج نہیں ۔ خود شیطان ابلیس بھی اُسکا بندہ ہے تو عباد ۔ بندے سب ہیں کسی پر قہر فرماتا ہے اور کسی پر مہر اور وہ باری عز اسمہ وجل جلالہٗ رب العالمین ہے یعنی عالمین کا رب معبود اور رب مقابل عبد کے ہوتا ہے ۔ تو معنے یہ ہوئے کہ وہ رب العالمین ہے یعنی تمام عالم اُسی کا عبد ہے اور رحمٰن الرحیم بہت مہربان بہت رحمت والا یہ اُس کی صفت رحمت ہے اور مالک یوم الدین مالک ہے روز جزا کا (بدلے کے دن کا) یہ اُس کی صفت قہر ہے ۔

یعنی تمام عالم اُس کے عباد ہیں کیونکہ وہ رب العالمین ہے کسی پر رحمت فرماتا ہے اور کسی پر قہر فرماتا ہے تو وہ صفت قہری مالک یوم الدین سے متعلق ہو جاتا ہے کسی کی پرورش جنت و رحمت کے لئے ہوا کرتی ہے اور کسی کی پرورش تربیت جہنم اور نارِ دوزخ کے لئے جو اس صفت قہری کے متعلق ہے تو وہ مالک یوم الدین اُسکو نارِ دوزخ میں ڈالتا ہے اور دوزخ کے داروغہ کا نام بھی مالک ہے حضرت مالک علیہ السلام تو وہ مالک یعنی خدائے تعالیٰ اُس بندے کو داروغۂ دوزخ حضرت مالک کے سپرد کر دیتا ہے کہ اُسکو عذاب دیں ۔

یہ وسیلہ ہے وسیلۂ قہر اور قہر غیر خدا کا نہیں بلکہ خدا ہی کا قہر ہے جو حضرت مالک کے ذریعہ اور وسیلہ سے دیا جا رہا ہے وہ تو مالک یوم الدین کا قہر ہی ہے غیر خدا کا قہر نہیں جو اُسے غیر خدا کا قہر کہے وہ قہر اُسی کیلئے ہے ۔ اسی سے یہ جاننا چاہیئے کہ مدد محبوبان خدا اور رحمت

محبوبانِ خدا غیرِ خدا کی نہیں بلکہ خدائے تعالیٰ ہی کی مدد ہے وہ رحمتِ رحمٰن کی ہی ہے جو نہ مانے نہ سمجھے تو وہ قہر اُسی کے لئے ہے جو شرک کے معنی اوٹ پٹانگ لیتے ہیں وہ قہر اُسی مشرک کے لئے ہے مالک یوم الدین کا قہر مالک (داروغہ نار) کے وسیلہ اور ذریعہ ہی ہے۔ ارے منافق! اس شرک سے قرآن بھرا ہوا ہے (نعوذ باللہ) جسکو تم اپنی نافہمی سے شرک سمجھ رہے ہو۔

جیسے مالک یوم الدین کا قہر۔ یہ ذریعہ حضرت مالک علیہ السلام ہے نام بھی وہی ہے مالک ویسے ہی رحمٰن کی رحمت، مدد، نصرت، قضا، حاجات وہ تمام چیزیں جو رحمت کے تحت آتی ہیں (جیسے نصرت، مدد رحمت ہی ہے) رؤف و رحیم کے ذریعہ اور وسیلہ سے حاصل ہوتی ہے اور رحمٰن صفت رب ہے خاص اسکے ساتھ۔ اور رؤف و رحیم صفت خدا بھی ہے اور صفت رسول بھی۔ جیسے مالک صفت خدا ہے اور نام فرشتہ بھی تو وہ رب العالمین ہے کسی پر رحمت فرماتا ہے تو وہ متعلق ہوجاتا ہے اسکی صفت رحمت کے تو اس کو دیدیتا ہے اپنے محبوب رب العالمین کو اُن کی غلامی میں اُن کی جنت میں اُن کے زمرے میں۔

اور جسپر قہر فرماتا ہے تو اُسکو دیدیتا ہے حضرت مالک علیہ السلام کو تو وہ اُسے نار میں ڈالتے ہیں اور اُسے عذاب دیتے ہیں (دیکھئے ہماری کتاب رحمۃ اللہ)

رب العالمین عام ہے ربوبیت قہر کو۔ اور ربوبیت رحمت کو۔ اور الرحمٰن الرحیم خاص ہے صرف ربوبیت رحمت مراد ہے۔ الرحمٰن کے معنے ہیں رحمت والا اور رحمت وہی ہیں رحمۃ للعالمین تو کیا لطیف اشارہ ہے کہ اللہ رب العالمین ہے اور اُس کا محبوب رحمۃ للعالمین ہے تو ترجمہ ہوا کہ اللہ رب محمد ہے صلی علیہ وسلم یہی اشارہ مستفاد ہے حروف الرحمٰن سے۔ ال اشارہ ہے اللہ کی طرف باعتبار حروف کے ر اشارہ ہے رب کیطرف اور ح م اشارہ ہے نام پاک محمد کی طرف ن اشارہ ہے تنوین کی طرف جو د کے نیچے ہے۔ تو مستفاد ہوا اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ (صلی علیہ وسلم)

یہاں ایک حدیث بھی ہے کہ اللہ کا اسم اعظم ہے رحمٰن رحیم (او کما قال)

اسم اعظم تو بھی سمجھئے۔ مثلاً اللہ رب شمس ہے رب قمر ہے رب جبرئیل ہے رب میکائیل ہے رب العالمین ہے، الغرض جتنی اضافتیں ہیں ان کا استقرار کرجایئے مگر یہ اضافت کہ وہ رب محمد ہے (صلی علیہ وسلم) سب اضافتوں سے بڑھکر ہے کیونکہ مضاف الیہ اشرف مخلوق ہے۔ افضل مخلوق ہے ثابت ہوا کہ اللہ کی صفت رب محمد اسم اعظم ہے اسکی دیگر صفات سے جن میں رب کی اضافت آئی ہو غیر محمد (صلی علیہ وسلم) کی طرف

تو یہ صفت صفت اعظم ہے اور اُس پر دال ہے جو اسم (الرحمٰن) وہ اسم اعظم ہے۔ تو اللہ جب رب ہے محمد کا (صلی علیہ وسلم) اور رب مقابل ہوتا ہے عبد کے تو معنی یہ ہوئے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عبد ہیں اللہ کے۔ کسی اور جگہ ذکر ہوچکا ہے کہ جسے اپنا عبد فرماتا ہے تو یہ پیار سے کہتا ہے اور جسے اپنی عبدیت سے خارج کرتا ہے تو اسکو عباد الطاغوت، شیطان کے بندے اور دیو کے بندے کہتا ہے اور اللہ کا عبد ہوتا نہیں بلکہ مالک یوم الدین کی عبدیت ہے تو اللہ رحمٰن ہے یعنی رب محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بکمال رافت محبت۔ رحمت متوجہ ہے کیونکہ وہ محبوب اُس کا عبد ہے اور اُس کی عبدیت میں کامل جیسا حدیث

شریف میں ہے ماں جیسا مہربان ہے ۔ اُس ماں سے زیادہ اپنے بندوں پر ۔ اور اللہ رحیم ہے اور اُس نے رسول کو بھی رحیم بنایا ہے ۔ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ جس رسول پر شاق ہیں تمہاری مشقتیں تمہارے اوپر حریص اور مومنوں کیلئے رؤف اور رحیم ۔

یعنی رسول کریم رحیم ہیں ۔ رؤف ہیں ۔ یہ وسیلہ ہے ذریعہ ہے رحمت ۔ رافت رب کا ۔ اس وسیلہ کا ذریعہ کا منافق منکر ہے ۔ اسے شرک کہتا ہے ۔ وہ منافق رب کی رافت و رحمت سے محروم ہے ۔ جب وہ نبی کریم کو رؤف و رحیم نہیں مانتا ۔ دل سے نہیں مانتا تو محروم ہوا مردود ہوا ۔ جب رحمٰن کی رحمت اپنے عبد (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے مخصوص ہوئی کیونکہ وہ عبادت میں درجہ کمال پر فائز ہیں تو عبد کبھی مقابل ہوتا ہے سید اور مولے کے بھی جیسے (مختصراً) لیس للمسلم فی عبدہ و فرسہ صدقۃ (حدیث) یعنی مسلمان کے لئے زکوٰۃ نہیں ہے اُس کے عبد میں اور نہ گھوڑے میں ۔

او یللعبد المملوک اجران ۔ (راوی کا قال) عبد مملوک کیلئے دوہرا ثواب ہے (غلام کو مملوک کہتے ہیں کیونکہ اپنے مالک کا عبد اور غلام ہوتا ہے) جو عبد ادا کرے حق اللہ کا (یعنی عبادت کرے) اور ادا کرے حق اپنے سید و مولے کا (تو اس کیلئے دونا ثواب ہے) مسلم شریف میں مسلسل یہ حدیثیں آئی ہیں (ہم معنی) العبد الابق لا تقبل صلوٰتہ بھاگے ہوئے عبد (غلام مملوک) کی نماز مقبول نہیں ۔

العبد الابق قد کفر ۔ (صحیح مسلم شریف) بھاگا ہوا عبد (غلام) کافر ہے (ناشکرا) (دیکھئے ہماری معرکۃ الآراکتاب نور الصفا العبد المصطفےٰ)

(جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبد ہیں رب کے اور اُن کی عبدیت سبب ہے رب کی رحمت کا ویسے ہی سید و مولے ہیں اپنے غلاموں کے اپنے عباد کے (یہاں پر عبد مقابل ہے سید و مولے کے یہ یاد رہے)

جو اس عبدیت میں کامل ہے کہ اپنے آپ کو غلام سمجھ رہا ہے اپنے آقا کا اور جیسے غلام پر واجب ہوتی ہے تعظیم و توقیر اور خیر خواہی اپنے آقا کی ۔ وہ غلام اور عبد وہی کر رہا ہے آقا پر کھلانا پلانا اور حاجت روائی کرتا ہے اور غلام پر آقا کی خدمت کرتا ہے ۔

تو ہم غلام ۔ عباد ۔ اپنے آقا و مولے پر درود کی کثرت کر رہے ہیں ۔ تو خدمت کر رہے ہیں اپنے آقا کی ۔ تو آقا مولے ہم کو کھلا رہے ہیں ۔ پلا رہے ہیں ۔ پہنا رہے ہیں حاجت روائی مشکل کشائی کر رہے ہیں جیسے رب اپنے عبد کے لئے رحمٰن ہے ویسے ہی سید و مولے اپنے عباد کے لئے رؤف و رحیم ہیں تو ہونا چاہئے عبد اور یہ رحمت رحمت غیر خدا نہیں بلکہ رحمٰن کی رحمت ہی یعنی رب کی رحمت ہے جو اپنے عبد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت و عزت کی وجہ سے ہے وہ خدائے تعالیٰ رحیم ہے یعنی عباد محمد پر رحمت کرتا ہے ۔ غیر عباد محمد پر نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔

تو ہم عباد محمد ہیں ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مگر عباد ابق نہیں ۔ بھاگے ہوئے غلام نہیں وہ تو منافق ہے جو اُن کی غلامی سے بھاگا ہوا ہے نماز خواہ کتنی ہی پڑھے نامقبول ہے ۔

تو اب مطلب صاف ہوتا جاتا ہے ۔ اللہ رؤف بالعباد اور اللہ رؤف ہے عباد پر تو اس کی بندگی اور عبدیت درحقیقت کوئی خارج نہیں مشرک ۔ منافق ۔ ابلیس سب ہی اللہ کے بندے ہیں مگر وہ جس کو اپنا بندہ کہدے وہ کامیاب ہے اور جس کو وہ دیو کا بندہ کہدے وہ

ناکامیاب ہے اُسکی رافت ورحمت سے قطعاً محروم۔

تو بالعباد میں الف۔لام استغراق کا نہیں بلکہ عہد کا ہے۔مراد ہے خاص بندے۔خاص عباد۔اللہ اپنے ان عباد۔بندوں کے لئے رؤف رحیم ہے ان کے غیر کے لئے ہرگز نہیں۔

تو اللہ کن عباد کے لئے رؤف ہے رحیم ہے اس کو غور سے پڑھیئے کہ اللہ نے رسول کو بھی رؤف کہا ہے تو حقیقۃً اللہ تعالے رؤف ورحیم ہے اور رسول کریم واسطہ ہیں۔وسیلہ ہیں۔ذریعہ ہیں۔تو جس پر رافت ورحمت رسول کریم جوش میں آتی ہے اسی کے لئے خدائے تعالے رؤف رحیم ہے۔تو اللہ کے عباد سب ہی ہیں۔کافر بھی مسلم بھی۔جہنمی بھی۔جنتی بھی۔مگر وہ عباد کون ہیں جن کے لئے وہ رؤف ہے رحیم ہے۔تو جن کے لئے اُس نے اپنے محبوب سے کہلوایا قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

کہدو اے محبوب۔اے میرے عباد (غلامو!) جنھوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے (گناہوں سے) رحمت الٰہی سے مایوس مت ہو۔بے شک اللہ سارے گناہوں کی مغفرت فرما دیتا ہے اور وہ غفور الرحیم ہے۔

تو جن کے لئے اپنے محبوب سے کہلوا دیا یاعبادی اے میرے غلاموں۔اے میرے عباد۔تو عباد کے لئے رحمت رؤف رحیم جوش میں آئی جیسا ہر عبد کے لئے رؤف ہے۔جن کے لئے اُس کا محبوب رؤف ہے اور بکمال رافت اُن کو اپنا عباد کہہ رہا ہے تو اللہ رؤف ہے اُن ہی عباد کے لئے۔اُن کے غیر کے لئے ہرگز نہیں اللہ رحیم ہے تو ان ہی عباد کے لئے اُن کے غیر کے لئے ہرگز نہیں۔اللہ رحیم ہے تو اُن ہی عباد کے لئے جن کے لئے اللہ کا محبوب رحیم ہے۔اللہ کا محبوب کن کے لئے رحیم ہے تو جن کو اُس کا محبوب یاعباد سے مخاطب کر رہا ہے۔اعلیحضرت لکھتے ہیں یہ تنبیہہ یاد رہے ہم اشعار نہیں لکھتے مگر اشعار اعلیحضرت

دیو تجھ سے خوش ہے پھر ہم کیا کریں
ہم سے راضی ہے خدا پھر تجھ کو کیا
دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض
ہم ہیں عبد المصطفےٰ پھر تجھ کو کیا
یاعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کرلیا پھر تجھ کو کیا
دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب
تو نہ اُن کا تھا نہ ہے پھر تجھ کو کیا
خوف نہ کر رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفےٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

بہارِ حدیث

(ادارہ)

انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئٍ ما نوی فمن کانت ھجرته الی اللّٰه ورسوله فھجرته الی اللّٰه ورسوله ومن کانت ھجرته الی دنیا یصیبھا او امرأۃ ینکحھا فھجرته الی ما ھاجر الیه

ترجمہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اعمال دل کے ارادوں سے ہی ہیں۔ اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی تو جس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو جس کو وہ لینا چاہے یا عورت کی طرف ہو جس سے وہ نکاح کرنا چاہے تو اس کی ہجرت اسکی طرف ہے جس کی طرف اُس نے ہجرت کی۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

اس حدیث کو بخاری و مسلم، ابوداؤد و ترمذی نسائی و ابن ماجہ نے عمر بن خطاب سے روایت کیا نیز ابو نعیم اور دار قطنی نے غرائب مالک میں حضرت ابو سعید سے روایت کیا اور ابن عساکر نے حضرت انس سے امالی میں اور رشید عطار نے ابو ہریرہ سے۔

یہ حدیث دین کی اصل عظیم ہے جس میں آدمی کو نیت خیر اور اخلاص کی ترغیب اور تعلیم ہے خصوصًا حدیث شریف کے علم کے طالب کے لئے گویا اس علم شریف کی طلب کے راستے میں قدم رکھنا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کے حکم میں ہے۔ تو جس طرح اللہ و رسول کی طرف ہجرت میں اخلاص شرط ہے اسیطرح یہاں بھی شرط ہے اس لئے علم حدیث میں تصنیف کرنے والے اکثر علماء کی عادت شریفہ یہی رہی کہ انھوں نے اپنی تصنیفات کو اس حدیث شریف سے شروع فرمایا چنانچہ امام بخاری جو طائفۂ محدثین کے سردار ہیں انھوں نے بھی اپنی کتاب پاک کو اسی حدیث پاک سے شروع فرمایا امام خطابی نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ متقدمین کے نزدیک مستحب ہے کہ امورِ دینیہ میں ہر کام سے پہلے انما الاعمال بالنیات کو مقدم کیا جائے ائمہ حدیث کا اس حدیث کے فضل و شرف پر اور اسکی قدر و منزلت کے عظیم ہونے پر اتفاق ہے۔ اس لئے کہ اس حدیث کی عظیم وقعت اور اس کے فوائد بکثرت ہیں۔ اور یہ حدیث اصولِ دین میں سے ایک

اصل عظیم ہے۔ بعض علماء نے اس کو نصف علم قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ سب اعمال دو قسم پر ہیں قلبی اور قالبی یعنی جسمانی اور نیت اعمال قلب کی اصل ہے اور اگر اس بات پر نظر کریں کہ تمام اعمال خواہ وہ عبادات ہوں یا عادات ان کا ثواب اور ان کی قبولیت حسن نیت پر موقوف ہے۔ تو اس بات کی گنجائش ہے کہ اس حدیث کو تمام علم اور دین کا مجموعہ قرار دیجئے۔ امام شافعی نے فرمایا کہ یہ حدیث دین کے ستر ابواب میں دخل رکھتی ہے۔ اس سے امام موصوف کو یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ حدیث شریف دین میں بہت بڑا دخل رکھتی ہے اور اس سے یہ مقصد نہیں کہ اس کا دخل صرف ستر ابواب میں ہے بلکہ مقصود افادۂ کثرت و مبالغہ ہے ورنہ یہ حدیث ستر سے زیادہ ابواب میں دخل رکھتی ہے۔ اس لئے کہ عبادات و معاملات اور عادات کی اقسام بے گنتی بے شمار ہیں اور نیت کا ہر جگہ دخل ہے۔

حضرت ابن کمال نے فرمایا کہ عالم ظاہر پر عالم ملکوت غالب ہے اور عالم ظاہر اس کے حکم کا پابند ہوا ہے لہذا لازم ہے کہ نفوس کی نیات اور کیفیات کا ان اعمال میں جو اجسام انجام دیتے ہیں اثر ظاہر ہو تو ہر عمل جو سچی ربانی نیت سے نورانی کیفیت کے ساتھ صادر ہوگا۔ اس میں برکت و سعادت جمعیت و پاکیزگی ہوگی اور ہر وہ عمل جو فاسد اور شیطانی نیت اور تاریک کیفیت کے ساتھ صادر ہوگا اس کے ساتھ بے برکتی۔ نحوست۔ بے شگونی اور انتشار ہوگا۔ اسی لئے سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اعمال تو اپنی نیتوں کے ساتھ ہیں۔ یعنی اعمال کے ساتھ نیتوں کا ربط ہے۔ جیسے عالم علوی کی اشیاء اسرار کونیہ سے مرتبط ہوتی ہیں۔

روح البیان میں ہے کہ نوشیرواں ایکمرتبہ شکار پر اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اور ایک باغ میں پہنچا وہاں ایک بچے سے کہا مجھے ایک انار دے تو اس بچے نے اُسے انار دیا۔ نوشیرواں نے اس کے دانوں سے بہت سا رس نکالا جس سے اُسکی پیاس بجھ گئی۔ اب باغ اس کو پسند آیا اور دل میں باغ کو اس کے مالک سے لینے کی ٹھان لی اور پھر اس بچے سے دوسرا انار مانگا اب یہ انار کڑوا خشک اور کم رسیلا نکلا تو نوشیرواں نے بچے سے اس کا ماجرا پوچھا تو اُس بچے نے کہا کہ شاید بادشاہ نے ظلم کا ارادہ کرلیا ہے یہ سننے کے بعد نوشیرواں کا دل ظلم کے ارادے سے باز آیا اور اس نے اس بچے سے تیسرا انار مانگا تو اسے پہلے سے بھی زیادہ خوشتر پایا تو بچے نے کہا شاید بادشاہ نے ظلم سے توبہ کرلی۔

معلوم ہوا کہ نیت کے اثرات بہرحال مرتب ہوتے ہیں۔ نیت اچھی ہو تو اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور نیت بُری ہو تو بُرے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ دیکھو نوشیرواں کا فر کو اس کی حسنِ نیت کا فائدہ ہوا اور جب مجرد نیت کا یہ عالم ہے تو نیت کے ساتھ عمل بھی پایا جائے تو اس کے نتائج بھی ضرور ظاہر ہوں گے اچھی نیت کے ساتھ اچھا عمل اچھا نتیجہ دکھائے گا اور بُری نیت سے جو عمل ہوگا وہ بُرا اثر دکھائیگا۔

اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طاعت صلاح عالم کا سبب ہے اور کافر اگرچہ طاعت کا اہل نہیں اور نہ اُس کا کوئی عمل صحیح ہے

(بقیہ صفحہ ۳۲ پر)

کلام حسن استاد زمن علامہ حسن رضا خاں حسن علیہ الرحمہ

دستگیر خستہ حالاں دستگیری کیجئے

دستگیر خستہ حالاں دستگیری کیجئے
پاؤں میں رعشہ ہے سر پر بار عصیاں لیچلا

وقت آخر نا امیدی میں وہ صورت دیکھکر
دل شکستہ دل کے ہر پارہ میں قرآں لیچلا

قیدیوں کی جنبش ابرو سے بیڑی کاٹ دو
ورنہ جرموں کا تسلسل سوئے زنداں لیچلا

روز محشر شاد ہوں عاصی کہ پیش کبریا
رحم ان کو امتی گویاں و گریاں لیچلا

شکل شبنم راتوں کا رونا ترا ابر کرم
صبح محشر صورت گل ہم کو خنداں لیچلا

کشتگان ناز کی قسمت کے صدقے جائیے
ان کو مقتل میں تماشائے شہیداں لیچلا

اختر اسلام چمکا کفر کی ظلمت چھٹی
بدر میں جب وہ ہلال تیغ براں لیچلا

بزم خوباں کو خدا نے پہلے دیں آرائشیں
پھر مرے دولہا کو سوئے بزم خوباں لیچلا

اللہ اللہ صرصر طیبہ کی رنگ آمیزیاں
ہر بگولہ نزہت سرو گلستاں لیچلا

قطرہ قطرہ ان کے گھر سے بحر عرفاں ہو گیا
ذرہ ذرہ ان کے در سے مہر تاباں لیچلا

صبح محشر ہر ادائے عارض روشن ہیں وہ
شمع نور افشاں پئے شام غریباں لیچلا

شافع روز قیامت کا ہوں ادنیٰ امتی
پھر حسن کیا غم اگر میں بار عصیاں لیچلا

باب الاستفتاء

قائم مقام مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل حسب ذیل میں۔
بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ "خدا" "اللہ" کا ترجمہ نہیں اعلیٰحضرت نے اللہ کا ترجمہ خدا کیوں لکھا مثلاً ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل اور کاٹتے ہیں۔ جسکے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے (کنز الایمان بقرہ آیت ۲۷) کیف تکفرون باللہ بھلا تم کیونکر خدا کے منکر ہو گے (البقرہ ۲۸) حتی نری اللہ جھرۃ جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں (بقرہ ۵۵) کلوا واشربوا من رزق اللہ کھاؤ پیو خدا کا دیا (بقرہ ۶۰) وباؤ بغضب من اللہ اور خدا کے غضب میں لوٹے (بقرہ ۶۱) ان اللہ یامرکم خدا تمہیں حکم دیتا ہے (بقرہ ۶۷) اعوذ باللہ خدا کی پناہ (بقرہ ۶۷) ھذا من عند اللہ یہ خدا کے پاس سے ہے (بقرہ ۷۹) عند اللہ عہد خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے (بقرہ ۸۰) ھذا من عند اللہ یہ خدا کے پاس سے ہے۔ (بقرہ ۷۹) فثم وجہ اللہ ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری) طرف متوجہ ہے (بقرہ ۱۱۵)

۲۔ قرآن معنی الفاظ کا نام ہے؟ اور لفظ حرمت کا محتاج تو بعض حروف منزل من اللہ فرماتے اور قدیم جانتے ہیں۔ حالانکہ اللہ عزوجل کا کلام نفسی صوت سے پاک ہے جس کو الفاظ کے لباس میں بندوں پر ظاہر فرمایا گیا تو قرآن کریم معنی مفہوم کا نام ہوا اس کی حقیقت بتائیں اور اصلاح فرمائیں۔

۳۔ حروف حادث ہیں یا قدیم؟ جو قدیم ہوں گے تو واجب ہوں گے

۴۔ جو قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آواز کہے اس کا کیا حکم ہے کہ اللہ عزوجل کا کلام نفسی صوت سے پاک اور وہ صوت کا قائل ہے۔ اس قائل کا شرعاً کیا حکم ہے۔

۵۔ بعض لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن کریم سے افضل بتاتے اور دلالت فرماتے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما تھے وہ آیات قرآنی مکی کہلائیں جب مدینہ طیبہ میں تھے تو آیات قرآنی مدنی کہلائیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں واجب و قدیم، اور کلام اللہ صفت ہے اور یہاں ممکن وحادث اور عبداللہ بہر نوع آپ سے التماس ہے کہ مکمل تشریح کے ساتھ وضاحت فرمائیں صاف اور خوشخط لکھوا دیں تاکہ عوام اہلسنت بہرہ مند ہو سکیں نیز عربی، فارسی عبارات کا ترجمہ بھی۔

۶۔ زید کو کسی نے مسجد کے لیے چندہ کی رقم دی زید اسے جمع کرانے والا تھا کہ اس کی جیب سے وہ رقم گر گئی تو زید کے لیے کیا حکم ہے کیا وہ گم شدہ رقم اپنے پاس سے ادا کریگا؟ بینوا توجروا فقط

مولانا عبدالوہاب صاحب مولا بخش
لاڑکانہ سندھ (پاکستان)
۲۲۔ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

۷۸۶
۹۲

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

خدا و اللہ الفاظ مترادفہ ہیں اور دونوں اللہ تعالیٰ کے علم ذات ہیں جن کا اطلاق غیر ذات باری تعالےٰ پر جائز نہیں غیاث اللغات میں ہے "اللہ در لغت بمعنی معبود برحق و در اصطلاح علم الذات الواجب المستجمع لجمیع الصفات" اللہ لغت میں معبود برحق کے معنی میں ہے۔ اور اصطلاح میں ذات واجب الوجود جامع جملہ صفاتیہ کا علم ہے کفایہ میں ہے "لا یطلق علی غیرہ لا حقیقۃ ولا مجازا" اسم جلالت کا اطلاق اللہ کے سوا کسی پر نہیں ہوتا نہ حقیقۃً نہ مجازاً نیز غیاث اللغات میں ہے "چوں لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذات باری تعالےٰ اطلاق نہ کنند" جب لفظ خدا مضاف نہیں ہوتا تو اسکا اطلاق ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی پر نہیں کرتے۔ اسی لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ من خدا ئم کہنا کفر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "ولو قال من خدا ئم علی وجہ المزاح یعنی خود ائم فقد کفر کذا فی التتارخانیہ" اگر دل لگی کے طور فارسی میں کہے من خدائم یعنی (میں خدا ہوں) تو وہ کافر ہو جائیگا۔ ان عبارتوں سے ظاہر کہ عجم میں لفظ خدا ذات باری تعالےٰ کے لئے خاص ہے جس طرح لفظ اللہ عربیت میں علم ذات اقدس ہے اسی لئے لفظ خدا و اللہ دونوں کا استعمال فارسی و اردو میں ایک دوسرے کی جگہ پر شائع و ذائع ہے چنانچہ خدا بولتے ہیں اور اللہ مراد لیتے ہیں اور اللہ بولتے ہیں اور خدا جانتے مانتے سمجھتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی نے رسول اللہ کا ترجمہ رسول خدا جا بجا کیا ہے تو لا محالہ لفظ خدا اسم جلالت (اللہ) کے مترادف ہوا۔ اسی لئے علماء اعلام نے بلا نکیر لفظ خدا کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر جائز فرمایا اور اسے ذات اللہ کا علم مانا ہے۔ شرح المقاصد العلامۃ التفتازانی میں ہے "قالوا اھل کل لغۃ یسمونہ باسم مختص بلغتھم کقولھم خدای وتنگری وشاع وذاع من غیر نکیر فکان اجماعا وکفی بالاجماع دلیلا علی الاذن الشرعی وھذا ما یقال انہ لا خلاف فیما یرادف الاسماء الواردۃ فی الشرع" ہر زبان والے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں جو ان کی لغت میں ہے۔ ان کے لئے مخصوص ہے جیسے عجمیوں کا قول خدا اور تنگری اور یہ بلا نکیر شائع و ذائع ہے تو اجماع اذن شرعی پر دلیل کافی ہے اور یہ وہی بات ہے جو کہی جاتی ہے کہ علماء کا ان اسماء میں اختلاف نہیں جو شریعت میں اسماء واردہ کے مرادف ہوں اور جب لفظ خدا اسم جلالت کا مرادف ہے۔ اور بالاتفاق ذات باری تعالےٰ کا علم ذات ہے تو اللہ کا ترجمہ خدا کرنا صحیح و درست ہے۔ اور اعتراض ساقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے جو صوت معروفہ و حروف معہودہ سے منزہ ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کی صفت ذات ہے اور اس کی ہر صفت قدیم ہے اور اصوات معروفہ و حروف معلومہ حادث اور وہ قیام حوادث سے منزہ ہے۔ علامہ فضل رسول بدایونی کی کتاب مستطاب المعتقد المنتقد میں ہے "ومنزہ انہ متکلم بکلام قدیم

لامتناع قیام الحوادث بذاتہ سبحٰنہ قائم بذاتہ لیس بحرف
ولا صوت لانہ صفتہ لہ او ھو متعال عنہ اھ ازاں
جملہ یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کلام قدیم کا متکلم ہے
اس لئے کہ اسکی ذات کے ساتھ حوادث کا قیام
محال ہے وہ کلام اس کی ذات کے ساتھ قائم
ہے اور حرف اور آواز نہیں اس لئے کہ وہ اس کی
صفت ہے اور وہ حرف آواز سے منزہ ہے۔
ملتقطاً اس معنی کر قرآن عظیم اللہ تعالیٰ کی صفت
قائمہ بذاتہ تعالیٰ کا نام ہوا جسے کلام نفسی سے تعبیر
کیا جاتا ہے کہ نظم و معنی کا۔ المعتقد میں ہے و
ھذا الکلام القدیم القائم بذاتہ یقال لہ الکلام النفسی
ولا یوصف بانہ عربی او عبری انما العبری والعربی اللفظ
الدال علیہ اور یہ کلام قدیم جو اس کی ذات کے ساتھ
قائم ہے اسے کلام نفسی کہتے ہیں اور نہ تو عربی سے
موصوف ہے نہ عبرانی سے عبرانی اور عربی تو وہ لفظ ہے
جو کلام نفسی پر دلالت کرے۔ اور چونکہ احکام شرعیہ
کی دلیل لفظ ہے اسی لئے ائمہ اصول فقہ نے قرآن
کی تعریف یوں کی وہ مصاحف میں مکتوب ہے جو
تواتر کے ساتھ منقول ہوا اور انھوں نے قرآن کریم
کو نظم و معنی دونوں کا نام قرار دیا یعنی نظم کو اس حیثیت
سے کہ معنی پر دال ہے قرآن کہا المعتقد میں ہے
ولما کان دلیل الاحکام الشرعیۃ ھو اللفظ عرف ائمۃ
الاصول بالمکتوب فی المصاحف المنقول بالتواتر
وجعلوہ اسما للنظم والمعنی جمیعا ای النظم من حیث
دلالتہ علی المعنی یہاں سے ظاہر کہ قرآن کریم کا
اطلاق کلام نفسی و کلام لفظی دونوں پر ہوتا ہے
اور یہ کہ کلام نفسی اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے
جو حروف و اصوات معروفہ سے پاک ہے اور کلام لفظی

کہ حروف اصوات سے عبارت ہے حادث ہے اور یہی
کلام لفظی منزل من اللہ ہے اور حروف و اصوات معروفہ
ضرور حادث ہیں جس کی نسبت باری تعالیٰ کی طرف
بدعت ہے اور اس کا قائل بدعتی گمراہ ہے۔ ہاں جو
ایسے حروف و اصوات کا قول کرے جو اصوات و
حروف حادثہ معروفہ کے مشابہ نہیں نہ اعراض غیر قارہ
ہیں نہ مترتبۃ الاجزا ہیں اور انھیں قدیم بتائے تو
اس کے بطلان پر شرعاً کوئی دلیل نہیں المعتقد
میں ہے مبتدعۃ الحنابلۃ قالوا کلامہ تعالیٰ حروف و اصوات
تقوم بذاتہ تعالیٰ و ھو قدیم والخ یعنی حنابلہ کے مبتدعین
نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام حروف و اصوات ہیں جو
اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہیں حالانکہ وہ قدیم ہے
اسی کے تحت اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس سرہ نے
المعتمد المستند میں فرمایا اقول ای اصوات و حروف
کالمعہود والمعروف وبطلان ھذا غنی عن البیان کما
قال وھذا قول باطل بالضرورۃ اھ اما القائل منہم
بقدم حروف و اصوات لا تشابہ الحروف الحادثۃ او
الاصوات الحادثۃ ولیست من الاجزاء ولیست من الغیر القارۃ
فی الوجود ولا مترتبۃ الاجزاء فلا دلیل قطعیا من الشرع
علی بطلانہ بل یشیر الیہ بعض کلام علمائنا وعلیک بالمواقف
والملل وما سمعتنا من قبل اھ یعنی میں کہتا ہوں کہ
علامہ فضل رسول قدس سرہ کی مراد اصوات و حروف
مثل حروف و اصوات معروفہ ہیں اور اس دعویٰ کا
بطلان محتاج بیان نہیں۔ چنانچہ انھوں نے فرمایا کہ
یہ قول بداہۃً باطل ہے رہا وہ جو ان حروف و اصوات
کے قدیم ہونے کا قائل ہو جو حروف و اصوات حادثہ
کے مشابہ نہ ہوں نہ ان اعراض سے ہوں جو ذی قرار
نہیں نہ اجزاء مرتبہ کے قبیل سے ہو تو اس کے بطلان

پر شرعًا کوئی دلیل نہیں بلکہ ہمارے علماء کا بعض کلام اس کی طرف مشیر ہے اور تم پر مواقف و ملل اور جن کتابوں کا ہم نے پہلے نام لیا مطالعہ ضروری ہے بہر کلام نفسی و کلام لفظی کی طرف تقسیم متاخرین کا مذہب ہے جسے انھوں نے رد معتزلہ اور کم فہموں کی تفہیم کے لئے اختیار فرمایا جس طرح متشابہات کی تاویل اختیار کی اور اصل مذہب جس پر ائمہ سلف ہیں وہ یہ ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو واحد ہے اس میں تعدد نہیں نہ خدا سے جدا ہوا اور نہ کسی دل نہ زبان نہ کسی ورق اور کان میں حلول کئے ہوئے ہے کہ وہ قدیم ہے اور ہم اور ہمارا حفظ اور تلاوت اور ہاتھ اور کتابت اور کان اور سماعت حادث ہیں اور قرآن قدیم قائم بذات باری تعالیٰ ہمارے دلوں پر مفہوم کی صورت میں اور زبانوں پر منطوق کی صورت میں اور ہمارے مصحف میں مکتوب کی شکل میں اور ہمارے کانوں میں مسموع کے رنگ میں تجلی فرما رہا ہے تو وہی مفہوم و منطوق و منقوش و مسموع ہے نہ کہ کوئی شئی دیگر جو اس پر دال ہو اور یہ بغیر اس کے کہ اللہ سے جدا ہو یا حوادث سے متصل ہو یا کسی شئی میں حلول کرے۔ بالجملہ حقیقت قرآن وہی کلام الٰہی ہے جو واحد ہے جس کی تجلیات مختلف ہیں اور تجلی کا تعدد اس شئی متجلی کے تعدد کا مقتضی نہیں۔ ہر دم گر لباس گشت بدل شخص صاحب لباس را چہ خلل۔ لہذا خلاصہ ما افادہ المجدد الاعظم سیدی احمد رضا المجددی فی المعتمد المستند

واللہ تعالیٰ اعلم

۳ ۴ ان دونوں سوالوں کا جواب ۲ سے ظاہر

واللہ تعالیٰ اعلم

۵ مطلقًا افضل بتانا غلط و باطل اور بہت سخت ہے کہ اس سے کلام الٰہی بمعنی صفت الٰہیہ قدیمہ قائمہ بالذات پر تفضیل لازم آتی ہے جو کفر ہے ہاں مصحف (کہ قرطاس و مداد سے عبارت ہے) پر تفضیل بے شک ثابت ہے کہ وہ حادث مخلوق ہے اور ہر مخلوق سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ہیں۔

اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ جد الممتار حاشیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں (قولہ والاحوط الوقف) اقول لا حاجۃ الی الوقف والمسألۃ واضحۃ الحکم عندی بتوفیق اللہ تعالیٰ فان القرآن ان ارید بہ المصحف اعنی القرطاس والمداد فلا شک انہ حادث وکل حادث مخلوق وکل مخلوق فالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل منہ وان ارید بہ کلامہ تعالیٰ الذی ہو صفتہ فلا شک انہ صفاتہ افضل من جمیع المخلوقات وکیف یساوی غیرہ ما لیس لغیرہ تعالیٰ ذکرہ وبہ یکون التوفیق بین القولین اھ

یعنی اس مسئلہ میں توقف کی حاجت نہیں اور مسئلہ کا حکم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میرے نزدیک واضح ہے اس لئے کہ قرآن سے اگر مصحف یعنی قرطاس و مداد مراد ہو تو یہ یقینًا حادث ہیں اور ہر حادث مخلوق ہے اور ہر مخلوق سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ہیں اور اگر کلام اللہ مراد ہو جو صفت الٰہیہ ہے تو بے شک خدا کی صفات تمام مخلوقات سے افضل ہیں اور غیر اللہ اس کے مساوی کیسے ہوگا۔ جو غیر اللہ نہیں تعالیٰ ذکرہ اور اس توجیہ سے دونوں قول میں تطبیق ہو جائیگی

واللہ تعالیٰ اعلم

۶ لازم نہیں کہ زید امین ہے اور امین پر تاوان نہیں جبکہ اس نے حفظ امانت میں کوتاہی نہ کی ہو واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ شوال [illegible]

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم — قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی مرکزی دار الافتاء ۸۲ سوداگران بریلی

کلام تاجدار

حضور مفتی اعظم نوری قدس سرہ العزیز

جس کو تم نے نہ دیا، اُس کو خدا نے نہ دیا

کون ایسا ہے جسے خیرورٰی نے نہ دیا
کوئی ایسا بھی ہے کیا جس کو خدا نے نہ دیا

آہ قسمت مجھے دنیا کے غموں نے روکا
ہائے تقدیر کہ طیبہ مجھے جانے نہ دیا

آپکی دین کا منکر ہے ترا ناشکرا
کوئی کافر ہی کہے گا کہ خدا نے نہ دیا

جس کو تم نے دیا اللہ نے اوس کو بخشا
جس کو تم نے نہ دیا اُس کو خدا نے نہ دیا

آپکے رب نے دیا آپ کو فضل کلی
وہ دیا تم کو جو اوروں کو خدا نے نہ دیا

وہ فضائل تمھیں بخشے ہیں خدا نے جن کا
آپ کے غیر میں امکان بھی آنے نہ دیا

مثل ممکن ہی نہیں ہے ترا اے لاثانی
وہم نے بھی تو ترا مثل سمانے نہ دیا

آپ کے جوڑ کا آئے تو کہاں سے آئے
جب وجود اُس کو گوشۂ ارض و سما نے نہ دیا

آدم و نوح براہیم و کلیم و عیسیٰ
ان کو سب کو ملا کیا رب علا نے نہ دیا

باوجود اس کے تمھیں جو ملا ان کو نہ ملا
آپ کا رتبہ کسی کو بھی خدا نے نہ دیا

کیسی پرنور ہے جنت کی فضا اے نوری
پھر بھی طیبہ کا مزا اُس کی فضا نے نہ دیا

صحبت شیخ کی ضرورت اور اہمیت

پروفیسر مجید اللہ قادری

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

اولیاء ولی کی جمع ہے اور قرآن مجید و فرقانِ حمید میں لفظ اولیا یا ولی بارہا آیا ہے اور جب اس لفظ کی نسبت مسلمانوں کی طرف ہوتی ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں خدائے تعالیٰ کا قرب یافتہ یا اللہ تعالیٰ کا دوست۔ یہی اولیا اللہ خدا کے وہ نیک اور پرہیزگار بندے ہوتے ہیں کہ جن کے قلوب شفاف آئینے ہیں جن میں ہم کو اپنی صورت کا عکس نظر آتا ہے اور جن کو دیکھکر پھر خدا یاد آجاتا ہے۔ اور جن کی زیارت عبادت قرار پاتی ہے۔ جن کی صحبت سے دنیا بدل جاتی ہے۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جن کے لئے قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے کہ ان کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط اور جن کے لئے حدیث قدسی میں فرمایا گیا کہ میں (اللہ) رب اس نیک بندے کے حواس خمسہ بن جاتا ہوں یعنی اس کا بولنا میرا بولنا۔ اس کا دیکھنا میرا دیکھنا اس کا سننا میرا سننا اس کا چلنا میرا چلنا اس کا دینا میرا دینا اور اس کی اطاعت میری اطاعت وہ سب اس لئے کہ اب یہ خدا کے نور سے مستنیر ہی اس سے اب لغزش کے صدور کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام انبیا گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ ان سے کبھی غلطی کے صدور کا قطعاً کوئی امکان نہیں۔ اسی طرح یہ ہستیاں جب اس مقام پر پہنچتی ہیں تو یہی اولیاء تمام جرموں اور گناہوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور کیوں نہ ہوں وہ اب تزکیۂ نفس کے اس مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ وہ ہر حال میں خدا سے راضی ہوتے ہیں اور خدا اُن سے راضی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط ذَالِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اور یہی وہ مقام ولایت ہے کہ اس منزل پر شیطان تک کی رسائی نہیں ہو سکتی کہ وہ اس فائز الحرام کو دھوکہ دے سکے وہ اس لئے کہ خود شیطان مردود نے باری تعالیٰ کے دربار سے دھتکارے جانے پر کہا تھا کہ اے اللہ تیری ہر مخلوق کو بہکا دوں گا لیکن سوائے مخلصین کہ ان تک میں نہیں پہنچ سکوں گا تو وہ مخلصین اللہ کے یہی نیک بندے ہوتے ہیں کہ جو راضیہ و مرضیہ کے مقام

پر فائز ہوتے ہیں اور ان ہستیوں کے لئے ارشاد ہوتا ہے یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ اسی مقام پر فائز نیک بندوں کی اطاعت بھی ہم پر واجب ہو جاتی ہے۔ اور یہ حضرات قرآن پاک کے اس ارشاد کے زمرے میں آجاتے ہیں کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۝

یہ حقیقت ہے کہ ایمان تو عالم دین (علمائے ظاہر یا شریعت) سے حاصل ہوتا ہے۔ مگر اس ایمان کی حفاظت اولیائے کرام کے کرم سے ہی ہوتی ہے۔ یہ حضرات ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں اور ہمارے لئے صرف یہ دو جماعتیں (علمائے شریعت و علمائے طریقت) اعمال و ایمان کی فضا میں پرواز کے لئے دو بازوؤں کی طرح ہیں ان دو جماعتوں کی مدد کے بغیر بارگاہ رب العالمین تک ہماری پہنچ نہیں ہو سکتی گویا شریعت و طریقت طائر زندگی کے دو ایسے بازو ہیں کہ پرواز میں ذرا سی غلطی یا کوتاہی ہو جائے تو ملاء اعلیٰ سے اسفل السافلین آگرتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی صحبت اگر کسی کو حاصل ہو جائے تو اس کو شریعت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور طریقت کی راہ پر گامزن ہونا بھی نصیب ہو جاتا ہے بشرطیکہ جس کی طرف رجوع کریں وہ ان نفس کا مجموعہ ہو جو اولیاء اللہ کی صفات و خصوصیات ہیں اور اگر صحبت میں بیٹھنے والا خلوص نیت کے ساتھ اس مرد کامل کی محفلوں میں شریک ہوتا ہے اور اس شرکت کا مقصد سوائے تزکیۂ نفس کے اور کچھ نہیں ہوتا تو وہ بندہ صحبت سے سب کچھ حاصل کر لیتا ہے پہلے میں ایک دنیاوی مثال پیش کرتا ہوں۔

قارئین کرام! عصر حاضر کے کسی سائنسی ارتقا سے آپ بخوبی واقف ہیں یہ علوم اب اتنی ترقی کر چکے ہیں کہ یہ بات اب نہیں جھٹلائی جا سکتی کہ انسان چاند تک نہیں پہنچ سکتا اگر آپ تدبر کے ساتھ قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو یہ بات قرآن پاک سے ثابت ہو سکتی ہے کہ انسان ایک طبق سے دوسرے طبق تک سفر کرے گا بلکہ ممکن ہے کہ چاند کے علاوہ بھی دوسرے طبقوں تک اس کی رسائی ہو جائے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔ وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝ اور چاند کی قسم جب پورا ہو جائے ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے۔ چاند تک پہنچنے میں جو خلائی جہاز استعمال ہوتے ہیں ان کو بھی آپ نے T.V پر ضرور دیکھا ہو گا اس جہاز میں جو اور مختلف اشیاء استعمال ہوتی ہیں ان میں مقناطیس بھی شامل ہے۔ حالانکہ یہ مقناطیس (MAGNET) بظاہر ایک بہت معمولی سی چیز ہے اگر یہ مقناطیس اور اس کا قوت دائرہ (MAGNETIC FIELD) نہ ہو تو دنیا آج ہی ختم ہو جائے مقناطیس ایک ایسی دھات سے ہوتا ہے جس کو معدنیات کی زبان میں میگناٹ منرل (MAGNET MINERAL) کہتے ہیں اس کے اندر ایک خاص صلاحیت قدرت الٰہی نے رکھی ہے کہ اگر لوہے کی کوئی چیز

بھی اس کے قریب لائیں تو یہ اس کو اپنی طرف کھینچے گا مقناطیس کی قوت کا ایک محدود دائرہ بھی ہوتا ہے جب لوہا دائرے کے اندر ہوگا تو کشش (ATTRACTION) کا عمل پیش آئے گا۔ بالکل اسی طرح جب کوئی اللہ کا بندہ غیر شرعی حدود سے توبہ کر کے شرعی حدود میں داخل ہو جاتا ہے تو شریعت وطریقت کے جاننے والے اس بندے کو اپنی طرف مقناطیس کی طرح کھینچتے ہیں اس کو آداب شریعت وطریقت سکھاتے ہیں اور بتاتے ہیں یہ اللہ والے اسی وقت سیدھی راہ پر کسی کو لگائیں گے جب کوئی ان کی حدود کشش میں آئے گا۔

ہر مقناطیس کی الگ الگ قوت مقدار (MAGNETIC STRENGTH) ہوتی ہے کوئی بہت طاقتور ہوتا ہے کوئی کم گویا جس مقناطیس میں جتنی قوت ہوتی ہے اتنی ہی اس کا دائرہ کشش (FIELD FATTRACTION) وسیع ہوتا ہے آپ جانتے ہی ہیں کہ ہر چیز زمین کی سطح کی طرف کھینچتی ہے اور زمین میں ایک مرکز پر ایک بہت بڑا مقناطیس تسلیم کیا گیا ہے جس کو مقناطیس زمین (EARTHS MAGNET) کہا جاتا ہے اور اس قوت کی وجہ سے کوئی چیز ہوا میں معلق نہیں رہتی بلکہ یہ ہر چیز کو اپنی طرف کھینچتا ہے اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ آپ سب سے بڑے زمینی مقناطیس (EARTHLYMAGNET) کی قوت کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت جذب کشف قرار دیں جس طرح زمین اپنی قوت سے ہر چیز کو اپنی طرف جذب کرتی یا کھینچتی ہے۔ اور اسی طرح کشش کا دائرہ بھی بہت وسیع اور لامتناہی ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت جذب وکشف لامتناہی ہے اور کیونکہ وہ تمام جہان کے نبی ہیں ہر فرد پر ان کی اطاعت واجب ہے، یہی کشش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اولیائے امت کو حاصل ہوئی۔ لیکن ان کا دائرہ جذب (MAGNETIC FELD) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جذب وکشش سے کم ہے۔ اس لئے ان حضرات کا دائرہ کشش نسبتاً تنگ ہے لیکن افراد امت کے اعتبار سے وسیع اور عظیم طاقت کا مالک ہے کہ جو کوئی ان کے دائرے میں آجاتا ہے وہ اپنی قوت کشش سے اپنی طرف کھینچتے ہیں اور پھر اس دائرے سے باہر نہیں نکلنے دیتے چونکہ اولیاء اللہ کو یہ مقناطیسی کشش نبوت کے عظیم ترین دائرہ کشش سے موصول ہوتی ہے اس لئے وہ اپنی طرف کھینچ کر آنے والے کو بھی وصول الی الرسول اور پھر وصول الی اللہ کی منزل پر پہنچا دیتے ہیں۔

ولایت میں روحانی قوت جذب کا دار ومدار شریعت کی پابندی پر ہے اور جتنی پابندی شریعت اور ریاضت ہوگی روحانیت کا انتہائی بلند مقام ہوگا اور اس کی منزل عظیم مقناطیس (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) سے قریب ہوگی علم طبیعیات (PHYSICS) کا نظریہ ہے کہ جب ایک مقناطیس سے سادہ یا خام لوہے کے ٹکڑے کو مسلسل حرکت سے خط مستقیم پر رگڑا جاتا ہے تو اس حرکت ایجابی سے اس سادہ لوہے میں مقناطیسی قوت پیدا ہو جاتی ہے آپ جس لوہے میں مقناطیسی قوت پیدا کرنا چاہتے ہیں

اگر آپ ایجابی حرکت کے بجائے اس کو صلبی حرکت (REVERSE MOTION) دیں تو خام لوہے نے جو کشش اور جذب کا جو کچھ استفادہ کیا تھا وہ اس صلبی حرکت کی وجہ سے زائل ہو جائے گا یہی حال ولی اللہ کی صحبت کا ہے اگر آپ ایجابی جذبہ لیکر خدمت میں پہنچتے ہیں تو وصول الی اللہ کا جذبہ آپ میں پیدا ہو گا اور اگر صلبی حرکت یا نافرمانی کی تو پھر حاصل شدہ صفات عالیہ جو آپ میں ایجابی جذبہ کے تحت پیدا ہوئی تھی وہ سب کی سب زائل ہو جائے گی آپس ایجابی حرکت سے مقناطیسی قوت پیدا ہو جاتی ہے اگر حرکت کی بجائے ایک خام لوہے کو مقناطیس کے ساتھ ایک مدت کے لئے رکھدیا جائے تو بھی اس کے اندر وہ مقناطیسی قوت منتقل ہو جاتی ہے۔ بہرحال دونوں طریقوں سے وہ باطنی قوت اس کے اندر منتقل ہوتی ہے اسی طرح ولی کامل کی تعلیمات سے اور ان کے ساتھ وقت گزارنے سے دونوں صورتوں سے باطنی فیوض حاصل ہوتے ہیں اسی لئے تو یہ دعا کی جاتی ہے کہ پروردگار ہم کو صالحین کے نقش قدم پر چلا۔ اسی طرح ولی کامل کی صحبت میں عمل ایجابی ذکر و اذکار ہیں جن سے جذب اور کشش کا خاصہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس طرح خام لوہا خود ایک مقناطیس بنجاتا ہے اور اصلی مقناطیس کی قوت میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوئی تو اب آپ اس کو اس طرح سمجھیے کہ یہی حال ولی اللہ کا ہے کہ اس کی صحبت میں پہنچ کر اس کے ارشادات گرامی اور اس کے بتائے ہوئے ذکرو فکر سے فرد ناقص مرد کامل بن جاتا ہے۔ گویا ایک پیر کامل جو اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اس کو اصلی مقناطیسی قوت سمجھیے! اس میں علوم باطنی کے جو سرچشمے ہیں اور اس میں جو روحانی قوت ہے جس کو ہم اور آپ فیوض و برکات کہتے ہیں وہ اسی مقناطیسی قوت کی طرح ہم کو نظر نہیں آتے۔

اگر کوئی صرف اس ولی کی صحبت اختیار کرتا ہے ایک مدت تک اس کے حضور میں باریاب رہتا ہے تو پھر ولی کامل اس کو ان علوم ظاہر و باطن سے بہرہ ور فرماتا ہے جن کا وہ کامل ہے اور اس فرد کے اندر وہ علوم اسی طرح منتقل ہو جاتے ہیں جس طرح خام لوہے میں مقناطیسی قوت! اور خود ولی کامل کے فیوض و برکات کی بہرہ بخشی سے اس کی روحانیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، بلکہ اس عطا کے باوجود اس کی روحانیت میں کوئی کمی نہیں آتی! اس سے یہ ثابت ہوا کہ باطنی یا روحانی علوم حاصل کرنے کے لئے صحبت شیخ ضروری ورنہ اگر ظاہری علوم حاصل ہوں اور صحبت شیخ حاصل نہ ہو تو ایسا شخص باطنی طاقت اور روحانیت کا ممکن ہے انکار کرے گا۔ لیکن اگر ظاہری علوم حاصل کر لینے کے بعد وہ صحبت شیخ اختیار کرتا ہے تو وہ نہ صرف باطنی علوم کا قائل ہو جائے گا بلکہ خود اس کی ذات روحانیت سے بہرہ وافر پائے گی۔ اب میں صحبت شیخ کی اہمیت ثابت کرنے کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

اگر کوئی نوجوان کسی بھی علم میں امتیازی سند حاصل کرتا ہے مثلاً وہ اقتصادیات میں امتیازی سند حاصل کرتا ہے اور اگر سند [illegible] کرنے

کے فوراً بعد اس کو کسی بینک کا صدر بنا دیا جائے
تو آپ بتایئے کہ کیا وہ اہلیت رکھتا ہے کہ وہ
اس مقام کے اہم کاموں کو سنبھال لے گا اور
بینک مزید ترقی کی طرف گامزن ہوگا یقیناً
نہیں اور آپ خود یہ کہیں گے کہ اس کو ابھی
تجربہ نہیں وہ تو بینک کا دیوالہ نکال دیگا
اور کسی بینک کا صدر تو کجا اگر بینک کی کسی
برانچ کا منیجر ہی بنا دیا جائے تو وہ برانچ کو نہیں
سنبھال سکتا اس لئے کہ اس کو ابھی تجربہ
(EXPERIENCE) نہیں ہے۔ اسی طرح اب
اس نوجوان کو یہ حق بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ
ظاہری علوم حاصل کر لینے کے بعد یہ کہنا شروع
کردے کہ فلاں بینک میں یہ خامی ہے فلاں میں
یہ نقص ہے یا فلاں بینک کے صدر میں یہ نقص
ہے کیونکہ وہ اس منصب کے حقائق و لوازم
سے واقف ہی نہیں ہے تو اس کا یہ کہنا
بے معنی ہوگا ہاں اگر اس فاضل نوجوان کو
کسی بینک میں نوکری ملتی ہے اور ایک آفیسر
کی حیثیت سے وہ کام شروع کرتا ہے پھر
وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا تجربہ روز
افزوں ہوتا جائے گا اور اُس کو معلوم ہو جائیگا
کہ ظاہری علوم اور اس تجرباتی کام میں کتنا
فرق ہے اور جب وہ اس میدان میں مختلف
منزلوں سے اور بڑے بڑے تجربات سے دوچار
ہوتا ہوا اگر وہ ۲۵ یا ۳۰ سال بعد کسی بینک کا
صدر بنا دیا جائے تو اب یہ فاضل برسوں کی
تجرباتی صحبت کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے صدارت
کے کام کو بخوبی انجام دے سکے گا اسی طرح

دینی علوم حاصل کرنے کے بعد اگر شریعت اور
طریقت کی حقیقت جاننے والوں کی صحبت اختیار
نہ کی تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ فاضل دین
کی اصلیت ہی بدل دیگا کیونکہ ان کے بغیر
وہ دین کو سمجھنے میں مشکلات سے دوچار ہوگا
اور اس کی نگاہیں فریب خوردہ بن جائینگی
جس طرح بینک کی صدارت کے لئے تجرباتی
زندگی (PRACTICAL LIFE) ضروری ہے
اسی طرح دین کی حقیقت کو جاننے کے لئے بھی
صحبت شیخ نہایت ضروری ہے

اب شاید یہ سوال پیدا ہو کہ اس صحبت کے
ذریعہ جو علوم حاصل ہوتے ہیں اُس میں تو بڑا
وقت لگتا ہے جب کہ دوسری طرف یہ بھی کہا
جاتا ہے کہ کوئی کامل کی ایک نظر پڑتے ہی
ناقص کی دنیا بدل جاتی ہے یعنی ایک آن
میں ہی ایک گنہگار کو ولی بنا دیا اس کو
اس طرح سمجھیے کہ یہ اسی طرح ہوتا ہے کہ باطنی
یا روحانی قوت فوراً منتقل ہو جاتی ہے اس کی
بھی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

آپ کیسٹ ٹیپ ریکارڈر (CASSETTAPF RECORDER) سے بہت ہی اچھی طرح واقف
ہیں اور ایک خالی کیسٹ میں دوسرے بھرے
ہوئے کیسٹ سے آواز بھر دیتے ہیں اب اگر
دونوں کیسٹ اوپر سے ایک جیسے ہوں تو آپ
کو یہ پہچاننا مشکل ہوگا کہ کونسا کیسٹ اصلی
ہے اور کون سا اس اصل کی نقل ہے کیونکہ
دونوں کے اندر بالکل ایک جیسی آواز موجود
ہے یا آپ وڈیو کیسٹ (VIDEO CASSETTE)

میں جو ایک پروگرام دوسرے میں منتقل کر لیتے ہیں تو بغیر مخصوص نشانی کے یہ پہچاننا مشکل ہوگا کہ اصلی وڈیو کیسٹ کون سا اور جو نقل شدہ وہ کونسا ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھیے کہ اب فن نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اگر گھنٹہ دورانیہ کا کیسٹ ہے تو خالی کیسٹ میں آپ چند سیکنڈ کے اندر وہ پروگرام منتقل کر سکتے ہیں۔ غور کیجئے کہ آپ اس کا تو یقین کر لیتے ہیں حالانکہ آپ کے سامنے سب کچھ ہوا لیکن نظر کچھ بھی نہ آیا اور دوسرے کیسٹ میں سب کچھ آ بھی گیا جو اصل میں موجود تھا۔ یہی کچھ حال ارباب حال وفضل وکمال کا ہے کہ ایک لمحہ میں ایک کے باطنی کمالات دوسرے میں منتقل ہو گئے۔

شاید آپ سوچیں گے کہ چلئے نیک مسلمان پر ایک مرد کامل کی نظر پڑی اس کو ولایت کے درجے پر پہنچا دیا یہ ناقص یا گنہگار بندے کو یا چور کو ایک دم ولی کس طرح بنا دیا جاتا ہے اس کے لئے بھی یہ مثال سامنے رکھیے کہ جب کوئی خالی کیسٹ میں آواز بھرتے ہیں تو وہ فوراً دوسرے کیسٹ میں منتقل ہو جاتی ہے اسی طرح پہلے سے کوئی کیسٹ آواز سے بھرا ہوا ہو اس میں آپ دوسری آواز بھرنا چاہیں تب بھی وہ دوسری آواز یا پروگرام اس میں منتقل ہو جاتا ہے اور پہلے سے بھرا شدہ پروگرام یا آواز ایسی غائب ہو جاتی ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ کبھی اس میں کوئی آواز تھی ہی نہیں تو یہ سب کچھ پل میں ہو جاتا ہے اسی طرح پل بھر میں ولی کامل خدا کی مدد سے بندوں کے حالات بھی

یکسر بدل دیتے ہیں وہ اس لئے کہ یہ مرد کامل خدا تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں تو کیوں نہ پل بھر میں دوسروں کی دنیا بدل ڈالیں۔ ان کی نگاہیں دوسرے دلوں کی کدورتوں کو آن کی آن میں دھو ڈالتی ہیں اور پھر اس قلب کو حقیقی اور باطنی علوم سے معمور کر دیتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خادم نان پز تھا وہ حضرت کی خدمت میں ہر وقت رہتا اور خدمت کا خوب ہی شرف حاصل کرتا۔ ایک دفعہ سخت موسم سرما میں رات کو حضرت کے کچھ مہمان تشریف لائے جن میں حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ اس وقت نان پز سو چکا تھا حضرت نے اس کو جگایا اس نے بڑی دلجمعی کے ساتھ حضرت کے مہمانوں کی خدمت کی۔ حضرت اس کی خدمت سے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ تو نے رات کو ہمارے مہمانوں کی بڑی خدمت کی اور خیال رکھا ہم تجھے انعام دینا چاہتے ہیں مانگ کیا مانگتا ہے۔ وہ نان پز بولا کہ مجھے باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بنا دیجئے حضرت نے منع فرمایا لیکن ضد کرنے لگا مجبور ہو کر حضرت نے فرمایا کہ حجرے میں آؤ، پھر جو آپ نے اس پر توجہ کی نظر ڈالی تو اب یہ پہچاننا مشکل ہو گیا کہ باقی باللہ کون ہیں اور نان پز کون ہے۔ باقی باللہ تو علم رکھتے تھے لیکن یہ نان پز علم سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے اس مقام کی منزلت کو برداشت نہ کر سکا اور تین دن بیہوش ہونے کے بعد دنیا سے چل بسا اس واقعہ سے بھی دو سبق حاصل ہوتے ہیں کہ اگر توجہ اتحادی ڈالی جائے تو آن کی آن میں اس کے

اندر سب کچھ منتقل ہوجاتا ہے گویا جس طرح بٹن دبادیا اور ایک کیسٹ کا پروگرام دوسرے میں منتقل ہوگیا۔ دوسرے یہ کہ طریقت کی منزلت کو سمجھنے کے لئے شریعت بیحد ضروری ہے۔ بغیر شریعت کے طریقت کہاں؟ یا یوں سمجھیے کہ طریقت پھل ہے اور شریعت اس کا شجر کیونکہ شجر کے بغیر پھل پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ اب آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے علم ظاہری یعنی علم شریعت کے بعد اگر ولی کامل کی صحبت حاصل ہو یعنی علم طریقت سے تو معرفت حاصل ہوجاتی ہے ورنہ بغیر صحبت کے معرفت تو کجا دین ہی میں خامیاں باقی رہتی ہیں خیالات باطل اور اوہام ذہن کو منتشر کردیتے ہیں۔ پھر انسان غلطیاں کرتا ہے اور ان ہی کو وہ حق سمجھنے لگتا ہے اور پھر جب باطل حق نظر آنے لگے تو ظاہر ہے اسلام کہاں رہا۔ خدا اور رسول سے اس کا رشتہ کس طرح باقی رہا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ پیر کامل یا ولی اللہ کو ہم کس طرح سمجھیں کہ حقیقتاً یہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اور اس کی صحبت اختیار کی جائے کہ وہ کھوٹے کو کھرا بنادے۔ اس میں استقامت جو کرامت سے بھی بلند درجے کی چیز ہے آیا موجود ہے یا اس کا فقدان ہے آپ اور کچھ دیکھیں یا نہ دیکھیں یہ ضرور دیکھیں کہ پیر کامل شریعت کی اتباع میں بھی کامل ہے یا نہیں۔ اگر صرف کرامت کی بنیاد پر کسی کو ولی مان لیا جائے تو پھر اس شخص کو جو ہوا میں اڑ سکتا ہو، پانی پر چل سکتا ہو، یا آگ میں کود کر زندہ رہ سکتا ہو اس کو ولی مان لیا جائے گا جبکہ اس قسم کی حرکات ایک مسلمان تو کیا کافر سے بھی سرزد ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ ایسے علوم آج بھی موجود ہیں کہ ان کے ذریعہ یہ خارق عادت رموز سرزد ہوسکتے ہیں اور اگر مسلمان سے یہ حرکات سرزد ہوں لیکن اس کے اندر شریعت کی پابندی اور استقامت نہ ہو تو وہ بھی ولی نہیں بنتا ہے ولی کی اصلی حقیقت اس کی استقامت فی الدین ہی ہوتی ہے۔

استقامت دین کا ایک مختصر واقعہ ذکر کرتا ہوں چند سال قبل بھارت میں نس بندی کی تحریک بڑے زور شور سے شروع ہوئی تمام مفتیان اسلام نے یہ فتویٰ دیدیا کہ نس بندی قطعاً حرام ہے لیکن جب حکومت ہند نے نام نہاد مولویوں پر دباؤ ڈالا تو بڑے بڑے مفتیان کرام نے اپنا پہلا فتویٰ واپس لے لیا اور دوسرے فتویٰ میں نس بندی کو جائز قرار دے دیا لیکن ہندوستان میں ایک ذات تھی اور وہ تھی شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی کہ انھوں نے جو فتویٰ پہلے دیا تھا اس کو واپس نہ لیا۔ بلکہ سابقہ فتویٰ پر قائم رہے جس میں مسلمانوں کے لئے نس بندی کو قطعاً حرام دیدیا گیا تھا تو اس کو کہتے ہیں حق گوئی کے ساتھ ثابت قدم اور استقامت کہ حق کسی کے سامنے کبھی بدلا نہیں جاتا حق ہمیشہ حق رہتا ہے چاہے جان جائے، مال جائے یا عزت جائے لیکن حق پر آنچ نہ آئے تو اس کا نام ہے استقامت کہ شریعت مصطفوی کی مکمل قولاً فعلاً عملاً زندگی کے ہر ہر شعبہ میں ہر ہر لمحہ اس کی پیروی کی جائے۔ دوسری طرف

وہی مرد کامل کی شناخت! تو میں سمجھتا ہوں کہ ولی کامل کا چہرہ ایسا حسین ہوتا ہے کہ واقعی ان کو دیکھ کر ان سے انسیت پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک خاص لگن پیدا ہوجاتی ہے دل میں جذبۂ محبت موجزن ہوجاتا ہے اور دل خود گواہی دینے لگتا ہے کہ واقعی یہ مرد حق! اللہ کا مقبول بندہ ہے! جتنی دیر کوئی شخص اس کی محفل میں بیٹھا رہتا ہے تو وہاں کوئی بات شریعت کے خلاف نہیں پاتا وہاں اس کو تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملتی ہے۔ آداب محفل بھی معلوم ہوتے ہیں خدا اور رسول کی محبت کا درس بھی حاصل ہوتا کہ اس کو دین بھی حاصل ہے دنیا بھی حاصل ہوتی ہے لیکن شرط صرف یہ ہے کہ خلوص نیت کے ساتھ صحبت شیخ اختیار کرے پھر یقین کیجیے کہ اس عملی زندگی (PARACTICAL LIFE) یعنی صحبت کے بعد وہ کبھی بھی روحانیت کا انکار نہ کریگا اور باطنی علوم کو نہ جھٹلائے گا اور اس کو قرآن کریم کی ان آیات کا یقین آجائے گا کہ حقیقت میں انھیں افراد کے راستے کو خدا نے صراطِ مستقیم کہا ہے یہی افراد صالحین کے زمرے میں یہی بندگانِ خدا فلاح ونجات پانے والوں میں یہی مقبول بندے بےخوف وغم زندگی گذارنے والوں میں ہیں کہ جہاں ملک کا سربراہ ان کے دروازے پر آکر سرِ تسلیم خم کرتا ہے۔

قارئین کرام! اس تمام معروضے اور گذارش کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح دنیاوی علوم حاصل کرنے کے لئے دنیاوی علوم کے فاضل و ماہر کی ضرورت ہوئی ہے اس طرح دینی تعلیم کے لئے اور اس راہ میں درجات کی بلندی کے لئے بھی ایک ولی کامل کی ضرورت ہے کہ وہ اس کو دین کی طرف لگائے رکھے اور صراطِ مستقیم سے نہ ہٹنے دے اس کے ہر معاملے میں ہر لمحہ رہبری کرے خواہ دین کا ہو یا دنیا کا، ایسا نہ ہو وہ صرف دین کا ہوکر دنیا ہی کو چھوڑ دے کیونکہ رہبانیت کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے اور نہ صرف دنیا کا ہوکر رہ جائے اور دین کو چھوڑ دے کہ آخرت کے لئے اس نے کیا بندوبست کیا تو شریعت اور طریقت یعنی ظاہری علم کے ساتھ صحبت شیخ اگر حاصل ہو گئی تو پھر دین اور دنیا دونوں کے راستے طے ہو جائیں گے۔ یہ کام وہ ہے جو کہ ایک پیر کامل ہی انجام دے سکتا ہے اور اس کی صحبت میں رہ کر دین اور دنیا سنور جاتے ہیں۔

خداوند اپنے محبوب رسول ہمارے آقائے دوجہاں سرورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم کو صحبت شیخ عطا کرے تاکہ ہم کو فلاح دارین حاصل ہو۔ (آمین)

مجیب اللہ قادری
اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ ارضیات
جامعہ کراچی

کلام بیکل

۱۳-جون ۸۳ء

برادر گرامی قدر نعیم صاحب سلام و رحمت

ان دنوں رمضان میں مسلسل گھری پر ہوں۔ "ماہنامہ سنی دنیا" اس بار ہاتھ لگا میری عدم موجودگی میں بابو لوگ اڑا لیجاتے ہیں میں مستفیض بھی نہیں ہو پاتا۔ آج ایک تازہ نعت شریف بھیج رہا ہوں پسندیدگی اور رسید کی اطلاع دیں۔

ایک المناک خبر اخبار میں دیکھی کہ علامہ ریحان رضا خاں صاحب رحلت فرما گئے میرا پرسا متعلقین تک پہونچا دیں کرم ہوگا۔

ہمارے بیچ سے ایک مخلص اور مسلک اعلیحضرت کا راہنما، خانوادۂ رضویت کا اہم چراغ چلا گیا ہمیشہ کے لئے مگر اس کا کردار اور مشن ہمیں مشعل راہ رہیں گے۔ خدا انھیں غریق رحمت کرے اور ہمیں صبر کی تلقین عطا فرمائے قبلہ ازہری میاں کی خدمت میں سلام پیش ہے۔ انگلینڈ کا سفر کیسا رہا۔

آپکا بیکل اتساہی عفی عنہ

نعت

مثل راہِ سرورِ دیں، رہگذر کوئی نہیں
عشق مجھکو لے چلا ہے ہمسفر کوئی نہیں

جسکو نعلِ مصطفیٰ کی مل گئی قسمت سے خاک
اُس سے اونچا آجتک دنیا میں سر کوئی نہیں

تم بشر کہتے رہو نورِ مجسم کو مگر
بے جھجک دیکھے انھیں ایسی نظر کوئی نہیں

ہے زمیں سے آسماں تک جسم کی آسودگی
روح کی خاطر علاج معتبر کوئی نہیں

پہلے تعظیم نبی پھر بعد میں سجدوں پہ ناز
ورنہ ایماں کا ضمیر تاجور کوئی نہیں

گردشِ دوراں کا ٹھکرایا ہوا جائے کہاں
آپکی چوکھٹ سے آقا اور در کوئی نہیں

مقطع نہیں

بیکل اتساہی عفی عنہ

اسلامی فلسفۂ حدود و تعزیرات

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی کراچی

اصطلاحِ شرع میں حد اُس معین سزا کو کہتے ہیں جس کو نافذ کرنا حقوق الہیہ میں سے ہے لیکن اگرچہ تعزیر کا نفاذ بھی حقوق الہیہ میں سے ہے لیکن اس میں عقوبت کی مقدار مقرر نہیں ہوتی جماہیر علماء اسلام کا جن حدود پر اجماع ثابت ہے وہ حدِّ زنا حدِّ سرقہ، حد شراب اور حد قذف ہیں۔ حدِّ زنا کی تفصیل یہ ہے کہ اگر غیر شادی شدہ سے یہ فعل شرعی طور پر ثابت ہو جائے تو اسے سو کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے (الزانیہ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ۔ القرآن) اور اگر شادی شدہ شخص سے یہ جرم ثابت ہو تو اسے سنگسار کر دیا جاتا ہے اور یہ بکثرت حدیث سے ثابت ہے۔ حدِّ سرقہ میں چور کا پہلی مرتبہ دایاں ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور عود کرنے پر بایاں پیر کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور بس (السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما) اور حد شراب کی تفصیل یہ ہے کہ خمر کے فقط پینے سے خواہ نشہ ہو یا نہ ہو اگر دیگر اشربہ محرمہ کو مقدار سکر تک پی لینے سے اسی کوڑوں کی حد واجب ہوتی ہے اور یہ اجماع صحابہ سے ثابت ہے اور حد قذف کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان پر صریح زنا کی تہمت لگائی جائے اور وہ حد کا طالب ہو تو تہمت لگانے والے پر اسّی کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ (والذین یرمون المحصنات ثم لم یأتوا باربعۃ شہداء فاجلدوہم ثمانین جلدۃ) اور کسی کافر پر بھی تہمت لگائی جائے یا مسلمان پر کفر، فسق یا خبث کا اتہام کیا جائے تو اسے تین سے انتالیس تک کوڑے لگائے جا سکتے ہیں۔ اسے تعزیر کہتے ہیں اور یہ قاضی کی صوابدید پر موقوف ہے۔

اجراء حدود پر ایک اشکال یہ ہے کہ ایک طرف تو اسلام نے مسلمانوں کے عیوب کی پردہ پوشی کی ہدایت کی ہے (من ستر مسلما سترہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ۔ بخاری) اور دوسری طرف اجراء حدود کا سختی سے حکم دیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے (ولا تأخذکم بہما رأفۃ) اور حد کا جاری کرنا ہے اس کے ثبوت پر موقوف ہے۔ اور اس کا ایک مقدمہ شہادت ہے اور جس کے خلاف شہادت ہوگی اس کی یقیناً پردہ دری ہوگی۔ پس یہ دو احکام ایک ستر مسلم دوسرا اجراء حدود جو بعینہٖ ہتک مسلم ہے ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں اس کے جواب میں گذارش ہے کہ ستر اور شہادت دونوں کے محل الگ الگ ہیں۔ اگر کوئی شخص اغوائے شیطان اور شامت نفس سے ایک آدھ بار اس ورطۂ ہلاکت میں گر جائے تو اس سے درگذر کرنا چاہیے اور اگر کچھ لوگوں کے علم میں یہ جرم آجائے تو اُن کے لئے یہی مستحب ہے کہ وہ اس شخص پر ستر کریں چنانچہ ہزال نے ماعز اسلمی کو مشورہ دیا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جاکر

اپنے جرم کا اعتراف کرے تو آپ نے ہزال کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا "لوسترتہ بثوبک لکان خیر لک" ابوداؤد (اگر تو اس کی پردہ پوشی کرتا تو یہ بہتر تھا) اگر کوئی شخص اس فعل قبیح کو اپنا مشغلہ بنائے اور ان افعال قبیحہ کی اشاعت اور ان پر فخر کرے تو اس کے خلاف شہادت دینا واجب ہے "تاکہ احکام الٰہیہ کی تخفیف اور حدودِ شرعیہ کی بے حرمتی نہ ہو۔

ایک اور اعتراض اس مقام پر کیا جاتا ہے کہ یہ سزائیں غیر انسانی اور وحشیانہ ہیں۔ اس کے جواب میں اولاً گذارش ہے کہ اس اعتراض کا سبب اور پس منظر یہ ہے کہ زنا اور شراب کا رواج آج معاشرہ کے بعض طبقوں میں اتنا عام ہو چکا ہے کہ اب وہ ان کی زندگی سے الگ کوئی چیز نہیں کیں شراب اور زنا جن لوگوں کی طبیعت کا خاصہ بن مزاج بن چکا ہے وہ ایک قبیح کا ادراک کیسے کر سکتے ہیں۔ اور چونکہ ان لوگوں پر ان جرائم قبح روشن نہیں ہے۔ اس لئے انہیں ان کی سزا ظالمانہ معلوم ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ اختصاراً ان جرائم کی قباحت بیان کی جائے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ ایسے قبیح اور شدید امر کو روکنے کے لئے اتنی ہی شدید سزاؤں کی ضرورت تھی۔ قبح زنا پر اولاً یہ دلیل ہے کہ اس سے نسب محفوظ نہیں رہ سکتا کیونکہ جب زنا عام ہوگا اور ایک عورت متعدد اشخاص سے وابستہ ہوگی تو "فقیر کی جھولی میں کون دانہ کس کا" یہ کون جان سکتا ہے اور پھر اس فعل قبیح سے پیدا ہونے والی اولاد کا مستقبل ہر لحاظ سے تاریک ہو جائے گا۔ ثانیاً جب عورت

کسی ایک شخص سے خاص نہ ہوئی تو ہر شخص اس کا مدعی ہو سکتا ہے اس سے بعض صورتوں میں فتنے پیدا ہوں گے قتل و غارت تک نوبت پہنچے گی۔ ہاں جب ایک عورت ہر مرد کی آماجگاہ بن سکے گی تو اس کی زندگی اور ایک جانور کی طرز حیات میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ رابعاً جو عورت بھی تکمیل ہوس کا ذریعہ بنے گی وہ آخر کسی کی بہن اور بیٹی ہوگی اب اگر وہ اس فعل پر راضی رہیں تو بے غیرتی، نہ راضی ہوں تو کشت و خون۔ غرضیکہ یہ ایک فتنہ بے شمار فتنوں کا دروازہ ہے اس لئے ضروری ہو کہ اس فتنے کو پوری شدت سے روکا جائے۔ اس لئے عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جرم کے لئے کوڑوں کی سزا مقرر فرمائی۔ اسی طرح شراب کی بھی بلشمار خرابیاں ہیں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس سے عقل بیکار ہو جاتی ہے اور پھر انسان جانوروں کی سطح سے بھی گر جاتا ہے۔ فخر رازی اور علامہ آلوسی نے بیان کیا کہ ابن ابی الدنیا ایک شرابی کے پاس سے گزرے جو پیشاب کرنے کی حالت میں اسی پیشاب سے وضو کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ الحمد للہ الذی جعل الاسلام نورا والسماء طہورا۔ ثانیاً اس سے عداوت اور بغض پیدا ہوتا ہے اور یہ عبادت میں حارج ہے۔ ثالثاً اس سے بکثرت امراضِ جسمانیہ پیدا ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ام الخبائث فرمایا اور یہ کچھ ڈھکی چھپی نہیں منہ سے یہ کافر لگی ہوئی ان قبائح کے پیش نظر یہ ضروری تھا کہ اسے بھی پوری طرح سے روکا جاتا ہے۔ اسی لئے شریعت نے

اس پر اسّی کوڑوں کی سزا مقرر فرمائی ہے اس اعتراض کے جواب میں ثانیاً گذارش ہے کہ چلیئے مان لیا یہ غیر انسانی سزائیں ہیں لیکن جن افعال پر یہ سزائیں دی جاتی ہیں کیا وہ انسانوں کے کام ہیں؟ بغیر کسی ضابطہ اور قید کے جس سے چاہے ہوس پوری کرلینا بلا استحقاق جس کا چاہے مال لے لینا تہمت لگا کر کسی شریف کی عزت تباہ کردینا اور شراب پینے کے بعد جو افعال صادر ہوتے ہیں کیا یہ سب غیر انسانی افعال نہیں ہیں۔ پھر اگر غیر انسانی جرائم پر ویسی ہی سزا دی جائے تو یہ موجب طعن ہے یا عین حکمت کا مقتضی؟ ثالثاً ارباب عقل کے درمیان یہ امر مسلم ہے کہ اگر جسم کے کسی حصے میں کوئی ایسی بیماری لاحق ہو جائے جس سے باقی جسم کو ضرر پہنچنے کا خدشہ ہو تو اس حصہ کو کاٹ کر الگ کردیا جاتا ہے تاکہ باقی جسم اس کے مضر اثرات سے محفوظ رہ سکے پس جب کوئی شخص چوری شراب خوری یا بدکاری کرے اور اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ بار بار اِن اُمور کا ارتکاب کرے گا۔ اور اس سے مسلمانوں کے معاشرہ میں دو قسم کا نقصان لاحق ہوگا ایک تو اس کی چوری اور بدکاری سے ان کی عزت اور مال کا ضیاع ہوگا دوسرے اس بیماری کے جراثیم معاشرے کے دوسرے صحت مند افراد کو بیمار کردیں گے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "المومنون کرجل واحد" تمام مسلمان جسم واحد کے منزلہ میں ہیں۔ اور ایک شخص ایک عضو کے مرتبہ میں ہے۔ پس جب مسلم معاشرہ کے ایک فرد نے بدکاری کی تو یوں سمجھیئے

کہ جسم کا ایک عضو فاسد ہوگیا جس کے فساد سے باقی اعضاء کے فساد یا انھیں ضرر پہنچنے کا خطرہ ہے ایسے میں اس فاسد عضو کو کاٹ کر باقی اعضا کو اس فساد سے بچا لینا کیا عین حکمت کے مطابق نہیں ہے۔ رابعاً انسان کی عظمت اور اس کا شرف صرف اسی شکل میں ہے جب وہ اللہ کا اطاعت گذار ہو۔ اور جب اس نے اللہ تعالیٰ کے قوانین سے بغاوت کی اور اس کے احکام سے سرکشی کی تو اس کی کوئی قدر وقیمت نہیں ہے۔ چنانچہ وہ ہاتھ جس کی قیمت اسلام نے بشکل دیت پچاس اونٹ مقرر کی ہے جب چوری کرکے نافرمانی کرے تو دس درہم کے عوض اسے کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے پس ظاہر ہوا کہ اللہ کا سرکش اور کسی اعزاز کا مستحق ہی نہیں ہے کہ احترام حدود اس کے منافی ہو۔ خامساً یہ کہنا بھی غلط ہے کہ سنگسار کرنے یا کوڑے لگانے سے انسانیت کی تذلیل ہوتی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ کوڑے وہ سرکشی اور بغاوت کھا رہی ہے جس نے حدود الہیہ کو لائق احترام نہیں سمجھا اس میں انسانیت کی نہیں سرکشی اور بغاوت کی تذلیل ہے۔ سادساً ان سزاؤں کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے دوسروں کو زبردست عبرت حاصل ہوتی ہے جب ایک مجمع عظیم کے سامنے کسی کو رجم کیا جائے یا اُسے کوڑے لگائے جائیں تو دیکھنے والوں پر یقیناً ایک نفسیاتی اثر پڑے گا۔ جب ایک کٹے ہوئے ہاتھ پیر والا سزا یافتہ شخص بار بار نظروں کے سامنے آئے گا تو ذہن میں اس جرم سے نفرت کا تصور اور گہرا ہوجائے گا۔ سابعاً اس بحث میں پڑنا کہ کس

جرم کی کیا سزا ہونی چاہئے ظاہر ہے کہ یہ ہمارا منصب نہیں بلکہ جس ذات کا جرم کیا ہے سزا کا بھی اُسی کو اختیار ہے جیسی اور جس طرح سزا دے وہ مالک علی الاطلاق ہے اور ہم اس کے مملوک ومحکوم ہیں لیں یا تو ہم اپنے آپ کو اس کی ملکیت میں شمار نہ کریں اور سرے سے انکار کردیں اور یا جب حاکم مان لیا ہے تو اس کے کسی فیصلہ پر اعتراض نہ کریں۔ چنانچہ ان حدود کے مخاطب وہی لوگ ہیں جنھوں نے اس کو حاکم مان لیا ہے اور جو اس کے منکر ہیں وہ ان احکام کے مخاطب نہیں ہیں۔ حدیث شریف میں ہے حشر کے روز ایک حاکم کو پیش کیا جائیگا جس نے حد جاری کرتے ایک کوڑا کم لگایا تھا اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کیا وہ کہے گا تیرے بندے پر رحم کرنے کے لئے ارشاد ہوگا تو ہم سے زیادہ رحیم ہے؟ پھر حکم ہوگا اسے جہنم میں ڈال دو۔ (بحوالہ تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۲۳۵)

تاسفاً آج کی مہذب دنیا اور شائستہ دنیا سیاسی مجرموں اور نظریاتی مخالفوں پر قابو پانے کے بعد ان سے کیا سلوک کرتی ہے؟ جسم کے نازک حصّوں کو عریاں کرکے انھیں سگریٹ سے داغنا، بجلی کے نل سے ان کے پیٹ میں پانی بھرنا۔ مجرم کو اُس کی بہنوں کے ساتھ جمع کرکے انھیں برہنہ کردینا۔ بجلی کے پیہم جھٹکے پہنچانا اور بالآخر اُسے یونہی طرح طرح کی جسمانی اذیتیں دے دے کر مار ڈالنا۔ کیا یہ سب کچھ انسانی شرف اور فرشتوں کا تقدس ہے انسان اپنے مجرم کو جو نہ اس کا مخلوق ہے نہ مملوک ہے جس طرح چاہے سزا دے اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ اور رب کائنات اپنے مجرم کو جو اس کا مملوک اور مخلوق ہے اس سے کم درجے کی سزا دے تو اعتراض کے لئے ان لوگوں کی زبانیں کھل جاتی ہیں۔ ع

بسوخت عقل زحیرت ایں چہ بوالعجبی است

حدود تعزیرات میں ایک بحث یہ بھی ہے کہ کہ حد جاری ہونے کے بعد وہ شخص پاک وصاف ہو جاتا ہے اور اس جرم پر اب آخرت میں اسے عذاب نہ ہوگا۔ یا یہ کہ یہ اس کے عذاب کی صرف ایک قسط تھی اور دوسری قسط اسے آخرت میں بھگتنی ہوگی۔ اس کے جواب میں گذارش ہے کہ حد جاری ہونے سے پہلے اگر اس نے توبہ کرلی ہے اور اپنے فعل پر نادم ہوکر آئندہ عدم عود کا عہد کر چکا ہے تو بمطابق فرمان رسالت "ومن اصاب من ذالک شیئاً عفوقب بہ فہو کفارۃ (بخاری) تو اس سے آخرت میں مواخذہ نہیں ہوگا۔ اور اگر وہ اتفاقاً پکڑا گیا اور اس کی سرکشی باقی ہے تو بمطابق فرمان الٰہی "ذلک خزی لہم فی الدنیا ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم" اس کے لئے یہ دنیاوی سزا کافی نہیں اور اسے آخرت میں اس سے زیادہ عذاب بھگتنا ہوگا۔

"واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین"

خبریں

مفتی اعظم فتح پور کا وصال

مفتی اعظم فتحپور حضرت مفتی عبد العزیز خاں صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) ۱۱ رمضان المبارک مطابق یکم جون ۱۹۸۵ء کو انتقال فرما گئے۔ حضرت علیہ الرحمہ بانیٔ دار العلوم جامعہ عربیہ ناگپور مفتی عبد الرشید خاں صاحب قدس سرہ العزیز کے برادر اکبر تھے اور دنیائے سنیت کے اکابر علماء میں انکا شمار ہوتا تھا۔ مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری نے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے ایصال ثواب کے لئے ازہری مسجد میں قرآن خوانی کرائی۔

مفتی اعظم کا تبلیغی دورہ

مفتی اعظم علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازھری برطانیہ کے کامیاب دورے اور عمرہ کرنے کے بعد وسط رمضان المبارک میں بریلی تشریف لائے بعد عید حضرت کا دورہ پھر شروع ہو گیا۔

۷ شوال سے ۲۳ شوال تک حضرت نے جھریا دھنباد۔ کلکتہ۔ آسنسول۔ برن پور کا کامیاب دورہ کیا۔ ہزاروں افراد حضرت کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

حج و زیارت کو روانگی

بریلی شریف سے انجمن اصلاح العوام کی جانب سے حج ٹور میں دس افراد۔ کلکتہ سے حضرت مولانا امین الدین صاحب اور صوفی عبد الرحمٰن صاحب کی قیادت میں گیارہ افراد حج و زیارت کو تشریف لے جا رہے ہیں۔

نیا گاؤں ضلع سہارن سے مسجد نگراں کمیٹی کے سکریٹری عبد الرحمٰن انصاری صاحب بھی حج و زیارت کو تشریف لے جا رہے ہیں۔

سوئے پروردگار رفت

شمالی مشرقی یو۔ پی کی عظیم دینی درسگاہ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کے منیجر (صاحبزادہ شعیب الاولیا علیہ الرحمہ) جناب مولوی فاروق احمد صاحب چشتی نے ۲۵ رمضان المبارک مطابق ۱۵ جون ۱۹۸۵ء کو ۴ بجے شام کے وقت داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سہارنپور میں اہل سنت کے دینی تعلیمی مرکز کی عمارت کے لئے زمین کی خریداری میں حصہ لیجئے

خاص سہارنپور کی سرزمین پر جامعہ غوثیہ رضویہ کے نام سے اہل سنت کے ایک عظیم دار العلوم کی بنیاد رکھدی گئی ہے۔ جامعہ کی عمارت کیلئے ایک لاکھ سولہ ہزار روپے میں ۴ بیگہ کے ایک قطعہ آراضی کا سودا بھی کرلیا گیا ہے جس میں سے مبلغ دس ہزار روپیہ بطور پیشگی ادا کر کے اس شرط پر بحق جامعہ غوثیہ رضویہ زمین کی رجسٹری بھی کرائی ہے کہ وہ لوگ ایک مقررہ مدت کے اندر باقی رقم ایک لاکھ چھ ہزار روپیہ جمع کر دیں گے۔

خاص سہارنپور میں اہل سنت کے دینی مرکز کے قیام کو جو اہمیت ہے وہ اہل حق سے پوشیدہ نہیں ہے اہل سنت کی مذہبی حس ذرا بھی بیدار ہو جائے تو مبلغ ایک لاکھ چھ ہزار روپیہ کی فراہمی ایک دن میں

میں ہو سکتی ہے۔
اپنی استطاعت کے مطابق بغیر کسی تاخیر کے مطلوبہ رقم بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ ڈرافٹ اس پتہ پر ارسال فرمائی جائے۔
حکیم سید محمد قادری چشتی صابری مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ معرفت خاندانی مطب خانعالم پورہ دہرہ روڈ سہارن پور (یو۔پی پن کوڈ۔ ۲۴۷۰۰۱)

بہارِ حدیث

صفحہ ۱۱ سے آگے

لیکن جب اس کی حسن نیت کا دنیا میں یہ اثر ظاہر ہوا جو اس حکایت سے صاف معلوم ہوا تو اولیائے کرام جو مجسم اللہ و رسول کی طاعت کی عملی تصویریں ہیں ان کے افعال حسنہ صلاح عالم میں کیسا دخل رکھتے ہوں گے وہ اس حکایت سے ظاہر ہے قرآن کریم کا ارشاد ہے ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض پ ۲

ترجمہ اور اگر اللہ لوگوں میں سے بعض سے بعض کو دفع نہ کرلے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے۔

روح البیان میں ہے اللہ اگر بعض کو یعنی ان لوگوں کو جو شر و فساد کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بعض سے یعنی دوسرے فریق سے جو ان کو اس سے پھیر دے اس برائی سے جس پر وہ قائم ہیں دفع نہ فرمائے تو ضرور زمین تباہ ہو جائے اور اس کے منافع باطل ہو جائیں اور اس کے مصالح یعنی کھیتی اور نسل اور تمام وہ اسباب جو زمین کو آباد رکھتے ہیں اور سنوارتے ہیں معطل ہو جائیں۔

(باقی آئندہ)

اعلان بسلسلہ پروگرام

اس سال شوال کے بعد سے پروگرام علاقہ وار دئے جا رہے ہیں۔ ہر ماہ صرف پندرہ روز پروگرام کیا جائے گا۔
بقیہ پندرہ دن بریلی شریف رہ کر کارِ افتاء و دیگر تصنیفی کام کئے جائیں گے۔
لہذا پروگرام لینے والے ضد اور عجلت سے کام نہ لیں پروگرامی خطوط کے جواب اسی لئے تاخیر سے دئے جا رہے ہیں۔
پروگرام کے لئے ایک سال قبل رابطہ قائم کریں پروگرام میں عدم شرکت کسی مجبوری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جس کی اطلاع بھی دیدی جاتی ہے اس کے لئے فقیر یا عزیزی عبد النعیم عزیزی ذمہ دار نہیں ہیں۔

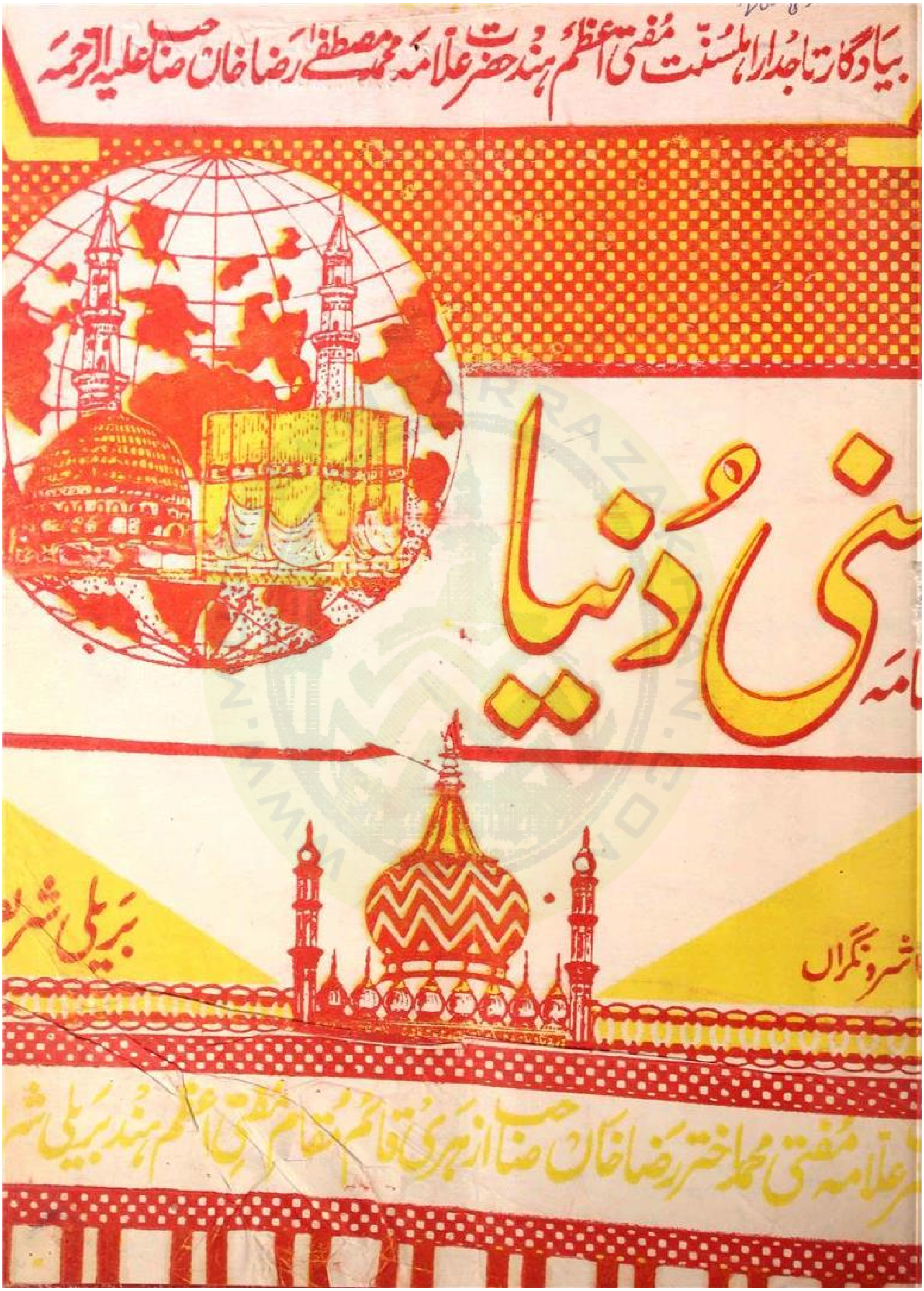
فقیر اختر رضا خاں ازہری
قادری غفرلہ

تصحیح نماز عید الفطر

ماہ جون کے رسالہ میں ترکیب نماز عید الفطر میں کتابت کی غلطی سے ترکیب نماز غلط چھپ گئی تھی درست فرمالیں۔
صحیح اسطرح ہے نیت کرنے کے بعد تکبیر کہکر ہاتھ باندھ لیں اور ثنا پڑھیں پھر دو مرتبہ کانوں تک لیجا کر تکبیر کہکر ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری بار تکبیر کہکر ہاتھ باندھ لیں۔ اور بطریق معہود ایک رکعت پڑھیں۔ دوسری رکعت کا طریقہ جو تھا وہی ہے۔

Sunni Dunia Bareilly

Regd No XL/// .7(82)Vol-3 Annual Subscription Rs.25-00
Per Copy Rs.2-50 JULY 1985 32 Regd P.O.No -157


بیادگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفے رضا خان صاحب علیہ الرحمہ
سنی دنیا
بریلی شر
اشر و نگراں
علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند بریلی شر

R.P No
B.R. 157

مرکز اہل سنت بریلی سے شائع ہونے والا مذہبی روحانی علمی و اصلاحی ترجمان

رجسٹرڈ پوسٹ نمبر بی آر ۱۵۷

بیادگار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بطفیل حضور مفسر اعظم علیہ الرحمہ

ماہنامہ سنی دنیا بریلی

سرپرست و نگراں
قائم مقام مفتی اعظم
علامہ اختر رضا خاں صاحب

نگراں و پرنٹر
مولانا منان رضا خاں
صاحب منانی

مدیر: عبد النعیم عزیزی ایم اے بی ۔ ایس سی (علیگ)

جلد ۳ | ذیقعدۃ الحرام ۱۴۰۵ھ مطابق اگست ۱۹۸۵ء | نمبر ۳۳

اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیجئے آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے ۔ براہ کرم سال آئندہ کے لئے دوبارہ زر تعاون ارسال فرمائیں ۔

سالانہ زر تعاون ۲۵/۰۰ غیر ممالک سے ۸۵/۰۰ بھارتی سکوں میں

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

مدیر / منیجر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران رضا نگر بریلی شریف

ناشر اختر رضا خاں طابع منان رضا خاں نے بریلی الیکٹرک پریس بریلی سے طبع کرا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا بریلی سے شائع کیا ۔

جھلکیاں

باب سخن

عبد النعیم عزیزی

پٹنہ سے میرے ایک کرم فرما مفتیِ اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ کے مرید خاص اور وہاں کی مختلف دینی و اصلاحی انجمنوں کے روحِ رواں جناب سید ولی الدین صاحب نے اپنے پیر طریقت اور فقیر کے مخدوم گرامی منزلت جانشین اعلیحضرت مفتیِ اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب کے نام ایک درخواست کی شکل میں ایک خط لکھا ہے جس میں درد وکسک بھی ہے اور شکوہ و شکایت بھی۔

وہ انھیں باتوں کا رونا روئے ہیں جنکا رونا یہ فقیر ماہنامہ سنی دنیا کے گذشتہ شماروں میں خود رو چکا ہے اور رو دھوکر خاموش ہو چکا ہے لیکن کہیں سے بھی اشک شوئی کا سامان نہ ہوا سید صاحب نے فصیح البیان اور طلیق اللسان مقررین اور خطباء کے کہنے "اور کرنے" پر بھی تبصرہ کیا ہے اور گھبرا کے یا جھنجھلا کے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ ہائے زبان کے پوجی تینوں کا یہی حال ہے ؎

"گفتار کے غازی بن تو گئے کردار کے غازی بن نہ سکے"

دوسری طرف انھوں نے باطل پرستوں کی عیاری اور ہر محاذ سے سنیوں پر حملے اور ان کو اپنے جھوٹے اخلاق و آدرش تعلیم و تربیت لٹریچر و میٹھی باتوں کے دام میں پھانس کر گمراہ کر دینے والی گھس بیٹھ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے مسلک اعلیحضرت یعنی مسلک حق سنیت یا اسلام کی سچائی پر بھی لکھا ہے اور اخیر میں حضرت سے یہ جواب بھی طلب کیا ہے کہ آخر سنی کبتک شُن رہیں گے۔ جلسے، جلوس۔ کانفرنسیں۔ دھوم دھڑا کے۔ چندہ کا دھندا۔ دھواں دھا تقریریں۔ جھوٹے پیروں اور تعویذیوں کی عیاری اور اُن کے ذریعے مسلمانوں کا استحصال کبتک جاری رہے گا۔

آخر حضرت اِن باتوں کا جواب کیا دیں۔ آنواں کا آنواں ہی بگڑا ہوا ہے اس کے لئے علماء اور عوام دونوں ذمہ دار ہیں۔ دونوں کے تال میل سے بھی مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ عوام صحیح علماء کو پہچانیں اور علماء ہی کو اپنا قائد اور امام جانیں اور مانیں نیتاؤں اور سیاست دانوں کو نہیں۔

اس کے لئے سچے قائد کی ضرورت ہے۔ اور ضرورت ہے قربانی کی۔

"ق" کے بغیر کچھ نہ ہوگا۔

حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب نہ تو سیاستداں ہیں اور نہ لیڈر اور نہ ہی انھیں قیادت کا دعویٰ ہے ہاں وہ سچے روحانی اور دینی رہنما ضرور ہیں لیکن آج لوگ دست بوسی تو کر لیتے ہیں نہ دین یا دنیا کسی بھی معاملہ میں حکم نہیں مان سکتے تو اب ڈنڈے کے زور پر جیسے منوایا جائے اس کے لئے مِنّتیں درکار ہیں۔ ہاں سبھی حضرات مل کر بیٹھیں اور سچے دل سے اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہو جائیں، تو پھر یہ رونا ختم ہو جائیگا اور مسلمان پھر سرفراز و کامیاب ہوگا اور اس کی عظمت رفتہ لوٹ سکتی ہے۔

نعتیہ رباعی

امام اہلسنت اعلیحضرت علیہ الرحمہ

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولیٰ
عقبیٰ میں نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ
بیٹھوں جو درِ پاکِ پیغمبر کے حضور
ایمان پہ اس وقت اٹھانا مولیٰ

کلامِ امام

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضائے خدا اور رضائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

زہے عزت و اعتلائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
کہ ہے عرشِ حق زیرِ پائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

مکاں عرش اُن کا فلک فرش اُن کا
ملک خادمانِ سرائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر
خدائے محمد برائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

محمد برائے جنابِ الٰہی!
جنابِ الٰہی برائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

بسی عطرِ محبوبیٔ کبریا سے
عبائے محمد قبائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ہم عہد باندھے ہیں وصلِ ابد کا
رضائے خدا اور رضائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

دمِ نزع جاری ہو میری زباں پر
محمد محمد خدائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گِروں کا سہارا عصائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

میں قرباں کیا پیاری پیاری ہے نسبت
یہ آنِ خدا وہ خدائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

محمد کا دم خاص بہرِ خدا ہے
سوائے محمد برائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں بہرِ لقائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

جلو میں اجابت خواصی میں رحمت
بڑھی کس تزک سے دعائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ضیائے قرآن

حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ

بہ تحقیق رشد بخوبی واضح ہو چکا - غی (بدبختی کی راہ شقاوت کی راہ - گمراہی) تو جو ایمان لائے اللہ پر انھوں نے کفر کیا طاغوت سے (شیطان سرکش سے) تو انھوں نے بہ تحقیق پکڑا عروۃ وثقیٰ کو کہ اس کو چھوٹنا نہیں ہے - اور وہ خدا تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے -

قرآن شریف کی صفت مثانی بھی ہے جیسا خود قرآن میں بھی آیا ہے اس کے معنے ہیں دوہرے معنے والا - یعنی کہ توحید کے ساتھ ساتھ رسالت اور نبی کا بیان بھی -

ایک ہوتا ہے مفہوم مخالف - یعنی ادب کے بیان کے ساتھ بے ادبی کا ذکر بھی - بدی کے بیان کے ساتھ اچھائی کا ذکر بھی - جس سے توضیح تو خوب ہو جاتی ہے

ھُوَ الَّذِیْ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْكِتٰبِ مَثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ -

"وہی ہے (اللہ) جس نے احسن کتاب (قرآن) اتاری دوہرے معانی والی - رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس سے اُن لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے"

جو ڈرتا ہے اپنے رب سے اُن کو قرآن کہتا ہے متقی تقوے والا - جیسے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى

بیشک وہ لوگ، جو آواز پست کرتے ہیں رسول اللہ کے نزدیک (ادب سے) یہی وہ لوگ ہیں جن کا امتحان کر لیا ہے اللہ نے کہ ان کے دلوں میں ڈر ہے پروردگار کا"

وہی اہل ادب متقی تقوے والا - مثانی قرآن کا یہ معنے سمجھ رہا ہے کہ حمد رب کے ساتھ ساتھ نعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان جیسے صلوٰۃ کہ دو معانی ہیں - نماز اور درود شریف - نماز کے معنی میں عبادت رب کے

ساتھ مختص ہے ۔ کیونکہ قرآن شاہد ہے ۔ وَلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۔

اور درود کے معنی ہیں یہ آیت ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اور حدیث کی تاویل ہے ۔ شفا شریف میں وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ (میری آنکھوں کی ٹھنڈک صلوٰۃ میں رکھی گئی یعنی نماز میں کہ میرے رب کی عبادت ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک صلوٰۃ میں رکھی گئی یعنی درود میں رکھی گئی جو اللہ اور فرشتے اور مومنین میرے اوپر بھیجتے ہیں ۔

اس تمہید کے بعد یہ آیات قرآنی پڑھیے ۔ بلکہ پورا رکوع اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ۔ مُّذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ ۖ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ ۔ وَلَا تَجِدَ لَهُمْ سَبِیْلًا ۔

بے شک منافقین دھوکا دیا چاہتے ہیں اللہ کو ۔ اور اسی اللہ نے ان کو دھوکے میں ڈالا ہے (منافق کی شان یہ ہے کہ وہ دھوکہ دیا چاہتے ہیں اللہ کو مسلمانوں کو ۔ منافق کے دھوکے میں نہیں آنا چاہیے ۔ منافق بڑا دھوکہ باز ہے اپنی عبادت سے اپنی توحید سے اور حمد باری سے ایسا ارادہ کر رہا ہے کہ رب تعالیٰ کو بھی دھوکا دیدے حالانکہ وہ علام الغیوب ہے) اور اسی نے انھیں دھوکے میں ڈال دیا ہے تو مسلمان منافق کے دھوکے میں نہ آئیں اور ہوشیار رہیں ۔

بے شک منافق اللہ کو دھوکہ دیا چاہتے ہیں جب کھڑے ہوں نماز کے لئے صلاۃ کے لئے ۔ درود شریف کے لئے قَامُوْا كُسَالٰى ۔ تو کھڑے ہوں سستی سے ۔ (یعنی دل سے نہیں) ریاءً ۔ دکھاوا لوگوں کے لئے ۔ اور نہیں یاد کرتے ہیں خدا کو مگر بہت تھوڑے (درود شریف ذکر الٰہی ہے اَللّٰھُمَّ سے شروع ہے) نہ ادھر کے اور نہیں ادھر کے ۔ نہ اللہ کے نہ رسول کے (دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا) تنبیہ قرآن یاد رہے کہ منافق جب کھڑا ہوتا ہے درود کے لئے تو بہت بے دلی سے کھڑا ہوتا ہے اور وہ بھی ریاءً ۔

اور منافق کی تعریف اسی پر شاہد ہے کہ قرآن میں آیا ہے اے محبوب تیرے پاس منافق آئیں گے اور کہیں گے کہ ہم گواہی دیتے ہیں آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں ۔ اور انھیں منافقوں کا بیان ہے کہ رسول پر درود نہیں پڑھتے اور تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوتے اور ہوتے بھی ہیں زبردستی سے ۔ ریاءً دکھاوا تعظیم کے لئے نہیں نعوذ باللہ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لئے ۔ بے چارے قیدی ۔ بندی ہیں دیو کے ۔ جب ہی تو ہاتھ لیس لیشت باندھے ہیں یا رسول اللہ سے لڑنے کے لئے آئے ہیں جب ہی تو ہاتھ پہلوانوں کی طرح سینے پر ہیں ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۔ (بے شک جو لوگ

اے محبوب تمہیں پکارتے ہیں حجروں کے پرے سے (بے ادبی سے) ان میں سے اکثر بے عقل ہیں

یہ آیا مفہوم مخالف کا بیان کہ باادب متقی ہے خوف خدا رکھتا ہے اور بے ادب بے عقل ہیں مفہوم مخالف جب ہی ہوتا جب یہ فرماتا بے ادب شان رسول میں غیر متقی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرمایا کہ بے عقل ہیں۔ یعنی ان کی بے عقلی کی صفت کا ذکر کیا جب کہ مفہوم مخالف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے ادب ہیں غیر متقی ہیں۔ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں ؎

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

مفہوم مخالف سے اپنے آپ یہ معلوم ہوا۔ تو خدائے تعالیٰ نے منافق کی دوسری صفت کا ذکر کیا ہے۔ بے عقل یہ ہے قرآن کی فصاحت بلاغت۔ اور اختصار اور حشو و زائد سے پاک ہونا۔ تھانوی نے کہا ہے الافاضہ میں کہ بدعتی کے معنے ہیں باادب۔ بے ایمان۔ اور اور وہابی ہوتا ہے باایمان بے ادب اے واہ رے بے ادب ؏ جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے" ہے تو یہ جو قرآن مجید نے فرمادیا اَکْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ کہ یہ بے ادب اُن میں اکثر بے عقل ہیں جب ہی تو اُس بے عقل نے یہ لکھا کہ بدعتی ہوتا ہے باادب بے ایمان۔ اے اور بے ایمان۔ ایمان نام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا۔ جب ہی قرآن فرماتا ہی اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ بے شک اللہ کے نزدیک بدترین جانور وہ ہیں جو گونگے اور بہرے اور بے عقل ہیں۔

مفہوم مخالف تو اپنے آپ ہی تعین کر دیتا ہے مخالف سمت کا اور قرآن شریف اس کی صفات کا بیان کرتا ہے۔ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغَاوِيْنَ۔ اور جنت قریب کردی گئی متقین کے لئے۔ اور دوزخ سامنے کردی گئی غاویوں کے لئے"

کہا جا چکا کہ متقی صفت ہے باادبوں کی اب چونکہ یہاں غاوی کے بمقابلہ آئی۔ لہٰذا غاوی گمراہ بے ادب ہوا۔ کبھی اس کو بے عقل کہا ہے اور کبھی غاوی۔ گمراہ

اور مفہوم مخالف اس کا تعین کرتا ہے کہ وہ بے ادب ہے۔ اور قرآن دوسری صفات کا ذکر کرتا ہے دوزخی ہے۔ بے ایمان ہے۔ گمراہ ہے غاوی ہے۔

غاوی قرآن میں متقی کے مقابلے میں فرمایا گیا ہے تو مفہوم مخالف ہوا۔ بے ادب اور متقی اور تقوےٰ جس آیت میں فرمایا گیا ہے سورۂ حجرات میں اس کے متصل فرمایا گیا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

تو اوپر کی آیت میں مومنوں کی تعریف ہے بر بنائے ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اس آیت میں جو نجدی وفد بنی تمیم کے کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان کی بے ادبی کا ذکر کیا گیا اور اس آیت میں تو بے عقل کہا گیا اور دوسری آیت میں بے ادب کو غاوی کہا گیا۔

تو غاوی غوا سے ہے غیّ مصدر ہے۔ یہ صیغہ نہایت اہم ہے۔ اس کی توضیح تو ہوچکی ہے۔ مگر یہ قرآن ہے قرآن وہ بیان ہے کہ جس کا بیان نہیں۔ بلعم باعور کے بارے میں جو آیات اتریں ان میں بھی یہ صیغہ موجود ہے۔ بلعم باعور کے بارے میں ہیں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور مولانا روم جیسے عارف باللہ لکھتے ہیں کہ ابلیس اور بلعم باعور نے بہت عبادت کی مگر محبوب خدا کی تعظیم کو نہیں جھکا اس کی عبادت کچھ کام نہیں آئی۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۔

اے نبی (مخبر غیب) ان کو وہ نبا (خبر غیب) ان کو وہ نبا (خبر غیب) ان کو وہ نبا (خبر) پڑھ کر سنا۔ اس کی خبر (نبا) جس کو ہم نے اپنی آیات دیں (نشانیاں مثلاً اجابت دعا) تو وہ صاف ان سے نکل گیا (اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بد دعا کی اپنی قوم کے کہنے سے حالانکہ وہ خوب جانتا تھا کہ وہ نبی ہیں اس کے لئے واجب التعظیم ہیں) تو اس کے پیچھے شیطان نجدی لگا تو وہ ہوگیا ہے غاویوں میں سے (بے ادبوں سے) کمثلہ مثل الکلب تو اس کی مثال کتے کی طرح ہے کہ زبان تو نکالتا ہے یعنی لا الہ الا اللہ تو کہتا ہے اور مسیح و موسیٰ اور محمد علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کا نام نہیں لیتا۔

ہم نے نہایت اختصار سے غاوی کا بیان کر دیا۔

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ فاتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا۔

پھر اس کے بعد ناخلف پیدا ہوئے تو انھوں نے صلوٰۃ (درود شریف کو) چھوڑ دیا اور اپنے نفس کی پیروی میں لگ گئے۔ پس وہ پڑیں گے غیّ میں۔

غیّ ایک طبقہ ہے دوزخ کا۔ کہ دوزخ ستر مرتبہ روزانہ اس سے پناہ مانگتی ہے۔ نہایت بدبودار عذاب ہے۔ ناپاکی سے بھرا ہوا۔

آیت میں غیا آیا۔ محل نصب چار حرف حاصل ہوئے۔ ترتیب وار غ۔ ی۔ ی۔ ا۔ اس کے نیچے ہم نے اکائی کے عدد لکھ دیئے ہیں کیونکہ صفر کا کوئی عدد نہیں ہے۔ لہذا محذوف ہوا۔

۱۱۱۱ گیارہ سو گیارہ حاصل ہوئے یہی تاریخ پیدائش غاوی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ

واتل علیھم نبا الذی اور تلاوت کرو ان پر اس شخص کی کہ جس پر ہماری آیات اتریں۔ (نشانیاں) پھر وہ صاف نکل گیا یعنی ان آیات پر عمل نہیں کیا۔ بلکہ خلاف آیات عمل کیا جس طرح متکبر کہتے ہیں ھؤلاء رجال ونحن رجال۔ وہ بھی بشر ہیں اور ہم بھی بشر ہیں۔ خدا پرستی اور توحید کی دھن ہیں رہا۔ اور محبوب خدائے تعالیٰ کا مرتبہ نہ پہچانا۔ ایسے موحدوں کی ناک کاٹ لی جاتی ہے۔ تو اس کے پیچھے شیطان لگا۔ نجدی لگا تو وہ ہوگیا غاویوں میں سے یعنی بے ادبوں سے اور گمراہوں سے اور گمراہوں سے۔ تو غاوی کا ترجمہ ہے۔ بے ادب

؎ بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد۔ غاوی خود ہی کو نہ تنہا رکھتا ہے بد بلکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ سب بے ادب ہوجائیں۔

تو غیّ کے معنی معلوم ہوئے۔ بے ادبی۔ بدنصیبی۔ شقاوت۔ گمراہی اور یہاں آیا ہے رشد کے مقابلہ میں۔ رشد۔ رشاد۔ مصدر اور اس سے مرشد اور ارشاد ہے۔ یہ مفہوم مخالف ہے غی کا معنے ہوئے باادب۔ باتمیز۔ سعید اور غی سے مغوی ہے اور رشد سے مرشد ہے قد تبین الرشد من الغی بہ تحقیق خوب واضح ہو گیا۔ رشد۔ غی سے (ادب بے ادبی سے)

دلائل سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے جو مذکور ہوئی۔ تو رشد غی کی ضد ہے۔ یہی بات کافی ہے کہ مفہوم مخالف کے معنے ہوئے ادب محبت ہمارے پاس دلائل کے ہیں ہیں۔ یہی کیا ہیں۔ ایک دلیل (مفہوم مخالف) مولانا روم لکھتے ہیں۔

بندۂ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم را بخواں قل یا عباد

اپنا بندہ کہکر احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رشاد میں تمام عالم کو پکارا ہے آیت قل یا عبادی میں" یعنی احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم ارشاد و ہدایت میں عالم کو اپنا بندہ کہہ کر ندا کی ہے۔ تو رشد ارشاد غلامی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہی ادب ہے۔ یہی راہ ہدایت ہے۔ یہ سب مرشدوں کی تعلیم ہے۔ مغوی بے ادب اغوا کرتا ہے بندگان رسول کو اپنی بندی میں اسیر کر لیتا ہے کیا یہی بہتر توجیہ ہے۔ تعبیر ہے یہاں اغوا کی کہ بندگان رسول کو اغوا کرتا ہے۔ لیکر بھاگ جاتا ہے اور دیو۔ بندی بناتا ہے یعنی اپنا بندہ بناتا ہے

اور مرشد ہے مغوی کے مقابلے میں۔ تو مرشد کامل وہ ہے جو کھلم کھلا مغوی کا مقابلہ کرتا ہے کیونکہ وہ تو مغوی کے مقابل ٹھہرا اور صلح کلی اور جو مقابلہ نہیں کرتا وہ مرشد کیسے ہو سکتا ہے برعکس نام زنگی کافور کا مصداق ہے۔

تو بریلوی صحیح معنوں میں مصداق ہے ارشاد و ہدایت کا۔ بحمد اللہ احمد رضا خاں نام اہل سنت کے مرشد برحق ہیں اور ہم وارث۔ اُن کے عوام کو صحیح معنوں میں ارشاد و ہدایت کرتے ہیں۔ اور مغوی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ مغوی مردود کا رد کرتے ہیں۔ یہ ہے ارشاد مرشد

وَمَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ وَلِیًّا مُّرْشِدًا

اور اللہ جس کو ہدایت کرے تو وہی سیدھے راستے پر ہے اور جسے وہ گمراہ کردے تو تو نہ پائیگا اُس کے لئے کوئی ولی۔ (ولی اللہ) اور مرشد۔ جو (اسے ہدایت کرے)"

جب وہ رشد کو رشد سمجھتا ہی نہیں تو رشد اور رشد کامل سے یعنی اعلیحضرت محروم ہو گیا جس نے غی کو ہی مرشد سمجھا ہو تو اس کی بدنصیبی کا کیا کہنا۔ اور مغوی کو مرشد سمجھتا ہو یہی بات اُس کی نادانی پر اور بے عقلی پر گواہ ہے۔ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْن

فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ۔

پس جو کفر کرے نجدی بے ادب سے کہ توہین رسول اور بے ادبی رسول کا داعی ہے اور ایمان لائے اللہ پر جو خود نعت رسول کو بیان کرتا ہے اور لغت رسول سے راضی ہے جو خود درود سلام بھیجتا اور خود ہمہ عظمت رسول کا اہتمام رکھتا ہے اور اپنے بندوں کو وہی حکم دیتا ہے کہ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْما

بہارِ حدیث

(ادارہ)

قسط ۲

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایک قول یہ ہے کہ اگر اللہ عام مسلمانوں اور ابرار (صلحا) کے ذریعہ کافروں اور فاسقوں کی بلائیں دور نہ فرمائیں تو زمین اور اس میں بسنے والے ضرور تباہ ہو جائیں۔ لیکن اللہ مومن سے کافر اور صلح سے فاجر کی بلا بھی دفع فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بیشک اللہ نیک مسلمانوں کے سبب اس کے گھر والوں اور اس کے پڑوسیوں میں سے سو کی بلاؤں کو دور فرماتا ہے" آیتِ کریمہ۔ معلوم ہوا کہ نظام عالم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عام مسلمانوں کو بھی سبب بنایا ہے تو اولیائے کرام کا درجہ تو بہت بلند ہے بالجملہ اللہ تبارک وتعالیٰ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس کی طاعت دارین کی صلاح و فلاح کی موجب ہے اور اس کی معصیت دنیا و آخرت میں خرابی کا سبب ہے اور طاعت میں بڑا دخل خلوص نیت کو ہے اس لئے سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔ الاعمال بالنیات یعنی اعمال بارگاہ الوہیت میں بغیر اخلاص نیت کے مقبول اور معتبر نہیں ہوتے اکثر روایات میں حدیث انہیں الفاظ سے مروی ہے اور یہ الفاظ حدیث کے مشہور ترین الفاظ ہیں اور ایک روایت میں الاعمال بالنیات وارد ہوا ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ نے اپنی مسند میں اس حدیث کو اسیطرح روایت فرمایا (مرقاۃ ملا علی قاری) اور بعض روایات میں الاعمال بالنیۃ اور بعض میں العمل بالنیۃ فرمایا اور ان تمام عبارات کی مراد ایک ہے اور وہ یہ ہے دل یا بدن کا کوئی عمل اخذ و ترک قول و فعل عبارات و عادات بغیر نیت کے نامقبول و نامعتبر ہیں اور اس پر ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ پھر اعمال دو قسم ہیں مقصود لذاتہ جیسے نماز وغیرہ عبادت بدنی و مالی اس قسم میں بغیر نیت صحیحہ کے جب ثواب نہ ملے گا یہ عمل صحیح بھی نہ ہوں گے۔ اب دوسری قسم وہ عمل ہے جو دوسرے عمل کا وسیلہ ہو جیسے وضو بلا نیت جائز ہے اور اس وضو سے نماز درست ہوگی اور یہی ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔

فائدہ:۔ وضو میں نیت سنت مؤکدہ ہے جس کا ترک موجب اساءت و ملامت ہے اور اس کی عادت گناہ ہے (فتاویٰ رضویہ درمختار وغیرہ)

اور دوسرے ائمہ کے نزدیک وضو بلا نیت درست نہیں اور ایسے وضو سے نماز درست نہ ہوگی۔ اور حق اس مسئلہ میں اور ہر مسئلہ میں ہمارے

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ قرآن عظیم نے وضو کا حکم مطلق دیا اور نیت کی قید نہ لگائی اور اصول کا قاعدہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہے گا۔ اور حکم فرع کی تحصیل پر حصول ثواب کے لئے ضرور نیت کی حاجت ہے اور یہی ہمارا مدعی ہے جو شافعیہ کی اس تقریر سے ثابت ہے ولِلّٰہ الحمد پھر یہ تقریر جس طرح ترک میں جاری ہے اسیطرح ہر فعل میں جاری ہو سکتی ہے تو لازم کہ نیت سرے سے کہیں بھی شرط نہ ہو بالجملہ حدیث کا محل صحت قرار دیجیے تو وہ مطرد و جامع ہیں کماہ یخفی اسی سے شافعیہ نے اعمال کے ترک کو مستثنیٰ قرار دیا اور ثواب کو محمل بنایئے جیسا کہ حنفیہ نے کیا تو وہ بلاشک ایسا جامع ہے کہ ہر صورت کو شامل ہے وللہ الحمد اور یہ حدیث جس طرح اعمال میں نیت کے معتبر ہونے پر دلالت کرتی ہے اسیطرح مختلف اوقات میں عبادتوں کے تعین پر بھی دلالت کرتی ہے

تو معلوم ہوا کہ آدمی کو لازم ہے کہ وہ نماز وغیرہ جس عبادت فرض یا نفل کا قصد کرے اسکو معین کرے مثلاً ظہر عصر وغیرہ اور یہ کہ اعتبار اس کی نیت کا ہے نہ اس کا جو بلیساختہ زبان پر جاری ہوجائے تو اگر ادا پڑھ رہا ہے اور قضا کہا تو ادا ہی ہوگی اور قضا پڑھ رہا ہے اور ادا کہا تو ادا ہی ہوگی اور اعداد رکعت کی تعیین یوں واجب نہ ہوئی کہ عبادت کی تعیین تعین عدد سے منفک نہیں ہو سکتی اور نیت کے مشروع ہونے کی حکمت یہ ہے کہ عبادت عادت سے ممتاز ہو جائے اور عبادت کے مختلف مراتب ایک دوسرے سے متمیز رہیں۔ یہاں یہ بات بھی معلوم رہے کہ

نیت دل کا کام ہے اور قلب کے ارادے کا نام ہے تو زبان سے کہنا لازم نہیں اور اگر زبان سے کہے اور دل غافل ہو اور ارادے سے خالی ہو تو اعتبار نہیں ہوگا اور اگر بالفرض دل میں نیت ہو اور زبان پر اصلا نہ آئے یا جو نیت ہو اس کے برخلاف جاری ہو تو کچھ نقصان نہیں تاکہ زبان دل کے ساتھ موافق ہو اور ظاہر باطن کے ساتھ مطابق ہو اور نیت کا دل میں استحضار اور اس کا تدبر آسان ہو۔ اور مفید اپنی قید پر جاری ہوگا اور ظاہر ہے کہ حدیث کا مفہوم محتمل ہے۔ حکم اخروی یعنی ثواب اور حکم دنیوی یعنی صحت دونوں کو محتمل ہے۔ ہمارے ائمہ کرام نے حدیث کو حکم اخروی یعنی ثواب پر محمول فرمایا مطلب یہ کہ اعمال کا ثواب نیتوں پر موقوف ہے اور شافعیہ وغیرہم نے صحت پر محمول فرمایا یعنی اعمال بغیر نیت کے نادرست ہیں اس لئے وہ وضو میں نیت کے شرط ہونے کے قائل ہوئے تو جب حدیث دونوں معنی کی محتمل ہے اور کوئی معنی اس کا قطعی محل نہیں تو حدیث کا مفہوم ظنی ہوا اور ظنی سے مفہوم کتاب پر کہ قطعی ہے۔ یہ زیادتی جائز نہیں۔ لہذا ائمہ حنفیہ وضو میں نیت کے شرط ہونے کے قائل نہ ہوئے کہ ازالہ نجاست (کہ از قبیل ترک ہے) میں بھی نیت کے شرط ہونے کے قائل ہوں مگر یہاں وہ اس کے قائل نہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ وہ افعال جو ترک کے قبیل سے ہیں ان میں نیت ضروری نہیں جس سے صاف ظاہر کہ وہ اعمال کے عموم سے ترک کو مستثنیٰ جانتے ہیں اور اس کا استثنار محتاج دلیل ہے اور ہماری تقریر سے ظاہر کہ ہمارے ائمہ کے نزدیک ہر فعل ترک حصول ثواب میں نیت کا محتاج ہے اور اعمال مقصودہ لذاتہٖ کی صحت بھی

نیت پر موقوف ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ" ترجمہ: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے۔ (کنزالایمان)

اور شافعیہ کا یہ کہنا کہ ازالۂ نجاست میں نیت اس لئے شرط نہیں کہ وہ ترک کے قبیل سے ہے جیسے زنا کہ زنا کا ترک سقوط عذاب میں نیت کا محتاج نہیں اور ترک زنا تحصیل ثواب میں نیت کا محتاج ہے اسیطرح نجاست کا ازالہ نیت کا محتاج نہیں (طہارت کے لحاظ سے) اور حکم شرع کی تحصیل پر ثواب کے لحاظ سے اس میں بھی نیت کی حاجت ہے (علامہ مناوی) ہمیں کچھ حضر نہیں بلکہ یہی بات مسئلہ وضو میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ وضو میں نیت کی حاجت ترک وضو پر سقط عقاب (عذاب) کے لئے نہیں۔

ہے۔ کمال اہتمام سے۔ کمال ادب سے۔ یہ بشارت ہے حسن خاتمہ کی کہ ایمان پر اُس کا خاتمہ ہوگا۔ اور اللہ سنتا ہے نعت نبی کو مومن سے اور توہین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بندگان دیو سے۔ اور علیم ہے یعنی دلوں کا حال جانتا ہے کہ دلوں میں کیا ہے۔ تو منافق کے دل میں اللہ کو خوب معلوم ہے کہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبانی ہے اور دل میں بے ادبی ہے۔ تو زبان سے کہنا کام نہیں آیا جبتک دل میں نہو ادب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور مومن کے دل میں کیا ہے تو اللہ کو خوب معلوم ہے کہ اِمْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی کہ اللہ تعالیٰ نے آزمائش کرلی مومنوں کی کہ ان کے دلوں میں ادب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو اللہ پر ایمان ہرگز مقبول نہیں جبکہ طاغوت کے ساتھ کفر نہ ہو۔

ضیائے قرآن

(صفحہ ۱۰ سے آگے)

وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ میرے نبی کی تعظیم کرو اور توقیر کرو اور درود وسلام پڑھو۔ پس اس نے پکڑا عروۃ وثقی کو اور عروۃ وثقی نام ہے اللہ کے محبوب کا (صلی اللہ علیہ وسلم)

پس وہ جو کفر کرنے کی بات نہ مانے شیخ نجدی کی اور اللہ کی بات (حکم) مانے پس اُس نے پکڑا دامن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

لَا انْفِصَامَ لَھَا۔ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ

اس سے چھوٹنا نہیں کہ وہ مضبوط سیڑھی ہوتی ہے۔ اور اسے اُس کی قدر بھی ہے کمال محبت

رویت ہلال پر ایک اہم فتویٰ

صفحہ ۲۰ سے آگے

نہ اس کی خبر پر اعتماد ہوگا کہ قاضی کے کارندہ کی خبر شہادت یا قضائے قاضی کی طرح حجت ملزمہ ہے اور غیر مسلم اہل الزام نہیں قال تعالیٰ وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا ہاں اس وقت ریڈیو قبضۂ مسلم میں ہو کہ ہر وقت اعلان ہوسکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۳۔ ذوالقعدہ ۱۴۰۵ھ

کلامِ حسن

استاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں حسن علیہ الرحمہ

اِن آنکھوں کے قربان جنھیں تو نظر آیا

قبلہ کا بھی کعبہ رُخِ نیکو نظر آیا
کعبہ کا بھی قبلہ خمِ ابرو نظر آیا

محشر میں کسی نے بھی مری بات نہ پوچھی
حامی نظر آیا تو اِک ابرو نظر آیا

پھر بندِ کشاکش میں گرفتار نہ سمجھے
جب معجزۂ جنبشِ ابرو نظر آیا

اُس دل کے فدا جو ہے تری دید کا طالب
ان آنکھوں کے قربان جنھیں تو نظر آیا

سلطان و گدا سب ہیں ترے در کے بھکاری
ہر ہاتھ میں دروازے کا بازو نظر آیا

سجدہ کو جھکا جائے براہیم میں کعبہ
جب قبلۂ کونین کا ابرو نظر آیا

بازارِ قیامت میں جنھیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا خریدار ہمیں تو نظر آیا

محشر میں گنہگار کا پلہ ہوا بھاری
پلہ پہ جو وہ قربِ ترازو نظر آیا

یا دیکھنے والا تھا ترا یا ترا جد یا
جو ہم کو خدا بین و خدا جو نظر آیا

شل ہاتھ سلاطیں کے اُٹھے بہرِ گدائی
دروازہ ترا قوتِ بازو نظر آیا

یوسف سے حسیں اور تمنائے نظارہ
عالم میں نہ تم سا کوئی خوش رو نظر آیا

فریادِ غریباں سے ہے محشر میں وہ بیچین
کوثر پہ تھا یا قربِ ترازو نظر آیا

تکلیف اُٹھا کر بھی دعا مانگی عدو کی
خوش خلق نہ ایسا کوئی خوشرو نظر آیا

ظاہر ہیں حسن احمدِ مختار کے معنی
کونین میں سرکار کا قابو نظر آیا

رویت ہلال کے سلسلہ میں

ایک اہم فتویٰ

مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ الکرام اجمعین بعد حمد وصلاۃ کے معروض ہے کہ فقیر سراپا تقصیر غفر لہ القدیر کی نظر سے شاہ عون احمد صاحب پھلواروی کا فتویٰ متعلق رویت ہلال کی خبر اور ریڈیو کے ذریعہ اعلان کی بابت گزرا۔ اس فتوی کو ارشادات فقہاء سے بیگانہ اور طرفہ تناقض اور فقہاء کی طرف بعض ایسے امور کی نسبت پر مشتمل پایا جن کا نام ونشان ان کی تصانیف میں نہیں شاہ صاحب مذکور سے سوال ہوا جو درج ذیل ہے ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ خبر دینے والے کے لئے کہ فلاں مولانا نے یا فلاں ادارے نے عید کے چاند کا اعلان کر دیا ہے مسلمان ہونے کی شرط ہے کہ نہیں ۔ اگر اسی طرح کی خبر کوئی غیر مسلم دے تو مسلمانوں کو اس خبر پر عید منانا شرعاً جائز ہوگا یا نہیں ۔ دلائل شرعیہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں ۔ سائل محمد مقیم احمد جھریا ضلع دھنباد ۔ شاہ صاحب مذکور نے اس کا جواب دیا جو درج ذیل ہے ۔

الجواب ھو الموفق للصواب ۔ صورت مسئولہ میں محض یہ خبر دینے والا کہ فلاں مولانا یا فلاں ادارے نے چاند کا اعلان کر دیا ہے اس کے لئے مسلم معتمد کی شرط ہے ۔ لیکن جو صورت ریڈیو کے اعلان کی ہے وہ محض خبر کی نہیں ہے بلکہ کسی ذمہ دار ادارہ یا ہلال کمیٹی یا جماعت علماء کے فیصلہ کی اطلاع اور اعلان ہوتا ہے اور اس میں یہ بات پہلے معلوم ہوتی ہے کہ اس طرح کا اعلان ہونے والا ہے تو جس طرح توپ کی آواز اور ڈھنڈورچی کے اعلان پر فقہائے کرام صوم وافطار جائز قرار دیتے ہیں یہاں اعلان میں بھی جائز ہوگا ۔ حوالہ کے لئے دیکھئے شامی ج ۲ ص ۱۰۶ ہاں ریڈیو کا اعلان سنکر ہر شخص کو بطور خود اس پر عمل کرنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ ریڈیو سننے والوں کا فرض ہے کہ مقامی ذمہ دار علماء کی طرف رجوع کریں اور ان کے فیصلہ پر عمل کریں کیونکہ شرعی طور پہ یہ مسئلہ انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہے ۔

المجیب
عون احمد القادری غفر اللہ لہ ۔ خانقاہ پھلواری شریف
۷ شوال ۱۴۰۵ھ

اب ہمارا روئے سخن شاہ صاحب مذکور کی طرف ہے ۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ آنجناب نے جو فرمایا کہ صورت مسئولہ میں محض یہ خبر دینے والا کہ فلاں مولانا یا فلاں ادارے نے چاند کا اعلان کر دیا ہے اس کے لئے مسلم معتمد کی شرط ہے ۔ ۱ اس خبر دینے والے

کی یہ خبر دوسرے شہر کے لئے معتبر ہوگی اور اس کی خبر سے رویت ثابت ہوگی یا اسی شہر کے لئے معتبر ہوگی جس میں رویت ہوئی یا وہاں کے قاضی نے بہ طریق شرعی چاند ہو جانے کا حکم کیا

۲۔ اگر مراد تقدیر اول ہے یعنی اس خبر سے دوسرے شہر میں رویت ثابت ہوتا تو اس پر کیا دلیل ہے کتب مستندہ فقہ سے بیان کیجئے

۳۔ ہم یہاں چند عبارتیں تحریر کرتے ہیں جو آپ کے دعوی کے خلاف ہیں چنانچہ عالمگیریہ میں ہے

انما یلزم الصوم متأخری الرؤیة اذا ثبت عندہم رؤیة اولئک بطریق موجب حتی لو شہد جماعة ان اہل بلدة قد راوا ہلال رمضان قبلکم بیوم فصاموا وہذا الیوم ثلاثون بحسابہم ولم یر ہؤلاء الہلال لا یباح فطر غد ولا یترک التراویح فی ہذہ اللیلة لانہم لم یشہدوا بالرؤیة وانما حکوا رؤیة غیرہم ولو شہدوا ان قاضی بلدة کذا شہد عندہ اثنان برؤیة الہلال فی لیلة کذا وقضی بشہادتہما جاز لہذا القاضی ان یحکم بشہادتہما لان قضاء القاضی حجة وقد شہدوا بہ کذا فی فتح القدیر یعنی روزہ

ان لوگوں کا جن کے یہاں رویت ہلال دوسرے شہر کے بعد ہوئی لازم ہے جبکہ ان کے نزدیک اس شہر والوں کی رویت طریق شرعی سے ثابت ہو جائے تو اگر ایک جماعت یہ گواہی دے کہ فلاں شہر والوں نے چاند تم سے ایک دن پہلے دیکھا اور آج ان کے حساب سے ۳۰ رمضان ہے حالانکہ اس جماعت نے خود چاند نہ دیکھا تو ان لوگوں کو (جن کے یہاں رویت نہ ہوئی) آئندہ کل عید کر لینا حلال نہیں اور نہ آج کی شب میں تراویح چھوڑیں اس لئے کہ اس جماعت نے خود اپنی رویت کی گواہی نہ دی بلکہ دوسروں کی رویت کی حکایت کی اور اگر وہ جماعت یہ گواہی دے کہ فلاں شہر کے قاضی کے پاس دو گواہوں نے رویت ہلال کی گواہی فلاں رات میں دی اور اس قاضی نے ان دونوں کی شہادت کے بموجب رویت کا حکم کر دیا تو اس قاضی کو جائز ہے کہ ان کی شہادت پر ثبوت رویت کا حکم دے اس لئے کہ قاضی کا حکم دلیل شرعی ہے اور اس جماعت نے حکم پر شہادت دے دی اس عبارت سے چند باتیں ظاہر ہوئیں (۱) اگر کسی شہر میں رویت ہلال ہو جائے تو وہی رویت دوسرے شہر والوں کے لئے کافی ہے اور اس کا حکم ان پر بھی لازم ہوگا جبکہ ان کے نزدیک اس شہر والوں کی رویت طریق موجب شرعی سے ثابت ہو جائے (۲) اور طریق موجب شہادت شرعیہ ہے (۳) شہادت شرعیہ جبھی معتبر ہے جبکہ گواہان خود چاند دیکھنا بیان کریں (۴) اگر گواہان نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دوسروں کی رویت کی خبر دی تو یہ سرے سے نامعتبر ہے اگرچہ ایسی خبر دینے والے بہت سے لوگ ہوں جیسا کہ جماعت کے ظاہر سے مستفاد ہے کہ عرفاً جماعت افراد کثیرہ پر مشتمل ہوتی ہے کہ یہ شہادت ہی نہیں اگرچہ مجازاً شہدوا کہدیا گیا۔ (۵) لہٰذا جماعت کی خبر میں بھی یہی شرط ہے کہ وہ لوگ خود اپنا دیکھنا بیان کریں۔ یونہی اگر کسی شہر کے قاضی کا حکم کرنا بتائیں تو یہی شرط ہے کہ اپنے سامنے قاضی کا رویت کا حکم دینا بتائیں ورنہ اصلا معتبر نہ ہوگا جیسا کہ شہدوا ذکر (مستلزم حضور ومعاینہ ہے) سے ظاہر ہے رد المحتار میں قلت وکذا لو شہدوا برؤیة غیرہم وان قاضی تلک المصر امر الناس بصوم رمضان لانہ حکایة لفعل القاضی ایضا ولیس بحجة بخلاف قضائہ صح (۶)

عبارت مذکورہ میں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ پہلے فرمایا انما یلزم الصوم متاخری الرؤیۃ اذا ثبت عندھم رؤیۃ اولئک بطریق موجب یعنی جن کے یہاں رؤیت ہلال دیر سے ثابت ہوئی اُن کو روزہ اسی صورت میں لازم ہے جبکہ ان کے نزدیک دوسرے شہر والوں کی رؤیت طریق موجب سے ثابت ہو جائے پھر صورت مسئلہ کو آخر رمضان میں فرض کیا اور اپنے جملہ سابقہ پر متفرع کیا اور فرمایا حتی لو شہد جماعۃ الخ یہ جملہ جملۂ سابقہ سے لفظاً اور حکماً مقترن ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جب اس شہر کی رؤیت اس شہر والوں کے حق میں ثابت نہ ہوئی تو ان کے حق میں اُس دن کا یوم رمضان ہونا ثابت نہ ہوا جس دن اس شہر والوں نے روزہ رکھا لہٰذا اب دوسرے شہر والوں کے حق میں یہ دن ۳۰ رمضان نہیں بلکہ ۲۹ رمضان ہی ہے لہٰذا انھیں کل آئندہ عید کرنا حلال نہیں یہاں سے ظاہر ہوا کہ ہلال ماہ رمضان کی رؤیت بھی دوسرے شہر میں جبھی ثابت ہوگی جب دیکھنے والا آدمی اس شہر میں جا کر خود چاند کو دیکھنا بیان کرے یا گواہان شرعی قاضی کے حکم پر یا شہادت پر شہادت معتبرہ دیں ورنہ جماعت کی شہادت بھی معتبر نہیں مسلم معتمد کی خبر کیا چیز ہے۔ نیز درمختار میں ہے فیلزم اھل المشرق برؤیۃ اھل المغرب اذا ثبت عندھم رؤیۃ اولئک بطریق موجب ردالمحتار میں ہے قولہ (بطریق موجب) کان یتحمل اثنان الشہادۃ او یشہدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبران اھل بلدۃ کذا رأوہ فانہ حکایۃ اھ یعنی اہل مشرق کو اہل مغرب کی رؤیت سے روزہ و عید لازم ہے جبکہ ان کے نزدیک مغرب والوں کی رؤیت طریق موجب سے ثابت ہو جائے اور طریق موجب جیسے دو آدمی شہادت رؤیت کے حامل ہوں یا قاضی کے حکم پر شہادت دیں یا استفاضۂ خبر ہو جائے بخلاف اس کے کہ یہ خبر دیں کہ فلاں شہر والوں نے چاند دیکھا ہے اس لئے کہ یہ حکایت ہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ منجملہ طرق موجبہ ایک طریقہ اثبات رؤیت کا استفاضۂ خبر بھی ہے اور استفاضہ کا یہ معنی ہے کہ جس شہر میں قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اس کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور ان احکام میں علم پر عامل و قائم یا جہاں قاضی شرع نہیں تو مفتی اسلام مرجع عوام و متبع احکام ہو کہ احکام عید و رمضان اسی کے فتوی سے نفاذ پاتے ہیں عوام کالانعام بطور خود عید و رمضان نہیں ٹھہرا لیتے وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ فلاں دن بربنائے رؤیت روزہ ہوا یا عید کی گئی مجرد بازاری افواہ کہ خبر اڑ گئی اور قائل کا پتہ نہیں پوچھئے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں یا بہت پتہ چلا تو کسی مجہول کا انتہا درجہ منتہائے سند دو ایک شخصوں کی محض حکایت کہ انھوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہو گئی ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی متعدد جماعتیں درکار ہیں جو بالاتفاق وہ خبر دیں۔ یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رؤیت کی شہادت ہے نہ کسی شہادت پر شہادت نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت نہ کتاب قاضی یا شہادت مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بہ غلبۂ ظن ملتحق بالیقین وہاں رؤیت و صوم و عید کا ہونا ثابت ہوگا۔ اور جب کہ وہ شہر اسلامی اور احکام و حکام کی وہاں پابندی دوامی ہے تو ضرور مظنون ہوگا کہ امر بحکم واقع ہوا

تو اس طریق سے قضائے قاضی کی حجت شرعیہ ہے ثابت
ہو جائے گی اور یہیں سے واضح ہوا کہ تار یک شہر
جہاں نہ کوئی قاضی شرع نہ مفتی اسلام یا مفتی
ہے مگر نااہل جسے خود احکام شرع کی تمیز نہیں
جیسے آج کل کے بہت مدعیان خام کار خصوصاً
وہابیہ۔ خصوصاً غیر مقلدین وغیرہم فجار یا بعض
سلیم الطبع سنی ناقص العلم ناتجربہ کار یا مفتی
محقق معتمد عالم مستند ہے مگر عوام خود سر اس کے
منتظر احکام نہیں بیش خویش اپنے قیاسات
فاسدہ پر جب چاہیں عید و رمضان قرار دے
لیتے ہیں ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر بھی
اصلاً قابل قبول نہیں کہ اس سے کسی حجت شرعیہ
کا ثبوت نہ ہوا۔ ردالمحتار میں ہے معنی الاستفاضۃ
ان یجیئ من تلک البلدۃ جماعات متعددون کل منہم
یخبر عن اہل تلک البلدۃ انہم صاموا عن رؤیۃ
لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعہ کما قد یشیع اخبار
یتحدث بہا سائر اھل البلدۃ ولا یعلم من اشاعہا
نیز ردالمحتار میں ہے ھذہ الاستفاضۃ لیس فیہا
شہادۃ علی قضاء قاض ولا علی شہادۃ لکن لما
کانت بمنزلۃ الخبر المتواتر وثبت بہا ان اھل
تلک البلدۃ صاموا یوم کذا لزم العمل بہا لان
البلدۃ لا تخلو عن حاکم شرعی عادۃ فلا بد ان یکون
صومہم مبنیا علی حکم حاکمہم الشرعی فکانت تلک الا
ستفادۃ بمعنی نقل الحکم المذکور الخ یہاں سے
صاف کھلا کہ جب رؤیت پر شہادت نہ گزرے نہ
شہادت پر شہادت قائم ہو نہ حکم حاکم پر شرعی
گواہی ہو نہ اس شہر کے قاضی کا نامہ با شہادت
شرعیہ میسر ہو تو استفاضۂ معتبرہ یہ جس کی شرطیں
مذکور ہوئیں ثبوت رؤیت موقوف ہے۔ مسلم
معتمد کی خبر ہرگز کارآمد نہیں۔

۳ء اور جب مدار کار شہادت شرعیہ یا استف
معتبرہ محققہ ہے تو جناب کا یہ کہنا کہ صورت
میں محض خبر دینے والا کہ فلاں مولانا یا فلاں
نے الخ تصریحات فقہاء کے خلاف ہے یا نہیں
بیشک تصریحات فقہا کے خلاف ہے۔
۴ء اور جب تصریحات فقہا کے خلاف آپ کا یہ
ہے اور فقہاء حکم شرع کے مظہر اور شریعت کے
ہیں تو آپ نے فقہا کی مخالفت نہ کی بلکہ شریعت
کی مخالفت اور از خود اس مسئلے میں نئی شریعت
گڑھی کہ نہیں گڑھی اور ضرور گڑھی
۵ء اور اگر آپ تصریحات فقہا سے بے نیاز
تو اپنے غیر مقلد ہونے کا اعتراف کرنے کے بعد
یہ تو بتائیں کہ آپ اجتہاد کے شرائط کے جامع
یا نہیں۔
۶ء شرائط اجتہاد کیا ہیں ۷ء آپ مجتہد مطلق
یا مجتہد مذہب ۸ء اور اگر آپ کچھ بھی نہیں
یقیناً نہیں تو جناب کو فقہا کی مخالفت کا حق ک
۹ء اور اگر یہ مراد ہے کہ فلاں مولانا یا فلاں ا
کی خبر اسی شہر کے لئے معتبر ہے فلاں مولانا
اعلان کیا (اگرچہ یہ بعید ہے کہ اسی شہر میں اعلا
کے بعد اسی شہر والوں کو کسی کی خبر کی کیا ضرورت
تو اس صورت میں مسلم معتمد کی شرط فقہا رکی
کے خلاف ہے۔ عالمگیری میں یہ صاف فرمایا جر
السلطان مقبول عدلا کان او فاسقا کذا فی ج
الاخلاطی حاکم اسلام کے مقرر کردہ منادی کی
بہرحال مقبول ہے خواہ وہ منادی متقی ہو خواہ
بہرحال جناب کا قول تصریحات فقہا سے بیگانہ
جس کا حق نہ آپ کو نہ کسی ناقل فتویٰ کو پہنچتا ہے
ہم پر ان فقہائے ارشادات کا اتباع لازم
وہ بھی ان کا جن کی تصحیح و ترجیح اصحاب ترجیح

اوران کی تصحیحات کا خلاف اوراس کا معاذ
رائے یاکسی دلیل سے جائز نہیں اگرچہ بعض فقہا
ن کے مخالف کوئی قول کیا ہو درمختار میں ہے
نحن فعلینا اتباع ما صححوہ ورجحوہ کما لو افتونا
یاتہم۔ طحطاوی علی الدر میں اس کے تحت ہے
ہذا اشارۃ الی التسلیم وعدم المعارضۃ
نتظھار بدلیل آخر اسی درمختار میں ہے
فتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع
اوی میں ہے قولہ (خرق للاجماع فھو باطل وحرام)
ع پرعمل کرنے کے متعلق تو یہ حکم ہے تو اس
نا میں تو کسی کا خلاف بھی منقول نہیں تو اس میں
فت فقہا کا درجہ سخت ہوگی اور اجماع کی مخالفت
کہ نہیں کہئے بیشک ہوگی اور ہوئی۔
اور یہ جو آپ نے کہا کہ لیکن جو صورت ریڈیو
علان کی ہے وہ محض خبر کی نہیں ہے جی وہ
خبر نہیں تو کیا شہادت شرعیہ ہے ہرگز نہیں
شہادت شرعیہ کیسے کہئے گا کہ اس کے متصل
ناب نے کہا بلکہ یہ کسی ذمہ دار ادارہ یا ہلال
کے فیصلہ کی اطلاع اور اعلان ہوتا ہے
کہئے کہ اطلاع و اعلان خبر نہیں تو اور کیا ہے
پھر وہ خبر دینے والا بھی تو فیصلہ کی اطلاع
ہے تو فرق کیا ہوا۔
پھر یہ جو کہا اس میں یہ بات پہلے سے معلوم
ہے کہ اس طرح کا اعلان ہونے والا ہے
سے صاف ظاہر ہے کہ ریڈیو سے اعلان ہوجانے
ستور ہے چاہے چاند ہو یا نہ ہو ورنہ پہلے سے یہ
کیسے معلوم رہتی ہے کہ اس طرح کا اعلان ہونے
ہے ایسی صورت میں ریڈیو کی خبر کا مسلم معتمد
بر سے کیا مقابلہ۔
اور اگر یہ مراد ہے کہ اس طرح کا اعلان فیصلہ

شرعیہ کے بعد ہی ہوتا ہے اگرچہ آپ کے الفاظ بظاہر
اس مراد کے مساعد نہیں تو اگر فیصلہ شرعیہ کے بعد
کوئی خبر دے کہ فلاں مولانا نے الخ تو مسلم معتمد کی
شرط کیوں ہے۔ ڈھنڈورچی کا اعلان جسے آگے
نظیر میں پیش کیا ہے کہاں بھول گئے اور ریڈیو میں
ہر مخبر کا اعتبار کیوں ہے اگرچہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔
۱۵ پھر یہ جو کہا کہ جس طرح توپ کی آواز اور
ڈھنڈورچی کے اعلان پر فقہائے کرام صوم وافطار
جائز قرار دیتے ہیں خواہ وہ غیر مسلم ہو۔ یہاں اعلان
میں بھی جائز ہوگا۔ اس پر یہ سوال ہے کہ فقہائے
کرام نے توپ کی آواز کو شہر کے قریبی دیہات
والوں کے لئے معتبر قرار دیا ہے کہ وہ ثبوت ہلال
کی امارت ظاہرہ ہے اسی طور پر وہ ڈھنڈورچی کا
اعلان بھی شہر وقرب وجوار شہر کے لئے ہے نہ کہ
دوسرے شہر کے لئے تو اس پر ریڈیو کی خبر کو قیاس کرنا
کیسے درست ہے۔ ہرگز درست نہیں بلکہ قیاس فاسد
اور تصریحات فقہاء کے خلاف ہے۔ شامی کی جس
عبارت کا حوالہ دیا ہے آئیے پھر سے سن لیجئے۔
فرماتے ہیں قلت والظاہر انہ یلزم اھل القری الصوم
بسماع المدافع اور رؤیۃ القنادیل من المصر لانہ علامۃ
ظاہرۃ تفید غلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل کما صرحوا
واحتمال کون ذلک لغیر رمضان بعید اذ لا یفعل
مثل ذلک عادۃ فی لیلۃ الشک الا لثبوت رمضان
۱۶ یہ جو آپ نے فرمایا کہ خواہ وہ (یعنی توپ داغنے
والا یا ڈھنڈورچی) غیر مسلم ہو یہ شامی کے کس لفظ کا
ترجمہ ہے۔
۱۷ اور اگر کسی لفظ کا یہ حاصل نہیں اور یقیناً نہیں
تو یہ غیر مسلم بڑھا کر اور اسے شامی کے سر دھر کر آپ نے
ضرور بہتان باندھا ۱۸ پھر یہ جو فرمایا کہ ریڈیو کا اعلان
سنکر ہر شخص کو بطور خود اس پر عمل کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

اس پر سوال ہے کہ جب یہ بات ہے تو توپ کی آواز کی نظیر کاہے کو دی کہ توپ کی آواز پر تو ہر شخص کو شہر دقرب وجوار شہر میں بطور خود اس پر عمل کرنے کا اختیار ہے اور ریڈیو کا اعلان سنکر ہر شخص کو بطور خود اس پر عمل کرنے کا اختیار نہیں تو ریڈیو کا اعلان توپ کی آواز کی نظیر ہی نہیں تو پہلے نظیر دینا پھر فرق کرنا آپ کا طرفہ تناقض نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۹ اور جب یہی بات ہے کہ ریڈیو کا اعلان سنکر ہر شخص کو اس پر الخ تو ریڈیو سے جہاں چاند ہو جانے کی خبر آپ نشر کراتے ہیں اس کا بھی اعلان کیوں نہیں کرادیتے۔

۲۰ پھر یہ جو فرمایا کہ بلکہ ریڈیو سننے والوں کا فرض ہے کہ مقامی ذمہ دار علماء کی طرف رجوع کریں الخ اس پر کہنا ہے کہ یہ آپ کے یہاں ہوتا ہوگا کہ احکام ہلال ورمضان متعدد علماء کے فتوی سے صادر ہوتے ہوں گے۔ شرعاً تو یہ ایک شخص کا کام ہے جو اعلم علماء بلد مرجع فتویٰ ہو۔

۲۱ آپ سے اس شکایت کا کیا محل کہ آپ کی باتیں فقہاء کرام کے خلاف ہیں اور آپ فقہاء سے بیگانہ ہیں کہ آپ تو علماء دیوبند کو جنہوں نے اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ وآلہ وصحبہ وسلم کی کھلی اہانت کی اور اپنی کتب میں چھاپی اور ضروریات دین کا انکار کیا جس کے سبب علماء حرمین شریفین ومصر وشام و ہندوستان نے انھیں ایسا کافر بیدین فرمایا کہ جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (دیکھئے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ) سے منھ موڑ کر ایمان سے رشتہ توڑ کر مرتدین سے ناطہ جوڑ کر مسلمان جانتے مانتے ہیں تو جو اصول دین

میں اسلام ومسلمین سے جدا ہوا اس سے کسی فرعی مسئلہ میں فقہائے کرام کی مخالفت کا کیا گلہ۔

۲۲ ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ پہلے دیوبندیوں کا کفر اٹھا کر اپنا مومن سنی ہونا ثابت کرنے کے بعد کسی مسئلہ فرعیہ میں لب کشائی کیجئے۔ ورنہ جناب کو مسلمانوں کے مسائل سے کیا علاقہ پھر ان میں لب کشائی کا کیا حق کسی بیگانۂ اسلام کو پہنچتا ہے۔

۲۳ اب ریڈیو کی خبر کے متعلق چند باتیں کہدوں بعونہ تعالیٰ وہو الموفق۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ قاضی یا مفتی بصورت عدم قاضی سنی صحیح العقیدہ مرجع فتوی اعلم علمائے بلد ہو کہ احکام ہلال ورمضان کا عالم اور اپنے علم پر عامل دقائق ہو اور احکام ہلال ورمضان اسی کے حکم سے نفاذ پاتے ہوں ایسا نہ ہو کہ عوام خود سر اس کے منتظر احکام نہیں بیش حلیف اپنے قیاسات فاسدہ پر جب چاہیں عید ورمضان قرار دے لیتے ہیں ایسی صورت میں خود اسی شہر میں قاضی کا اعلان مشتبہ ہوگا دوسری جگہ اس کا لائق ہونا تو دور کی بات ہے یونہی اگر قاضی یا مفتی نااہل ہے جسے خود احکام شرع کی تمیز نہیں جیسے آجکل کے بہت سے مدعیان خامکار خصوصاً وہابیہ دیابنہ ونامقلدین وغیرہم کے فساد عقیدہ کے سبب قضاء وافتاء کے اہل بھی نہیں تو ان کا قول اصلاً حجت شرعیہ نہیں یا بعض سلیم الطبع سنی ناقص العلم ناتجربہ کار کہ یہ بھی قضاء وافتاء کے اہل نہیں۔ ۲ـ ایسا قاضی دوسرے شہروں پر بھی ولایت رکھتا ہو تاکہ اس کا حکم ان شہروں پر بھی نافذ ہو ۳ـ ریڈیو پر خبر دینے والا سنی صحیح العقیدہ مسلمان اس قاضی کا معتمد ومقرر کردہ ہو کہ قاضی جو اعلان کرائے یہ وہی کرے غیر مسلم کو مقرر کرنا جائز نہیں

(بقیہ صفحہ ۱۳ کالم ۱)

شرعی بورڈ کی کارروائی

(علامہ ارشد القادری)

۶۰۶/۹۳

۲۷ ر جولائی ۸۵ء

گرامی مرتبت! دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہم - مزاج گرامی

رویت ہلال اور نمازمیں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے سوال پر پورے ملک میں مسلمانان اہل سنت کو جن مشکلات اور افتراق و انتشار کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے آپ اس سے نا واقف نہیں ہیں یہاں تک کہ کتنی ہی مسجدیں اور عیدگاہیں ہمارے قبضہ سے صرف اس لئے نکل گئیں کہ ہمارے ائمہ ریڈیو کے اعلان پر عید کی نماز پڑھانے کے لئے تیار نہیں ہوئے اور نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے انھوں نے انکار کر دیا۔

وقت کے انہی اہم سوالات پر غور کرنے کے لئے ۳ - ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۲ ر جولائی ۱۹۸۵ء کو الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں مشاہیر علمائے اہلسنت کی ایک مجلس شوریٰ زیر صدارت قائم مقام مفتئ اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری منعقد ہوئی۔ جس میں مذکورہ بالا مسائل کو شرعی اصولوں کی روشنی میں حل کرنے کے لئے ۲۸ ر مفتیان کرام پر مشتمل ایک شرعی بورڈ کی تشکیل عمل میں لائی گئی - استفتاء کے لئے بورڈ کے ارکان اور ملک و بیرون ملک کے مفتیوں کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کی ذمہ داری کاتب الحروف ارشد القادری کو اور عرب ملکوں کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کی ذمہ داری مولانا محمد احمد مصباحی کو سونپی گئی۔

یہ بھی طے پایا کہ ۱۵ - صفر المظفر مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو بورڈ کی پہلی میٹنگ بنارس میں رکھی جائے اور اس میں سارے فتاوے سامنے رکھ کر کوئی متفقہ فیصلہ کیا جائے۔ قرارداد کے مطابق اس خط کے ہمراہ ایک استفتاء اور بورڈ کے ارکان کی فہرست حاضر کر رہا ہوں۔ ازراہ کرم ۳۰ ستمبر ۱۹۸۵ء تک استفتاء کا مدلل جواب ارسال فرما دیں۔ تاکہ ۳۰ ر اکتوبر کی میٹنگ میں پیش کرنے کے لئے ہم اس کا خلاصہ مرتب کر سکیں۔

دو مہینے کی طویل مدت میں فقہ حنفی کے ذخائر اور اعلیٰحضرت کے فتاوے کو کھنگال کر استفتاء کا ایسا مدلل، جواب مرحمت فرمائیں کہ مسائل کے حل تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ خدا کے لئے ایسا ہرگز نہ کریں کہ جواب ہی سے ہمیں محروم کر دیں والسلام

آپ کا مخلص
ارشد القادری عفی عنہ

کنونیر شرعی بورڈ

الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں مشاہیر علمائے اہلسنت کا ایک دینی و علمی اجتماع

رویت ہلال اور نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا مسئلہ طے کرنے کیلئے تحقیق اور مفتیان کرام پر مشتمل ایک شرعی بورڈ کی تشکیل

بورڈ کی پہلی میٹنگ ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو بنارس میں منعقد کی جائے گی

جانشین اعلیحضرت مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری اور کاتب الحروف ارشد القادری کی تحریک پر ۲۲ جولائی کو اہل سنت کی مرکزی درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں زیر صدارت علامہ اختر رضا خاں ازہری واکابر علمائے اہل سنت کا علمی و دینی اجتماع منعقد ہوا۔

(مولانا) ارشد القادری نے اپنی افتتاحی تقریر میں اجتماع کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ امسال عید کے چاند کے سلسلے میں ہر جگہ کے مسلمان سخت انتشار کا شکار رہے یہاں تک کہ ملک کے بہت سارے مقامات پر دو دن عید منائی گئی اور اس کی بڑی وجہ چاند کے اعلان کے سلسلے میں شرعی اصولوں کی خلاف ورزی تھی۔

اس لئے ملک کے مسلمانوں کو انتشار سے بچانے اور صوم و افطار صوم کو شریعت کے مطابق ادا کرنے کے لئے شدت سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ مفتیان کرام سر جوڑ کر بیٹھیں اور شریعت اسلامی کی روشنی میں اس مسئلہ کا کوئی ایسا حل تلاش کریں کہ چاند کے سوال پر مسلمانوں میں نہ کوئی انتشار پیدا ہو اور نہ ان کی عیدیں خراب ہوں۔

کافی دیر تک بحث و تمحیص کے بعد مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری کی قیادت میں سارے ملک سے فقہی مسائل اور علوم شرعیہ میں رسوخ رکھنے والے مفتیان کرام پر مشتمل ایک شرعی بورڈ کی تشکیل عمل میں لائی گئی اور انھیں چار مہینے کا وقفہ دیا گیا کہ وہ شرعی اصولوں کی روشنی میں اس امر کا حل تلاش کریں کہ موجودہ ذرائع ابلاغ کو کس طرح قابل اعتماد بنایا جا سکتا ہے اور ملک کے سارے حصوں میں رویت ہلال کے اعلان کے لئے کونسا اطمینان بخش طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

اہل بنارس کی درخواست پر یہ بھی طے پایا کہ بورڈ کی پہلی نشست ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو بنارس میں رکھی جائے اور اس موقع پر بورڈ کے سارے ارکان تحقیقات قلمبند کر کے لائیں تا کہ اس کی روشنی میں کوئی متفقہ فیصلہ کیا جا سکے اسی کے ساتھ یہ بات بھی طے پائی کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے مسئلہ کو بھی شرعی اصولوں کی روشنی میں منقح کیا جائے۔ استفتا ء صورت میں بورڈ کے ارکان اور ملک و بیرون ملک کے مفتیان کرام کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کی ذمہ داری (مولانا) ارشد القادری اور مولانا محمد احمد مصباحی کے سپرد کی گئی۔

اس کے ساتھ ایک قرارداد کے ذریعہ یہ بات بھی طے پائی کہ آئے دن مسلمانوں کو پیش آنے والے نئے مسائل کا شرعی حل تلاش کرنے کے لئے اس بورڈ کو

مستقل طور پر قرار رکھا جائے اور ضرورت کے مطابق اس بورڈ میں نئے افراد کو رد کا بھی واضافہ کیا جائے
بعد نماز عصر الجامعۃ الاشرفیہ کے سات سو طلباء کے اجتماع سے (مولانا) ارشد القادری مولانا ضیاء المصطفےٰ اور مولانا عبید اللہ خاں اعظمی نے تعلیمی زندگی کے مسائل پر ان سے خطاب فرمایا۔

رات کو انجمن غوثیہ پرانی بستی کے زیر اہتمام ایک جلسۂ عام علامہ ازہری کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مذکورہ بالا علماء کرام کی تقریریں ہوئیں۔

سہارنپور وسط شہر میں حضرت مولانا حلیم محمد احمد صاحب رضوی کے زیر اہتمام جامعہ غوثیہ رضویہ کے زیر اہتمام تام سے اہلسنت کا جو ایک عظیم ادارہ قائم کیا جارہا ہے اُس کے تعاون کے لئے سارے دردمندان اہلسنت سے اپیل کی گئی۔

آخر میں مندوبین علمائے کرام کی طرف سے الجامعۃ الاشرفیہ کے سربراہِ اعلیٰ اور جامعہ کے منتظمین کا شکریہ ادا کیا گیا کہ اہل مبارکپور نے اپنی روایاتی فراخدلی کے ساتھ میزبانی کے فرائض انجام دئیے۔

دو بجے رات کو صلوٰۃ وسلام و حضرت فیض العارفین مولانا غلام آسی صاحب کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

ارشد القادری
کنوینر شرعی بورڈ

اسمائے گرامی مفتیان کرام اہلسنت ارکان شرعی بورڈ

(۱) جانشین اعلیحضرت، مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری۔ بریلی شریف۔

(۲) شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب۔ صدر مفتی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۳) بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب شیخ الحدیث شمس العلوم گھوسی ضلع اعظم گڑھ

(۴) محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قادری شیخ الحدیث۔ اشرفیہ مبارکپور (ضلع اعظم گڑھ)

(۵) شیخ الاسلام حضرت علامہ سید شاہ محمد مدنی میاں صاحب۔ مدنی مینشن۔ الوزٹ پرلس کالج احمد آباد

(۶) حضرت مولانا مفتی اشفاق حسین صاحب نعیمی۔ مفتی راجستھان۔ دار العلوم اسحاقیہ جودھپور

(۷) حضرت مولانا فضل کریم صاحب۔ قاضی ادارۂ شرعیہ بہار سلطان گنج۔ پٹنہ

(۸) حضرت مولانا قاضی عبد الرحیم صاحب۔ مرکزی دار الافتاء ۸۲ سوداگران۔ بریلی شریف

(۹) حضرت مولانا مفتی محمد عارف رضوی۔ جامعہ منظر اسلام سوداگران۔ بریلی شریف

(۱۰) حضرت مولانا مفتی ایوب صاحب نعیمی۔ جامعہ نعیمیہ۔ دیوان بازار مراد آباد

(۱۱) شمس العلماء حضرت مفتی نظام الدین صاحب شیخ الحدیث فیض العلوم جمشید پور (بہار)

(۱۲) حضرت مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب رضوی مہتمم دار العلوم امجدیہ ناگپور

(۱۳) حضرت مولانا مفتی جلال الدین امجدی دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی

(۱۴) حضرت مولانا مفتی محمد اعظم صاحب۔ مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بہاری پور۔ بریلی۔

(۱۵) حضرت مولانا مفتی عبید الرحمٰن صاحب۔ درگاہ شریف حمینی بازار۔ پورنیہ

(۱۶) حضرت خواجہ مولانا مظفر حسین صاحب دار العلوم غریب نواز۔ مرزا غالب روڈ الہ آباد۔

(۱۷) حضرت مولانا مفتی عاشق الرحمٰن صاحب جامع حبیبیہ دریا گنج الہ آباد

(۱۸) حضرت مولانا مفتی محمد محبوب اشرفی ۔
انجمن معین الاسلام پرانی بستی شہر بستی
(۱۹) حضرت مولانا خادم رسول صاحب جامعہ حمیدیہ رضویہ مدن پورہ بنیہ وارانسی
(۲۰) حضرت مولانا حامد میاں صاحب مہتمم دار العلوم محمدیہ ۔ باؤلا مسجد ۔ دلائل روڈ بمبئی ۔
(۲۱) حضرت مولانا مفتی عبد الجلیل صاحب جامع اشرف کچھوچھہ شریف ۔ ضلع فیض آباد
(۲۲) حضرت مولانا مفتی مطیع الرحمٰن صاحب مدرسہ حنفیہ ۔ کھگڑا کشن گنج ضلع پورنیہ
(۲۳) حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب دار العلوم تدریس الاسلام بنڈیلا ۔ جائی کلاں بستی
(۲۴) حضرت مولانا سید اصغر امام صاحب ۔ جامعہ فاروقیہ ۔ ریوڑی تالاب ۔ بنارس
(۲۵) حضرت مولانا محمد احمد مصباحی ۔ مدرسہ فیض العلوم محمد آباد ۔ گوہنہ ضلع اعظم گڑھ ۔
(۲۶) حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دار العلوم شاہ عالم ۔ احمد آباد ۔
(۲۷) حضرت مولٰنا مفتی رجب علی صاحب رضوی مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ ضلع بہرائچ ۔
(۲۸) حضرت مولانا مفتی محمد یامین صاحب جامعہ حمیدیہ رضویہ بنیہ مدن پورہ وارانسی ۔
(۲۹) حضرت مولٰنا مفتی محمد میاں صاحب دہلوی مسجد شیخان ۔ باڑہ ہندو راؤ دہلی ۔

ارشد القادری عفی عنہ
کنوینر شرعی بورڈ
۲۷ جولائی ۱۹۸۵ء

کلام تاجدار

حضور مفتی اعظم ہند نوری قدس سرہ العزیز

روز و شب مرقدِ نوری میں اُجالا ہوگا

قفسِ جسم سے چھٹتے ہی یہ پراں ہوگا
مرغِ جاں گنبدِ خضرا پہ غزلخواں ہوگا

روز و شب مرقدِ اقدس کا جو نگراں ہوگا
اپنی خوش قسمتی پہ کتنا وہ نازاں ہوگا

اس کی قسمت کی قسم کھائیں فرشتے تو بجا
عید کیطرح وہ ہر آن میں شاداں ہوگا

چمنِ طیبہ میں تو دل کی کلی کھلتی ہے
کیا مدینے سے سوا روضۂ رضواں ہوگا

وہ گلستاں ہی جہاں آپ ہیں اے جانِ جہاں
آپ صحرا میں اگر آئیں گلستاں ہوگا

آپ جائیں جو چمن سے تو چمن جانِ چمن
خاص اک خاک بسر دشتِ مغیلاں ہوگا

دردِ فرقت کا مداوا نہ ہوا اور نہ ہو
کیا طبیبوں سے میرے درد کا درماں ہوگا

جس نے تدبیر بتائی خفقاں ہوگا اُسے
کیا ٹھنڈائی سے علاج تپِ ہجراں ہوگا

نورِ ایمان کی مشعل ہے روشن نہیں تو
رات دن مرقدِ نوری میں یہ اجالا ہوگا

کلامِ بیکل

بلرام پور ۲۰ جولائی ۸۵ء

برادر گرامی قدر عبد النعیم عزیزی سلام و رحمت

- سنی دنیا شمارہ جولائی کا فردوس نظر ہوا۔
- پروفیسر مجید اللہ قادری کا مضمون نہایت بہتر ہے معلوماتی اور تحقیقی ہے۔
- علامہ غلام رسول سعیدی کا مضمون آجکل کے نوجوان جو بے راہ ہو چلے ہیں اُن کے لئے مشعل ہدایت کا کام دیگا۔ کاش ہماری نوجوان نسل اس سے استفادہ کر سکے۔
- علامہ ریحان رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہم سے ہمیشہ کیلئے بچھڑ گئے۔ سنیوں میں سیاسی شعور پر جیسے دھند چھا گیا ہمیں اُن کے مشن پر کاربند رہنا چاہیئے۔
- آج پھر ایک تازہ نعت شریف بھیج رہا ہوں بس یوں کہیے کہ یہ نعت یک بیک کسی کے نظر کرم ریہو گئی ہے علامہ ازہری کی بارگاہ میں گذاردیں۔ اگر کوئی خامی ہو تو انھیں ترمیم کا حق ہے۔ پھر چھاپ دیں۔
- آجکل بارش کا شباب ہے۔ بس راپتی آنکھ پانچھ کاڑھنے والی ہے۔
- خدا کرے آپ مع الخیر ہوں۔ علامہ کی خدمت میں مودبانہ سلام و نیاز

آپکا بیکل اُتساہی عفی عنہ

نعتِ پاک

مرنے میں مصطفےٰ ہیں تو جینے میں مصطفیٰ || اک پل میں ہزاروں سفینے ہیں مصطفیٰ
کون و مکاں میں ان کی ہیں فرماں روائیاں || آرام کر رہے ہیں مدینے میں مصطفیٰ
ایمان ہے اُس پہ جہنم حرام ہے || دھڑکن بنے ہیں جسکے بھی سینے میں مصطفیٰ
انمول اک انگوٹھی حسیں کائنات ہے || جلوے حیات بنکے نگینے میں مصطفیٰ
اک بھی مثال دونوں جہاں بھی نہ لا سکے || بے مثل ہیں ہر ایک قرینے میں مصطفیٰ
اب میری ٹھوکروں میں ہیں طوفاں کی شورشیں || مسند نشیں ہیں میرے سفینے میں مصطفیٰ

بیکل اسی یقین پہ کٹتے ہیں ماہ و سال
شاید بلالیں اگلے مہینے میں مصطفیٰ

بیکل اُتساہی بلرامپوری

قادری اکیڈمی رامپور کی گراں قدر پیشکش

(۱) سامانِ بخشش

تاجدارِ اہلسنت شہزادۂ اعلیحضرت مظہرِ غوثِ اعظم حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کا مکمل نعتیہ کلام ہے۔ جو حمد باری تعالیٰ، نعتِ رسول اور منقبتِ اولیاء پر مشتمل ہے اب تک جو نسخے چھپے ہیں اُن میں ناشرین کی عدمِ توجہ اور بے علمی کے سبب بے شمار غلطیاں تھیں اور کلام بھی نامکمل تھا۔

مگر اب

بحمدہٖ تعالیٰ بہت سی نعت و منقبت، رباعیات و قطعات کے اضافوں کے ساتھ عشق و عرفان، محبت و عظمتِ رسول سے بھرا ہوا ہے ہمارے آقا قبلہ برحق جلوۂ قدرت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کا حسین گلدستہ نسخۂ کیمیا بنکر بصحت حضرت کے قلمی دیوان از قلم حضرت الحاج قاری امانت رسول صاحب قادری رضوی پیلی بھیتی و از قلم جناب پروفیسر عبدالغنی صاحب جوہر بلیاوی باہتمام قادری اکیڈمی رام پور منظرِ عام پر آگیا ہے۔ جیبی سائز صفحات ۱۹۲ قیمت دس روپیہ

(۲) جاء الحق ہندی

جاء الحق حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی بدایونی علیہ الرحمہ والرضوان کی مشہور ترین تصنیف لطیف ہے۔ جو تقلید، علمِ غیب، حاظر، مسئلہ بشریت، میلادِ رسول علیہ السلام، قیام و سلام، ثبوتِ فاتحہ۔ مساجد میں چراغاں وغیرہ مباحث پر مشتمل ہے ان مسائل کا سمجھنا اردو زبان میں بعض ان صوبہ جات کے مسلمانوں کے لئے دشوار تھا جہاں صرف ہندی ہی رائج ہے۔ راجستھان، مہاراشٹر، پٹنہ، بہار، ایم۔پی، اے۔پی کے بعض ان احبابِ مخلصین کے فرمائشی خطوط روانہ کرنے پر جو کتاب کی اہمیت اور افادیت پر نظر رکھتے ہیں نیز مذکورہ مقامات کے مسلمانوں کی سہولت کے پیشِ نظر مخلص و محترم اخی فی اللہ جناب حبیب صاحب نوری جماعتی مدظلہ العالی نے احقر کے پیہم اصرار پر اپنے کثرتِ مشاغل کے باوجود جاء الحق حصہ اول کو عام فہم ہندی میں منتقل کر دیا ہے۔

کتاب ہذا کی طباعت کا بارِ گراں قادری اکیڈمی رام پور نے اپنے ناتواں کاندھوں پر اٹھا لیا ہے روز افزوں ہوشربا گرانی اور سرمایہ کی قلت کے باعث حصہ اول کا نصف اول منظرِ عام پر آسکا ہے۔ باقی میٹر کی کمپوزنگ کا کام شب و روز جاری ہے سائز ۲۲×۱۸ صفحات ۲۰۰ انداز نہایت شگفتہ اور دل نشین۔ ہر دو کتب کا ہدیہ صرف ۱۵ روپئے۔ نوٹ:۔ ہر دو کتب ۵۰ سے زیادہ لینے پر ۴۰٪ فیصد کمیشن آرڈر کے ساتھ مطلوبہ کی پوری رقم روانہ کرنے والوں کو ڈاک خرچ و ریلوے محصول کی زبردست رعایت۔

رابطہ کا پتہ: محمد فاروق رضا قادری رضوی قادری اکیڈمی شتر خانہ رامپور یو۔پی

مکتوبات و تاثرات

"الحق المبین" میری نظر میں

۷۸۶/۹۲

بفضلہ تعالیٰ فقیر برکاتی تجھے برادر دینی متفکر ملت مولوی عبد النعیم عزیزی ایم اے۔ بی ایس۔ سی (علیگ) کے خلوص پر پرچہ سنی دنیا بریلی شریف برابر پابندی سے مل کر زینت نگاہ ہوتا ہے۔ سنی دنیا بریلی شریف کا ایک معیاری اور بلند پایہ رسالہ ہے علمی معلومات کا ذخیرہ ہے۔ مضامین نہایت عمدہ ہیں پرچہ کیا ہے عقلی نقلی دلائل کا ایک شگفتہ گلدستہ ہے۔ یہ سب فیضان ہے سیدی اعلیحضرت و سرکار مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ کا اور قیادت فخر اسلام فقیہ اعظم علامہ اختر رضا خانصاحب ازہری مدظلہ کا۔ خدا تعالیٰ پرچہ کو استقامت عطا کرے اور آپ کی محنت و جانفشانی و کاوش کو قبول کرے۔ آمین بجاہ النبی العربی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ مرکز سے ایک ایسے ہی رسالہ کی ضرورت تھی جس کو عزیزی صاحب نے پورا فرمادیا۔

فقیر برکاتی ۱۶ اپریل ۱۹۸۵ء کو جلسہ دستار فضیلت جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف حاضر ہوا تھا اسوقت حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری نے اپنی تصنیف کردہ کتاب الحق المبین عربی عنایت فرمائی تھی۔ واپس گھر آنے پر فقیر نے اس کو بغور مطالعہ کیا۔ فوراً زبان پر یہ مصرعہ آیا۔ ع

"اللہ کرے زور قلم اور زیادہ"

علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری نے احقاق حق ابطال باطل پر بے نظیر کتاب تصنیف فرمائی جملوں کی شگفتگی کلام کی حلاوت محسوس کر کے یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ الحق المبین (عربی) میں سیدی اعلیحضرت حجۃ الاسلام رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما کی غیبی امداد کام کر رہی ہے۔ بس یہ سمجھئے کہ علامہ ازہری اُدھر سے لیکر ادھر دے رہے ہیں۔ الحق المبین کیا ہے دلائل و شواہد عقلی و نقلی تمہیدات اور علمی تحقیقات کا ایک حسین گلدستہ ہے۔ روزنامہ الاتحاد کے ضمیمہ الھدیٰ میں مسلک حق کے خلاف جو زہر افشانی کی گئی ہے اس کا مدلل و مسکت جواب ہے۔

متعنا المولی الکریم بطول حیاتہ و سیادتہ وقیادتہ وفاضت انوارھم القدسیہ وبرکاتھم العالیہ۔ نصرہ اللہ تعالیٰ من عداہ شیئاً من العدوان۔ واقامہ علی الدوام اماما للذین المزوان۔

خدا تعالیٰ حضرت علامہ ازہری کے علم و فضل و عمر میں برکت دے اور اہل سنت کے سروں پر تادیر ان کا سایۂ عاطفت قائم و دائم و سلامت رکھے اور متفکر ملت مولوی عبد النعیم صاحب عزیزی کو مزید ترمزید خدمت دین کی توفیق رفیق کرے۔ رسالہ سنی دنیا کو یوماً فیوماً ترقی دے اور استقامت بخشے آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقط برکاتی۔ مظفر احمد صدیقی عفی عنہ مہتمم جامعہ مظفریہ دارالعلوم ... ضلع ... یو۔ پی ۱۲ شوال ۱۴۰۵ھ

حضرت گرامی قدر علامہ ازہری قبلہ دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

مزاج گرامی ۔ گھوسی اور مبارکپور کی مختصر ملاقاتیں بڑی اثر آفریں رہیں ۔ کل ڈاک سے ماہنامہ سنی دنیا ملا جس میں اسم جلالت اور لفظ خدا سے متعلق سوال وجواب نظر سے گزرا جواب باصواب دیکھکر بے پناہ مسرت ہوئی ۔ میں خود بھی سوال میں مذکور خلجان کا ایک مدت سے شکار تھا اور استفسار کرنا چاہتا تھا جو اس رسالے سے دور ہوا ۔ فالحمد للہ تعالیٰ علیٰ ذالک ۔

موجودہ رسالے میں پندرہ یوم پروگرام کے کیلئے اور پندرہ یوم ہر ماہ میں تصنیف وتالیف اور کار افتاء کے لئے آپ نے جو مقرر فرمایا ہے بڑا خوش آئند ہے ۔ اس امر کی شدید ضرورت تھی ۔ ہمیں امید ہے کہ اس پر سختی سے کاربند رہیں گے تاکہ تصنیفی وتحقیقی کام جو مستقل خدمت ہے زیادہ سے زیادہ ہو سکے ۔

مولیٰ تعالیٰ اس جہان وشر وفساد میں آپ جیسی ایمان افروز شخصیتوں کو تادیر ہم میں قائم ودائم رکھے اور فیوض وبرکات کو عام سے عام تر فرمائے آمین

منسلکہ استفسار کا جواب ماہنامہ میں بھی ضرور شائع کردیں تاکہ لوگوں کو حقیقت معلوم ہو جائے ۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری رضوی

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا

فقہی شاہکار

حاشیہ شامی (جلد اول)

پہلی بار منظر عام پر

علمی حلقوں یہ خبر باعث مسرت ہوگی اعلیحضرت قدس سرہ العزیز کا عظیم فقہی سرمایہ حاشیہ شامی جد المختار علیٰ رد المحتار (عربی) جواب تک قلمی تھا نہایت دیدہ زیب مصری ٹائپ سے المجمع الاسلامی کے زیر اہتمام طبع ہوکر منظر عام پر آچکا ہے ۔ جس کا ہر دینی درسگاہ، لائبریری اور دار الافتاء میں ہونا نہایت ضروری ہے لہذا مفتیان کرام اور علمائے عظام سے گذارش ہے کہ اس نادر ونایاب فقہی کتاب کا ضرور مطالعہ کریں اور اپنی لائبریریوں کی زینت بنائیں ۔

اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عقیدت رکھنے والے اہل خیر سے خصوصاً اور تمام علم دوست حضرات سے عموماً اپیل کی جاتی ہے کہ اس عظیم وجلیل کتاب کو خرید کر اپنے قریبی مدارس اور لائبریریوں کو وقف کریں ۔

ہدیہ رعائتی مجلد ۳۵/ روپے

ملنے کا پتہ

المجمع الاسلامی مدرسہ فیض العلوم محمد آباد اعظم گڈھ

نعتیں

جب مسکرا دیئے تو ستارے بکھر گئے

نمیر رضوی تلمیا پور ثم شاہجہاں پور یوپی

اک بار بھی جدھر سے شہ دیں گزر گئے
مانند کہکشاں وہ رستے نکھر گئے

روشن ہر کائنات تبسم سے آپ کے
جب مسکرا دیئے تو ستارے بکھر گئے

خوشبو تو دیکھئے مرے آقا کے جسم کی
راہیں مہک گئیں وہ جہاں سے گزر گئے

سارے رسول مقتدی آقا ہوئے امام
اقصیٰ سے جب رسول خدا عرش پر گئے

دنیا میں اُن کو دیکھ رہا ہوں ذلیل و خوار
جو لوگ عظمت شہ دیں سے مکر گئے

اے دل اُنھیں کو زندگی جاوداں ملی
عشق شہ مدینہ میں جو لوگ مر گئے

جس زندگی میں ہے یہ اثیرؔ اپنی آرزو
آئینگے ہم نہ لوٹ کے طیبہ اگر گئے

کون ہے رب کا شہکار تیرے سوا

ڈاکٹر محمد بیت اللہ مسر شمس الدین ہال مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

کون ہے میرا غمخوار تیرے سوا
کون میرا مددگار تیرے سوا

بیکسوں بینواؤں کا فریاد رس
کون ہے میرے سرکار تیرے سوا

کون ہے قاسم نعمت کبریا
کون عالم میں مختار تیرے سوا

نور سے جس کے روشن مکان لامکاں
کون ہے وہ ضیا بار تیرے سوا

بیمثالی ازل سے صفت ہے تری
کون ہے رب کا شہکار تیرے سوا

جس پہ قربان مسیحا کی جاں بخشیاں
کسکی ہے طرز رفتار تیرے سوا

اصل میں جسکی ہر بات وحی خدا
کس کی ہے شان گفتار تیرے سوا

روح دین خدا جان اصل ہدیٰ
کس کا اخلاق و کردار تیرے سوا

کون ہے مظہر عین ذات خدا
کس کے تابع ہیں منجدھار تیرے سوا

ناؤ میری کنارے لگا دو شہا
ہاتھ میں کس کے پتوار تیرے سوا

کس کے دامن میں پائیگا امن و اماں
مجھ سا عاصی گنہگار تیرے سوا

عرض کس سے کرے فارقؔ بے نوا
رنج و غم دل کا آزار تیرے سوا

خبریں

مفتیٔ اعظم اختر رضا خاں صاحب کی حج و زیارت کو روانگی

مفتیٔ اعظم حضرت اختر رضا خاں صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ حج و زیارت کو روانہ ہوگئے۔ بمبئی سے ۱۵۔ اگست کو ان کی فلائٹ سے بریلی سے انجمن اصلاح العوام کے دس ممبران بھی اسی تاریخ کو بمبئی سے حج و زیارت کے لئے روانہ ہوں گے۔

آہ! ریحان ملت علیہ الرحمہ

حضرت مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے وصال کی خبر سے جہاں دنیائے سنیت میں رنج و الم کی لہر دوڑ گئی وہاں اراکین "رضا اکیڈمی" اور خاص کر کے اکیڈمی بانی و صدر حاجی محمد موسیٰ بھائی و حاجی ایوب صاحب و حاجی مدنی میاں صاحب کو بھی صدمہ عظیم پہنچا ہے دنیائے سنیت کے اس نقصان عظیم کی تلافی بمشکل ہو سکے گی۔

حضرت کے وصال کی خبر ملتے ہی "رضا اکیڈمی" نے مقامی مسجد حمید اللہ خاں میں قرآن خوانی و ایصال ثواب کی محفل منعقد کی۔ چہلم کے موقع پر بھی تقریبی پروگرام و قرآن خوانی و نعت خوانی و ایصال ثواب کا پروگرام ہے۔

ادارہ و رفقاء اس غم میں برابر کے شریک ہیں ہم لوگوں کی دعا ہے کہ اللہ ہم لوگوں کے مرکز عقیدت علمبردار مسلک اعلیٰحضرت عظیم البرکت کے قبر انور پر رحمتوں کی بارش فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین افضل الصلوٰۃ والتسلیم

شکیل احمد رضوی نوری
رضا اکیڈمی ۱۰۶ اتھرڈ فلور خاتون گنج
چٹاگانگ۔ بنگلہ دیش۔

دار العلوم قادریہ چریا کوٹ میں جلسہ تعزیت

آج مورخہ ۲۷ شوال ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۸۵ء بروز چہارشنبہ دار العلوم قادریہ چریا کوٹ اعظم گڈھ میں ایک جلسہ تعزیت منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل علمائے کرام کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کیا گیا۔

(۱) فاخر مسلک اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل صاحب برکاتی مارہروی مصنف سنی بہشتی زیور تلمیذ حضرت صدر الشریعہ اعظمی علیہما الرحمہ متوفی ۲۸ رمضان ۱۴۰۵ھ ۱۸ جون ۱۹۸۵ء

(۲) شہزادۂ اکبر حضرت جیلانی میاں صاحب حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب علیہما الرحمہ مہتمم منظر اسلام بریلی شریف متوفی ۱۹ رمضان ۱۴۰۵ھ ۹ جون ۱۹۸۵ء

(۳) صاحبزادۂ شعیب الاولیا جناب مولوی محمد فاروق احمد صاحب چشتی یار علوی منیجر دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی متوفی ۲۵ رمضان ۱۴۰۵ھ

تمام بزرگان دین خاص کر مذکورہ بالا مرحومین کے لئے قرآن خوانی درود خوانی کے ذریعہ فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کیا گیا بعدہ شیرینی تقسیم ہوئی اور مسلک اہلسنت کے ان ناشرین و مؤیدین کی سوانح پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی بارگاہوں میں خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ فقط

شریک غم محمد عبد المبین نعمانی صدر المدرسین
دار العلوم قادریہ چریا کوٹ

عرس چہلم

۵ ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۴ جولائی ۸۵ء بروز چہارشنبہ پاسدار سنیت محسن فیض الرسول صاحبزادہ شعیب الاولیا مولوی فاروق احمد صاحب مرحوم کا عرس چہلم دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں زیر اہتمام پیر طریقت مجاہد سنیت حضرت مولانا صوفی شاہ محمد صدیق احمد صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ یار علوم براؤں شریف نہایت شاندار طریقے پر منعقد ہونے جا رہا ہے جس میں ملک کے مشاہیر علماء اور فیض الرسول کے ابنائے قدیم شریک ہو رہے ہیں۔ لہذا احباب اہل سنت سے اپیل ہے۔

از شعبہ نشریات
دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف
ضلع بستی یو۔پی۔

جامعہ برکاتیہ سید العلوم کا سگنج ضلع ایٹہ میں

فاتحہ چہلم

آج بتاریخ ۱۸ جولائی ۱۹۸۵ء بروز پنجشنبہ کو نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ ریحان رضا خاں صاحب رحمانی میاں (علیہ الرحمۃ) کے فاتحہ چہلم کا جامعہ برکاتیہ سید العلوم میں اہتمام کیا گیا۔ بعد نماز فجر تمام طلبا، مدرسین و اراکین نے قرآن عظیم کی تلاوت کی کئی ختم شریف ہوئے مدرسین حضرات نے اپنے پیشوا کو خراج عقیدت پیش کیا۔ جامعہ ہذا کے ناظم اعلیٰ مفکر ملت حضرت مولانا قاری صغیر احمد صاحب قادری برکاتی نے حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس عظیم نعمت کو خدا نے ہم سے اس لئے جلد اٹھا لیا کہ اس مخلص رہبر کی ہم نے قدر نہیں کی بعدہ قل شریف ہوا، تمام قراء و حفاظ نے قل شریف پڑھا اور دعائے مغفرت کی گئی۔

خدا تعالیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان کے جانشین حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں (مدظلہ العالی) کو ان کا سچا جانشین بنائے اور ان کے خانوادہ میں خدا اتحاد پیدا فرمائے۔ آمین۔ مجلس کے آخر میں تبرک پیش کیا گیا۔

المعلن
قاری عبد الرسول قادری
خادم جامعہ ہذا
۱۸ جولائی ۸۵ء

عرس امجدی وجشن افتتاح

مورخہ ۲۰/۲۱/ جولائی ۸۵ء کو حضور صدر الشریعۃ (مصنف بہار شریعت علیہ الرحمہ) کا عرس اپنی پوری روایتی شان و شوکت کے ساتھ ہوا۔ جس میں جانشین اعلیٰ حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری فیض العارفین مولانا غلام آسی صاحب، علامہ ارشد القادری صاحب، مولانا قاری رضا ر المصطفیٰ صاحب کراچی، علامہ عبید اللہ خاں صاحب اور بے شمار علمائے کرام نے شرکت فرمائی اور عظیم اجتماع جلسہ سے خطاب فرمایا۔ دو روزہ اجلاس جامعہ امجدیہ رضویہ کے گراؤنڈ پر منعقد ہوئے۔ ۲۱ جولائی کی شام کو جامعہ امجدیہ رضویہ کا جشن افتتاح منایا گیا۔ جس میں قاری علامہ رضا ر المصطفیٰ صاحب نے جامعہ کی ضرورت پر بصیرت افروز تقریر فرمائی پھر علامہ ازہری میاں نے عربی میں تقریر فرمائی۔ جامعہ امجدیہ رضویہ کا تعلیمی افتتاح ایک طالب علم کو عربی میں سورۂ اقرا کی تفسیر کے درس دینے فرمایا جامعہ کا ذریعہ تعلیم عربی ہے۔ مولانا فداء المصطفیٰ صاحب نے اناؤنسری کے فرائض انجام دئیے اور دونوں روز کا اجلاس صاحب سجادہ علامہ الحاج ضیاء المصطفیٰ صاحب مدیر جامعہ امجدیہ رضویہ کی دعاؤں پر اختتام پذیر ہوا۔

جمعیۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ
گھوسی اعظم گڈھ